# جغرافیۂ بائبل

از

پادری یُوحنّا خاں (مرحُوم)

پروفیسر مدرسۂ علم الٰہی سہارنپور

ناشران

پنجاب ریلیجس بُک سوسائٹی

انارکلی - لاہور

۱۹۵۳ء

بار دوم

تعداد ۱۰۰۰

# فہرست مضامین

# دیباچہ نظر ثانی

جغرافیۂ بائبل از پادری پروفیسر یوحنا خان صاحب بڑی پرانی تصنیف ہے۔ اور اُردو زبان میں بائبل مقدس کے ممالک کے جغرافیہ پر یہی ایک کتاب موجود ہے۔ اس کتاب کی نظر ثانی کئی وجوہات سے لاحق ہوئی زیادہ تر اس وجہ سے کہ بائبل کے ممالک کے متعلق کئی نئی نئی باتیں دریافت ہو چکی ہیں اور ہو رہی ہیں۔ جن کا بیان کرنا ضروری ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ اُن تمام ممالک کی جن کا بیان کلام مقدس میں آیا ہے کایا بالکل پلٹ گئی ہے پرانے شہر برباد ہو گئے ہیں اُن کا نام ونشان نہیں رہا اُن کی جگہ نئے شہر آباد ہو گئے۔ پرانی سلطنتیں معدوم ہو گئیں۔ نئی اُن کی جگہ قائم ہو گئیں۔ بعض ممالک کی سرحدیں یا تو بہت وسیع ہو گئی ہیں یا بالکل مٹ گئی ہیں۔ تاہم یہ ممکن نہیں کہ اُن ممالک کے تازہ ترین حالات لکھے جائیں اس کے لئے تو ایک بڑی ضخیم کتاب کی ضرورت ہو گی۔ پھر بھی ناظرین کی واقفیت کے لئے اس کتاب کے آخر میں ایک مختصر سا ضمیمہ درج کر دیا گیا ہے جس میں ملک کنعان کے متعلق تازہ

حالات درج کردیے گئے ہیں - باوجود ان باتوں کے بائبل مقدس کے ممالک کی قدیم تواریخ اور جغرافیہ کا مطالعہ بائبل مقدس کو خود سمجھنے کے لئے نہایت ضروری ہے ؂

وزیر چند

# تعریفیں

**جھیل** - پانی کا وہ بڑا قطعہ ہے جو چاروں طرف خشکی سے گھرا ہو ؛

**جزیرہ** - خشکی کا ایسا قطعہ ہے جو چاروں طرف پانی سے محیط ہو ؛

**راس** - خشکی کے ایسے قطعہ کو کہتے ہیں جو سمندر میں دُور تک چلا جائے اگر راس بلند اور پتھریلی ہو تو اُسے پرومنٹوری کہتے ہیں ؛

**دریا** - میٹھے پانی کی ایسی دھارا کو کہتے ہیں جو پہاڑ یا جھیل سے نکل کر میدان میں بہتی کسی جھیل دریا یا سمندر میں گرے - جہاں سے دریا نکلتا اُسے **منبع** اور جہاں گرتا اُسے **دہانہ** کہتے ہیں ؛

**طاس یا بیس** - اُس جگہ کو کہتے ہیں جہاں سے دریا گذرتا ہے یعنی گذرگاہِ دریا ؛

**معبر یا گھاٹ** - وہ جگہ ہے جہاں دریا عبور کیا جاتا ؛

**مقامِ اتصال یا سنگھم** - وہ جگہ ہے جہاں دو دریا باہم ملیں ؛

**نخلستان** - زمین کا وہ سرسبز اور شاداب قطعہ ہے جو بیابان میں واقع ہو ؛

حدب - ایسے مقام کو کہتے ہیں جو سطح اور آس پاس کی زمین سے بلند ہو انگریزی میں اسے ٹیبل لینڈ یا پلیٹو بھی کہتے ہیں - عام طور سے سطح مرتفع کہلاتا ہے ۞

جزیرہ نما - خشکی کا وہ قطعہ ہے جو تین طرف پانی سے گھِرا ہو ۞

ڈیلٹا - جب کسی ندی سے سمندر میں گرتے وقت ریت اور مٹی سے زمین چھوٹے سے جزیرے کی طرح گھِر جاتی ہے تو اُس کو ڈیلٹا کہتے ہیں ۞

وادی - وہ قطعۂ اراضی ہے جو دو پہاڑوں کے بیچ واقع ہو ۞

درّہ - وہ راستہ ہے جو دو پہاڑوں کے بیچ واقع ہو اگر درّہ تنگ اور پتھریلا ہو تو اُسے انگریزی میں گارج کہتے ہیں ۞

خاکنائے - زمین کے اُس تنگ حصّہ کو کہتے ہیں جو خشکی کے دو بڑے حصّوں کو مِلائے ۞

آبنائے - پانی کا وہ تنگ قطعہ ہے جو دو پانیوں کو باہم ملاتا ہے ۞

خلیج - سمندر کا وہ حصّہ ہے جو خشکی میں دُور تک چلا جائے ۞

# پہلا باب

## دیباچہ

**جغرافیۂ بائبل**۔ جغرافیہ ایک یونانی لفظ ہے جو دو لفظوں یعنی جی بمعنی زمین اور گرافی بمعنی بیان سے مرکب ہے۔ اس کے معنی سطح زمین کا بیان ہے۔ لیکن جب جغرافیہ بائبل کا بیان کیا جاتا تو اس سے مراد اُن ملکوں کی جغرافیائی حالت ہے جن کا ذکر بائبل میں آیا ہے۔ پس جغرافیۂ بائبل میں ہم فقط اُنہیں ممالک پر بحث کریں گے جو بائبل میں مذکور ہیں ؂

**ملک کا اثر**۔ اگرچہ اس اثر کا بڑا حصہ کسی قدر فوق العادت اظہارات اور مکاشفات سے تھے پھر بھی یہ ترتیب بہت درجہ تک فطرتی اسباب سے جن کا جزوِ اعظم ملک تھا وجود میں آئی۔ چنانچہ ہم جانتے ہیں کہ ہر قوم کے عادات۔ چال و چلن اور آئندہ حالت کے اندازہ پر اپنے وطن کا بھاری اثر پڑا کرتا ہے۔ پہاڑ یا میدان۔ ساحل یا اندرونی مُلک۔ منجمد برف یا تپتی ریت۔ سرسبز میدان یا مرغزار یں شہر یا دیہات ہر ایک اپنے اثر سے لوگوں کو مؤثر کرتے۔ اُن کے طریقِ معاشرت کو بدلتے اور اپنی تاثیر کے رنگ سے اُنہیں رنگین

بنا دیتے ہیں ۔

**جغرافیہ کی ضرورت** ۔ جب تک بائبل کے جغرافیہ کی واقفیت نہ ہو تو وہ مقامات جن کا ذکر اُس میں ہے معہ اُن واقعات اور واردات کے جو اُن سے منسوب ہیں نہ صرف سمجھ میں نہیں آتے بلکہ اُن کی خوبی اور خوبصورتی بھی جاتی رہتی ہے لیکن اگر اُن واقعات پر جو پہلے مشکوک اور فطرت کے خلاف دکھائی دیتے اُن کی جائے وقوع کو مدِ نظر رکھ کر غور کیا جائے تو پیچیدگی جاتی رہے گی اور اصل حقیقت کھل جائیگی۔ اس لئے نہایت زیبا ہے کہ بائبل اور بائبل کی سرزمین کا مطالعہ ایک ساتھ جاری رہے ایسے شخص کے لئے جو بائبل کی صداقت کا معتقد ہو ملک کی درست اور کامل واقفیت کی خاص ضرورت ہے ۔

**ممالک جن کا ذکر بائبل میں ہے** ۔ بائبل کے ممالک خاصکر جنوب مغربی ایشیا ۔ شمال مشرقی افریقہ اور جنوب مشرقی یورپ پر مشتمل ہیں یعنی جہاں قدیم دُنیا کے تین برِاعظم باہم ملتے ہیں ۔ یہ ممالک شمال میں کوہ ارارات سے جنوب میں کوہ سینا تک اور مشرق میں دریائے دجلہ سے مغرب میں دریائے تائیبر تک پھیلے ہیں اور اِن میں عیلام ۔ مادہ ۔ فارس ۔ اسوریہ ۔ بابل میسوپوتامیہ سوریہ (جسے آج کل شام کہتے ہیں) فلسطین ۔ عرب ۔ مصر ۔ ایشیاء کوچک ۔ یونان اور روم داخل ہیں ۔ مگر ہم اِس کتاب میں صرف ملک فلسطین ہی کا بیان کریں گے جو خدا کی برگزیدہ قوم کا گھر اور بائبل کے اکثر واقعات

کا منظر ہے مذکورۂ بالا ممالک دُنیا کی تواریخ میں خواہ کیسی ہی فضیلت کیوں نہ رکھتے ہوں ہمارے بیان میں اُن کی جگہ ادنیٰ ہوگی۔ فلسطین گو کم معروف مُلک تھا جس نے اپنی چار دیواری کے باہر نکل کر دُوسرے ملکوں کے معاملوں میں کم دخل دیا تو بھی یہی وہ مُلک ہے جس نے تمام مہذب دُنیا کی تواریخ پر اپنا اثر ڈالا ۔

**فلسطین کی تفریق** ۔ فلسطین کی حدود اُسے دُنیا کے دیگر کاروباری مرکزوں سے جُدا کر دیتی ہیں چنانچہ شمال کی طرف کوہ لبنان کی مشکل گزار دیوار ہے مشرق میں سوریہ کا بیابان ۔ جنوب میں عرب کا ریگستان اور مغرب میں بحیرہ روم ہیں ۔ یہ سمندر جو آجکل دُوسرے ملکوں سے رسم و راہ پیدا کرنے کا اعلیٰ ذریعہ ہے متقدمین کے نزدیک ایسی رُکاوٹ تھا جس کے وسیلہ خُدا نے مختلف قوموں کو ایک دوسرے کے ساتھ ملنے سے الگ کر دیا ۔ یہ خیال اس امر سے کہ بحر اعظم کے ساحل فلسطین پر کوئی بندرگاہ اجنبی لوگوں کے آرام اور آسائش کے لئے پایا نہیں جاتا زیادہ تقویت حاصل کرتا ہے ۔

**دُنیا کی شاہراہ پر فلسطین کا وقوع** ۔ اگرچہ فلسطین اس طرح مسدود اور گھرا ہوا تھا پھر بھی یہ ایک ایسی شاہراہ پر واقع تھا جو قدیم شائستگی اور طاقت کے مرکزوں کو باہم ملا دیتی ہے ۔ مصر اور اسوریہ قدیم زمانہ کی دو بڑی سلطنتیں جو ایک دُوسرے کے مقابل واقع تھیں اور ایک راستہ کے ذریعہ جو فلسطین کے پہاڑی علاقوں سے متصل سنجاف

لگے ہوئے نشیب میدانوں میں سے گزرتا تھا ملی تھیں ۔ اس راہ سے
سفر۔ تجارت اور مہامِ جنگ کے معاملات بخوبی انجام پا سکتے تھے ۔
ایک طرف پر ہند۔ فارس ۔ اسوریہ۔ بابل اور سیریہ تھے اور دُوسری پر مصر
یونان اور روم ۔ فی زمانہ انہیں مشرق اور مغرب کے درمیان نشیبوں
میں سے بڑے بڑے کاروان اپنے بیش قیمت خزانوں کو لئے ہوئے
گذرتے رہے ہیں ۔

دُنیا میں پر دُنیا کا نہیں ۔ پہاڑ فلسطین کے لئے اُس کی
جائے پناہ تھے جن میں وہ دنیا کے بڑے بڑے ماجروں سے جو اُس کے
دروازوں پر ہوا کرتے اماں پاتا اور یوں انسانی مشاغل کے بڑے رو کے
نزدیک اور اُس سے الگ بھی رہتا تھا۔ اِس کی ایسی حالت کو دیکھ کر
کسی نے خوب کہا ہے کہ وہ "دُنیا کے جنگ وجدل کا ناظر تھا نہ کہ اُن کا
شکار" پرانے عہد نامہ کا زمانہ آنے والے زمانوں کا عکس تھا پس جس
طرح اب خُدا کے لوگ دُنیا میں تو ہیں پر دُنیا کے نہیں اِسی طرح
ضرور تھا کہ قدیم ایمانداروں کو بھی ایسی خلوت نصیب ہو جس سے وہ
بلا روک خُدا کی صحبت اور سنگت کا لُطف اُٹھا سکیں اور قوموں کے
برتاؤ میں اُس کے انتظام کو دیکھ سکیں کہ کیونکر اسوریہ اور بابل ۔
مادہ اور فارس ۔ یونان اور روم اپنی اپنی نوبت پر اقبال مندی اور
حشمت کے زینہ پر آکر تماشائیوں کی آنکھوں کے سامنے مثل تصویرِ
رواں یکے بعد دیگرے گذر گئے اور اپنے بعد آنے والی قوموں

کے لئے جگہ خالی کر گئے ؛

مختصر ہیں متفرقات کا ہونا۔ اس ضمن میں ایک اور قابلِ غور امر کہ جس کے باعث فلسطین نے بائبل کی سرزمین بننے کا شرف حاصل کیا چھوٹے سے احاطہ میں متفرقات کا ہونا ہے جس طور یردن کی گہری وادی۔ ساحل کے میدان اور اسدرلون میں بمقابل یہودیہ۔ سامریہ۔ کوہستانِ جلیل۔ یردن کے پار کے پہاڑوں اور لبنان میں سطح کی بلندی کا فرق پایا جاتا ہے اُس طور پر آب وہوا۔ حیوانات۔ نباتات۔ پیداوار اور لوگوں کے اوضاع و اطوار صنعت وحرفت میں بھی فرق ہے۔ ایک معنی میں یہ چھوٹا سا ملک تمام رُوئے زمین کا خلاصہ ہے۔ اس کے باشندوں کا لٹریچر (علم ادب) استعارے اور مثالیں دُنیا کی تمام قوموں کی سمجھ میں آسکتے اور اُن کی کتاب تمام ملکوں کی کتاب بن سکتی ہے خُدا نے عبرانیوں کو صرف عجیب وغریب اور خاص اُمّت بننے کے لئے نہیں چُنا تھا بلکہ اس لئے کہ اُن کو دُوسری قوموں کے پاس الٰہی پیغام کے پہنچانے کا وسیلہ بنائے جیسا ابرہام سے کہا بھی گیا تھا کہ ”زمین کے سارے گھرانے تجھ ہی سے برکت پائیں گے“ ؛
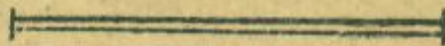
# دُوسرا باب

## فلسطین کا بیان

**مُلک کے نام** - یہ مُلک کئی ناموں سے مشہور ہے فلسطین موجُودہ عام اور مشہور نام بائبل کے زمانہ میں اِسے نہیں دیا گیا بلکہ سن عیسوی کے اوائل میں یہ مُلک اِس نام سے نامزد ہوا۔ فلسطین فلسطیہ سے مشتق ہے فلسطیہ ساحلِ بحر کا وہ حِصّہ ہے جس میں فلسطی لوگ آباد تھے کنعان بمعنی نشیب قطعہ۔ روایت ہے کہ ابتدا میں یہ نام فنیکی کے ساحل کے نشیب کو دیا گیا تھا پھر رفتہ رفتہ سرون اور وادیٔ یرون کے نشیب اِس نام سے کہلائے اور آخر ش کل مُلک اِس نام سے مشہور ہوا (گنتی ۳۴: ۲ - اعمال ۷: ۱۱) اَور نام جو اس مُلک کو دئے گئے عبرانیوں کی ولایت (پیدائش ۴۰: ۱۵) اسرائیل کی زمین (۱- سموایل ۱۳: ۱۹) اور وعدہ کی سرزمین (عبرانیوں ۱۱: ۹) تھے۔ اکثر اِسے مقدس سرزمین بھی کہتے ہیں ؛

**قدوقامت** - فلسطین کی قلیل وسعت کو دیکھ کر آدمی حیرت کا پتلہ بن جاتا ہے اور اُس کی یہ حیرت اور بھی بڑھ جاتی ہے جب وہ دیکھتا ہے کہ اِس چھوٹے سے مُلک کی دُنیا نے دیگر ممالک پہ

کیسا زائل نہ ہونے والا اثر ڈالا ہے۔ یردن کے مغربی مُلک کی
لمبائی شمال میں دان سے جنوب میں بیرسبع تک ۱۴۴ میل
اور چوڑائی بیرسبع کے قریب ۹۰ میل ہے۔ لیکن جُوں جُوں شمال
کو جائیں چوڑائی کم ہوجاتی ہے یعنی یروشلیم کے نزدیک ۵۰ میل - جھیل
گنیسرت کے ۴۰ میل اور انتہائے شمالی میں صرف ۲۵ میل رہ جاتی
ہے - اِس غربی حصّہ کا کل رقبہ ۶۰۰۰ مربعہ میل ہے فلسطین شرقی
کا طول شمال سے جنوب تک ۱۵۰ میل عرض شمال میں ۸۰ اور
جنوب میں ۳۰ میل ہے - دریائے یردن کے پار کے فرقوں کے
مقبوضات کا رقبہ ۴۵۰۰ مربعہ میل تھا یں یوں کل اسرائیلی مقبوضات
کا رقبہ ۱۱۰۰۰ مربعہ میل سے کم ہوگا - لیکن یہاں بھی تواریخ مثل اور
جگہوں کے یہی سکھاتی ہے کہ کسی مُلک کی عظمت اور بزرگی اُس کی
وُسعت کی کمی یا بیشی پر موقوف نہیں ❊

**مُلکِ موعُود** جس مُلک کا خُدا نے ابرہام اور اُس کی اولاد سے
وعدہ کیا تھا اُس کا رقبہ تو بہت بڑا تھا - دیکھو پیدائش ۱۵ : ۱۸
گنتی ۳۴ : ۱ - ۱۲ - یشوع ۱ : ۴ و ۱۳ : ۱ - اس میں فلستیوں کی
سرزمین فنیکے کے ساحل کا میدان سیریہ تک - شمال کی طرف حمات
تک اور فرات کا مشرقی حصّہ اور نیچے دریائے مصر تک شامل تھے مگر
بنی اسرائیل نے یہ وعدہ شدہ مُلک سارا فتح نہیں کیا - بلکہ داؤد اور
سلیمان کے عہد میں بھی جب کہ اسرائیل کی سلطنت اپنے عروج پہ تھی

اور مُلک کو بڑی رونق اور کشادگی حاصل تھی اس مُلک کی وسعت وعدہ کی ہوئی زمین کی وسعت تک نہیں پہنچی۔

یہی حال رُوحانی عالم میں بھی ہے۔ خُدا کے ایماندار بندے اپنے ایمان کی کمی اور کوتاہ نظری کے باعث خُدا کے اُن وعدوں کی پوری دولت کو حاصل نہیں کر سکتے جو اُن سے کئے گئے ہیں ؛

لبنان کی وجہ تسمیہ۔ لبنان کے معنی سفید ہیں۔ یہ نام ان پہاڑوں کو یا تو ان کی برف سے مستور چوٹیوں اور یا چونے کے پتھروں کی وجہ سے دیا گیا جو اس کے کناروں پر پائے جاتے ہیں۔ لبنان میں دو متوازی سلسلۂ کوہ یعنی لبنان اور اینٹی لبنان داخل ہیں جو شمال و مشرق اور جنوب و مغرب میں ایک سَو میل تک چلے جاتے اور ایک وادی کے ذریعہ جسے یونانی کوئے سیریہ کہتے تھے اور آجکل بُکا کہتے علیحدہ ہیں ؛

لبنان۔ غربی سلسلہ جس کی اوسط بلندی ۷۰۰۰ فٹ ہے اور جو شمال کی جانب زیادہ سے زیادہ ۱۰۵۰۰ فٹ ہے بلند چوٹیوں۔ گہرے درّوں اور تند نالوں کا دلفریب منظر ہے۔ بحیرۂ اعظم کے مقابل کا غربی ڈھال جو مغربی پُر بخارات ہواؤں سے سیراب ہوتا ۵۰۰۰ فٹ کی اونچائی پر بڑا زرخیز ہے۔ اس میں گندم زیتون۔ کھجور۔ تاڑ۔ انجیر اور انگور بکثرت پیدا ہوتے ہیں۔ وادی بے شمار قصبوں اور دیہاتوں سے ڈھنپی ہے۔ صنوبر اور دیودار کے رفیع الشان درختوں

کے جھرمٹ جن کے لئے لبنان مشہور تھا اب بھی کہیں کہیں ملتے ہیں۔ اس کی آب و ہوا کی بوقلموں اور رنگارنگ خاصیت کو دیکھ کر ایک عربی شاعر کہتا ہے "سرما اِس کے سر پر۔ بہار شانہ پر۔ خزاں آغوش میں اور گرما قدموں میں خوابیدہ ہے"۔

کوہ حرمون۔ سطح بحر سے ۹۲۰۰ فٹ بلند اور فلسطین کے بڑے حصہ میں ایک باتجمّل شے ہے۔ اکثر بائبل کے قصص میں مذکور ہوتا ہے۔ اسے عموماً صورت کی تبدیلی کا پہاڑ بھی خیال کرتے ہیں۔ اس کے نزدیک قیصریہ فلپی شہر تھا جو اناجیل کے مطابق ہمارے خداوند کے سفروں کی شمالی حد ہے (متی ۱۶: ۱۳ و ۱۷: ۱) سال کے اکثر حصوں میں اس کی چوٹیاں برف سے ڈھنپی رہتی ہیں اور اکثر ہوا کے منجمد ہو جانے سے اِس کے اوپر بادل گھٹا ٹوپ چھایا ہوا دکھائی دیا کرتا ہے۔ (زبور ۱۳۳) عبرانی علم ادب میں لبنان زرخیزی اور خوبصورتی کا اعلیٰ نمونہ تھا۔ (زبور ۷۲: ۱۶) موسیٰ اِسے خاص دلچسپ شے سمجھتا اور یوں دعا کرتا ہے "اے خداوند خدا۔۔ میں تیری منت کرتا ہوں مجھے پروانگی ہو کہ پار جاؤں اور وہ اچھی سرزمین جو یردن کے پار ہے دیکھوں وہ اچھا پہاڑ وہ لبنان" (استثنا ۳: ۲۴ و ۲۵)۔

قدرتی نظارے۔ فلسطین کے قدرتی نظاروں میں سب سے ممتاز اور اُبھری ہوئی چیزیں کوہستانِ لبنان کے متوازی سلسلے اور پہاڑوں کے درمیان کی وادیاں ہیں۔ ملک کا بڑا حصہ پہاڑی ہے۔

جس میں دو متوازی سلسلہ کوہ ہیں۔ ان میں سے ایک غربی ہے جو لبنان کے اور دوسرا شرقی ہے جو اینٹی لبنان کے پھیلاؤ سے بن گیا ہے۔ ان پہاڑوں کے مابین یردن کی گہری وادی ہے جو کولے سیریہ یعنی کوہستان لبنان کے بیچ کی وادی کا حصہ ہے۔ مغرب کی طرف بحیرہ روم کے متصل ایک نشیب ساحل ہے۔ لبنان کی مانند اور پہاڑ بھی چونے کے پتھر کے ہیں۔ اس ضمن میں ایک بات جو قابل ذکر ہے وہ مغربی کوہستانوں کا نظارہ ہے جنہیں اسدرلون کے نشیب نے دو حصّوں میں بانٹ دیا ہے اور خود ان کی تمام چوڑائی کے گرد ساحل بحر کو وادی یردن سے دیتا ہے۔ پس فلسطین پانچ قدرتی نظاروں پر مشتمل ہے (۱) ساحل بحر کا میدان (۲) غربی کوہستان (۳) وادی اسدرلون (۴) وادی یردن (۵) شرقی کوہستان۔

آب و ہوا۔ اس قدر مختصر رقبہ کی کوئی سرزمین آب و ہوا کی مختلف خاصیت میں شاذ ہی فلسطین پر سبقت لے گئی ہوگی۔ اس اختلاف کی ایک وجہ تو اس کا سب منطقہ حارا میں واقع ہونا ہے اور اور دوسری سطح کا فرق جو وادی یردن میں تو ۱۲۹۲ فٹ سطح بحر سے نیچے اور ۹۲۰۰ فٹ کوہ حرمون کی چوٹی پر سطح بحر سے اوپر ہے۔ اس کی ٹمپریچر (حرارت) بھی مختلف ہے چنانچہ ملک کے اکثر حصّہ میں گرمی ۹۰ درجہ تک بڑھ جاتی بلکہ وادی یردن میں کبھی کبھی ۱۱۸ درجہ تک بھی ہو جاتی ہے۔ کوہ حرمون کی چوٹیاں جو یہاں سے ۱۰۰ میل سے کم دور ہونگی برف سے ڈھنپی ہیں۔ پہاڑوں کی آب و ہوا سمندر

کی ٹھنڈی ہوا کے جھونکوں کے سبب معتدل ہے اور جنوبی مُلک صحرا کی گرم اور خشک ہوا کے سبب از حد گرم ہے۔ بہت کم ممالک میں سردی اور گرمی اس غایت پر ہو گی کہ برف باری کے وقت اُن میں شیر ببر کے دیکھنے کا اتفاق ہو (۲ سموئیل ۲۳ : ۲۰)۔

**بارش اور موسم۔** مُلک فلسطین میں بارش اور مُلکوں سے جو اسی خط پر واقع ہیں مختلف ہے چنانچہ امریکہ اور دیگر ممالک میں جو اسی خط پر واقع ہیں بارش اور دھوپ کے ایام سال میں بدلتے رہتے ہیں لیکن فلسطین میں بارش بہت درجہ تک اپنے موسم کی پابند رہے۔ سال تمام میں دو موسم ہوتے ہیں ایک موسم برسات اور دوسرا خشک۔ موسم برسات یکم نومبر سے شروع ہو کر اپریل میں ختم ہو جاتا ہے۔ اس موقعہ پر شدت کی بارش ہر وقت نہیں گرا کرتی بلکہ گاہ گاہ مطلع صاف بھی ہو جاتا ہے۔ ان دنوں میں جوتنا اور بونا شروع ہوتا ہے۔ نومبر کی برسات جسے "پہلی برسات" کہتے ہیں زمین کو نرم کرتی اور بونے کے قابل بناتی ہے۔ جنوری اور فروری بارش کے نامرغوب مہینے ہیں جن میں شرقی اور غربی پہاڑوں پر بارش کے ساتھ برف بھی گرتی ہے شرقی پہاڑوں پر خاصی برف گرتی اور چند دن تک زمین پر پڑی رہتی ہے۔ آخری برسات جو مارچ اور اپریل میں ہوتی فصلوں کے حق میں بڑی مفید ہے۔ مئی نصف سے جون کے نصف تک مُلک کی حیثیت کے موافق گندم کاٹی جاتی ہے۔ اس موقعہ پر مینہ برستا

غیر معمولی سمجھا جاتا ہے (۱سموایل ۱۲: ۱۷و۱۸ یرمیاہ ۵: ۲۴) ٭

**ہوائیں** ۔ہوائیں زیادہ تر مغرب سے آتیں اور بحیرۂ اعظم سے بخارات اپنے ساتھ لاتی ہیں ۔چونکہ پہاڑی علاقے سردی کے دنوں میں سرد ہوتے ہیں اس واسطے وہ اُن بخارات کو جو غربی بحری ہوا اپنے ساتھ لاتی جما کر بارش میں تبدیل کر دیتے ہیں ۔"جب بادل کو پچھم سے اُٹھتے دیکھتے ہو تو فوراً کہتے ہو کہ مینہ برسیگا ۔ اور ایسا ہوتا بھی ہے" (لوقا ۱۲: ۵۴) لیکن گرمی کے دنوں میں پہاڑ بہ نسبت سمندر کے زیادہ گرم ہو جاتے اور جب مغربی بخارات سے لدی ہوا بہ کر پہاڑ کی گرم ہوا سے مس کرتی ہے تو گرمی کے باعث بحری ہوا کے ذراتِ آب پتلے پڑ جاتے اور منتشر ہو جاتے ہیں ۔ ماسوائے اس کے ایامِ گرما میں شمال کی طرف سے خشک ہوائیں بہنے لگتیں جو بخارات کو جذب کر کے سُکھا دیتی ہیں ۔ اگر یہ ہوائیں خشک ہونے کے بجائے تر بھی ہوتیں تو گرم قطعوں میں آکر اُن کی طراوت خشکی سے بدل جاتی اور یوں بارش موقوف ہو جاتی ۔"سمتِ شمالی سے سونے کی سی تجلی آتی ہے" (ایوب ۳۷: ۲۲) شرقی ہوا یا جنوبی ہوا گرم اور خشک صحرا سے آتی اس لئے وہ نباتی اور حیوانی زندگی دونوں کو پژمردہ بنا دیتی اور سُکھا دیتی ہے ۔"اور جب تم معلوم کرتے ہو کہ دکھنیا چل رہی ہے تو کہتے ہو کہ لُو چلے گی اور ایسا ہوتا بھی ہے" (لوقا ۱۲: ۵۵) ٭

**فلسطین کے قابلِ سکونت ہونے کا سبب** ۔فلسطین قابلِ

رہائش اور سکونت ہونے میں بحر اعظم اور پہاڑوں کا فرض والا ہے۔ اگر یہ نہ ہوتے تو یہ بھی اِردگرد کے بیابانوں کی مانند بن جاتا کیونکہ اس کی زرخیزی اور سرسبزی صرف انہیں پر منحصر ہے۔ سمندر اس کے لئے گویا تالاب ہے جس سے ہوا کے وسیلے یہ بخارات کھینچتا اور پہاڑ ان بخارات کو بارش میں بدل کر زمین کو سیراب کرتے ہیں ۔

مُلکی تقسیم۔ یشوع کے زمانہ میں اسرائیل کی سرزمین مُتفرق فرقوں میں تقسیم ہوئی اور ہر حصّہ اپنے فرقہ کے نام سے نامزد ہوا۔ موسیٰ کے حکم کے مطابق روبن۔ جاد اور آدھے فرقہ منسّی نے یردن کے مشرق میں سکونت اختیار کی۔ چنانچہ روبن کی ملکیّت جنوب میں۔ جاد کی وسط میں اور نصف منسّی کی شمال میں تھی ۔

باقی فرقے یردن کے مغرب میں آباد ہوئے چنانچہ نفتالی۔ آشر اور زبلون شمال میں۔ اشکار۔ نصف منسّی اور افرائیم وسط میں۔ دان ساحل بحر پر (بعد ازاں فرقہ دان نے شمال میں ایک مُلک فتح کیا اور اُس میں بسنے لگے (قاضی ۱۸ باب) اور بنیامین یہوداہ۔ اور شمعون جنوب میں قابض ہوئے ۔

تقسیم تفریق سلطنت پر۔ سلیمان کی موت کے بعد مذکورہ بالا ترتیب بدل گئی۔ شمالی دس فرقوں نے جنوبی فرقوں سے علیحدہ ہوکر ایک نئی خود مختار بادشاہت کی بنا ڈالی جس کو اسرائیل کی یا کبھی افرائیم کی بادشاہت سے جو اس میں بڑا دخل رکھتا تھا ملقب

کرتے تھے۔ (۱ سلاطین ۱۲ باب) جنوبی حصے کو یہوداہ کی بادشاہت یا فقط یہوداہ کہتے تھے۔ انجیلی زمانہ میں رومی حکومت کے ماتحت یہ مُلک گلیل۔ سامریہ۔ یہودیہ اور یردن کے مشرق پیریہ[1] میں منقسم ہوگیا فنیکی شمال مغربی ساحل کا علاقہ اُن دنوں میں اسرائیلی مُلک کا حصہ تصور نہیں کیا جاتا تھا گلیل دو حصوں یعنی گلیل فراز اور گلیل نشیب پر منقسم تھا۔ گلیل فراز میں نفتالی کا شمالی حصہ اور گلیل نشیب میں نفتالی کا وہ حصہ جو دریائے گلیل کے مغرب واقع تھا معہ زبلون اور اشکار کی ملکیت کے شامل تھا۔

---

سامری۔ سامری لوگ دراصل سامریہ کے رہنے والوں کا نام تھا۔ جن میں منسی کا آدھا فرقہ اور افرائیم کے لوگ شامل تھے پر نئے عہدنامہ کے وقت یہ ایک علیحدہ قوم کا نام تھا۔ جن کا یہودیوں سے بہت کم واسطہ تھا بلکہ یہودی ان کو نفرت سے دیکھتے تھے۔ ان کی تاریخ یہ ہے کہ اسور کا بادشاہ جب بنی اسرائیل کو قید کر کے اسیری میں لے گیا تو سامریہ میں اُس نے لاکر اپنے لوگوں کو بسایا۔ سامریہ میں کچھ بنی اسرائیل کے لوگ بھی رہ گئے تھے اُنھوں نے اسور کے لوگوں کے ساتھ بیاہ شادی کی اور مخلوط نسل ہوگئے۔ ۲ سلاطین ۲۴/۱۷ بابل کی اسیری کے بعد جب یہودیوں نے ہیکل کی دوبارہ تعمیر شروع کی تو ان لوگوں نے زادبابل سے

---

[1] نوٹ۔ بلحاظِ سیاست پیریہ گلیل سے متعلق تھا۔

درخواست کی کہ ہمیں بھی اپنے میں شامل کرلو۔ مگر زربابل نے منظور نہ کیا کیونکہ وہ اپنے آپ کو خالص اسرائیلی نسل ثابت نہ کرسکے (عزرا ۴: ۱-۳) چنانچہ تب سے یہ لوگ علیحدہ ہیں۔ انہوں نے کوہ گرازیم پر اپنی ہیکل بنالی۔ توریت کی ایک جلد ان کے پاس ہے۔ تب سے یہودی ان کو نفرت سے دیکھتے ہیں اور ان کے ساتھ برتاؤ نہیں کرتے (یوحنا ۴: ۹) یہاں تک کہ اگرچہ گلیل کے یہودیوں کے لئے یروشلیم جانے کے لئے سیدھا راستہ سامریہ میں سے ہو کے پڑتا ہے پر وہ اس کو چھوڑ کر یردن کے مشرق سے ہو کر جاتے تھے۔ اس طرح سامری ایک حقارت کا نام تھا۔

# تیسرا باب

## ساحلِ بحر کا میدان

بندرگاہ فلسطین کا ساحل بغیر کسی خلیج یا اُبھری راس کے برابر یکساں اور ہموار چلا جاتا ہے۔ اس کے ایک سرے سے دُوسرے تک کوئی خاص بندرگاہ نہیں بلکہ عبرانیوں کے لئے بندرگاہ کا خیال ہی اس حد تک اجنبی ہے کہ اُن کی زبان میں اس کے لئے لفظ تک نہیں ملتا۔ عبرانیوں کو تجارتِ خارجیہ یا جہازِ بحری سے بہت کم اُنس تھا اور اُنہوں نے ساحلِ بحر کی حدود کا اکثر دعویٰ بھی نہیں کیا بلکہ اس کا بہت سا حصہ فنیکی، کنعانی اور فلسطی لوگوں کے قبضہ میں چھوڑ دیا۔ عبرانی زبان میں مغرب کے واسطے سمندر کا لفظ استعمال کیا جاتا تھا۔ اس سمت پر بحیرہ روم کے کنارے قومی جذبوں اور آرزوؤں کی حدِّ انتہا تھے۔ شروع میں صرف یافہ ہی اکیلا بندرگاہ تھا لیکن رومی دَورِ حکومت میں ہیرودیس اعظم نے خوبصورت اور خوشنما پشتوں اور بندوں کے ساتھ قیصریہ ایک نیا بندر بنایا ٭

تقسیم۔ ساحلِ بحر تین حصوں پر تقسیم ہے۔ فنیکی کا میدان (شمال میں) سرون (وسط میں) اور فلسطیہ (جنوب میں) ٭

**فنیکی کا میدان** ۔ کوہِ کرمل اسے سرون سے علیحدہ کر دیتا اور خود نکیلی راس میں دو سو گز سمندر کے اندر چلا جاتا ہے ۔ یہ شمالی میدان پہلے مختصر حدود میں لبنان کے دامن کی پہاڑیوں اور بحیرہ اعظم کے درمیان عرض میں مختلف ہے یعنی شمالاً نصف میل سے لے کر جنوباً آٹھ میل تک ۔ اس کے شمالی میدان کو صیدا کا میدان اور جنوبی کو صُور کا میدان بولتے ہیں ۔ اگرچہ بنی اسرائیل کے فرقوں کی تقسیم پر اس کا شمالی حصّہ آشر اور جنوبی زبلون کے بخرہ میں آیا مگر اہل فنیکی کبھی اپنی ملکیت سے بیدخل نہیں ہوئے (قاضی ۱: ۳۱) فنیکی کے دو قدیم شہر یعنی صور اور صیدا تواریخ میں بڑی شہرت اور عظمت رکھتے ہیں ؞

**سرون** ۔ وہ میدان جو کرمل کی راس اور نہر الزرکا دریائے نہنگ کے درمیان کا تنگ ساحل ہے تنتورہ کا میدان کہلاتا ہے ۔ اس جگہ سے آٹھ میل کی چوڑائی میں سرون شروع ہوتا اور یافہ کے جنوب میں نہر روبن تک جہاں یہ بارہ میل چوڑا ہے ۴۴ میل لمبا چلا جاتا ہے ۔ یہ لہراتا قطعہ جو ساحل کے ٹیلوں کے ساتھ لگا ہوا نکل گیا ہے دلدلوں اور مرطوب جگہوں سے بھرا ہے ۔ بلوط کے درختوں کے چھوٹے چھوٹے جھرمٹ جو بڑے بڑے جنگلوں کا ایماء ہیں اس کی سطح پر پراگندہ ہیں ۔ آج کل یہ میدان بینظم و نسق عربی چرواہوں کی رہائش گاہ ہے ۔ سرون کا جنوبی حصہ بڑا زرخیز ہے اور گیہوں ۔ نارنج ۔ لیموں ۔ انار ۔ سیب اور خربوزوں کی پیداوار کے لئے مشہور ہے ؞

سرون کے شہر یافہ۔ مصر اور کرمل کی راس کے درمیان جہازوں کے ... نے کی صرف یہی قدرتی بندرگاہ ہے۔ چونکہ پانی یہاں کم گہرا ہے اس لئے بڑے بڑے جہاز اندر نہیں آسکتے لیکن چھوٹے چھوٹے جہاز یا کشتیاں آسکتی ہیں پہلی اور دوسری دونوں ہیکلوں کی تعمیر کے لئے شہتیر اسی جگہ اُترتے تھے (۲-تواریخ ۲: ۱۶-عزرا ۳: ۷) اسی جگہ سے یوناہ نبی جہاز پر سوار ہوا (یوناہ ۱: ۳) اور پطرس رسول کو آسمانی رویت ملی (اعمال ۱۰: ۱-۶)۔

قیصریہ۔ یافہ کے شمال ۳۲ میل۔ رومی عہد میں ہیرودیس اعظم نے اس کی بنا ڈالی اور بے شمار روپیہ محل۔ مندر۔ تھیٹر۔ اپنی تھیٹر اور بندرگاہ کے پشتوں کی تعمیر پر خرچ کیا۔ اس جگہ دو سال تک پولُس رسول قید رہا (اعمال ۲۳: ۲۳ و ۲۴)۔

لُدّیا۔ ایک زرخیز قطعہ میں یافہ سے نو میل کے فاصلہ پر اس کی اور یروشلیم کی شمالی سڑک کے اُوپر واقع ہے۔ پطرس رسول نے بڑی کامیابی کے ساتھ یہاں خدمت کی (اعمال ۹: ۳۲-۲۵)۔

فلسطیہ کا بیان۔ فلسطیوں کی سرزمین ساحلِ بحر کے جنوب میں تھی اس کا طول شمالاً اور جنوباً ۴۰ میل اور عرض ۱۲ سے ۱۵ میل تھا اس کا بڑا حصہ زرخیز بلا اشجار ہے۔ ساحل کے ساتھ ریتیلے ٹیلے ہیں اور مشرق کی طرف لہراتے ہوئے میدان پہاڑوں سے منقسم ہیں۔ اگرچہ اس کا بڑا حصہ سمندر کی ریت سے برباد اور خراب ہو رہا ہے

پھر بھی پھلدار کھیت اور ہریالی چراگاہیں اپنے حسن سے اِسے سجا رہی ہیں۔ سال کے اکثر حِصّوں میں رنگ برنگ کے خوشنما بیل بوٹے اپنے پھولوں کے جوبن کی بہار سے تمام میدان کو رشکِ ارم بنا دیتے ہیں اغلب ہے کہ فلسطی بھی بنی اسرائیل کی طرح مُلکِ مصر سے آئے اور بنی اسرائیل کے مُلکِ موعود میں داخل ہونے سے تھوڑا ہی عرصہ پیشتر یہاں سکونت پذیر ہوئے (پیدا ۱۰: ۱۹) لیکن اِن کی صحیح ابتدا کا پتہ لگانا دشوار ہے۔ جس علاقہ میں یہ لوگ آ کر آباد ہوئے فرقۂ یہوداہ کے قرعہ میں آیا۔ اگرچہ اہل یہوداہ اس کے بعض حِصّوں پر قابض ہوئے مگر یہ فخر بہت دنوں تک نہ رہا۔ فلسطی جنگجو اور بہادر قوم اپنے ہمسایوں کے لئے آفتِ جان تھی۔ ان دونوں قوموں کی لڑائیوں کی جنگ گاہ سفیلہ کی سرحد یا یہودیہ کے کوہستانی علاقے کی وادیاں ہوتی تھیں۔ بعضے وقت فلسطی مُلک کے عین وسط میں بھی گھس آتے تھے (قاضی ۱۳: ۱ و ۱۶: ۲۱ و ۳۰ - ۱سمو ۴ و ۵ و ۶ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۷ و ۲۸ و ۲۹ ابواب) چونکہ فلسطی ایسی زمین میں جو مصر اور بابل کی فوجوں کی رہگذر تھی رہتے تھے۔ اس لئے اِن کی آمد و رفت نے اُن کا نام و نشان تواریخ کے صفحہ سے مٹا ڈالا اور صرف فلسطیہ یا فلسطین یعنی مُلک کا نام اُن کی یادگار میں باقی رہ گیا فلسطیوں کے پانچ بڑے بڑے شہر عزّا۔ اسقلون۔ اشدود۔ اکرون اور جاتؔ تھے ۔

**فلسطیہ کے شہر عزّا**۔ اِس مُلک کے جنوب مغربی کونے میں

سمندر سے تین میل کے فاصلہ پر ایک پہاڑی کے اُوپر واقع ہے - یہ شہر پُرانے وقتوں سے اب تک بڑا مشہور چلا آیا ہے اس کا خاص سبب یہ ہے کہ یہ صحرا میں داخل ہونے سے پیشتر فلسطین سے مصر کو جانے والی راہ پر منزل گاہ ہے - بائبل میں بار بار اس کا ذکر آتا ہے (پیدائش ۱۰: ۱۹ - یشوع ۱۰: ۴۱ و ۱۱: ۲۲ و ۱۳: ۳ و ۱۵: ۴۷ - قاضی ۱: ۱۸ و ۱۶: ۱-۲۱ - اعمال ۸: ۲۶) ﴿

**اسقلون** - فلسطیوں کے پانچ شہروں میں سے یہی ایک شہر سمندر کے کنارہ پر واقع تھا - اِس کے گرد و نواح کی زمین جو ایک وقت انگوروں کے لئے مشہور تھی بڑی زرخیز ہے - یہ شہر مسیحی جہادوں (کروسیڈیز) کے متعلق بڑے واقعات میں شہرت رکھتا ہے ﴿

**اشدود** - حسین شہر ہے جو سمندر سے تین میل پر مصر اور مشرق کے مابین سڑک پر واقع ہے - یہ مقام دجون یعنی مچھلی دیوتا کی پرستش کا صدر مقام تھا - سمٹیکس شاہ مصر نے ۲۷ سال کے محاصرہ کے بعد اِسے فتح کیا ﴿

**اکرون** - وادیٔ سورک میں ایک شہر تھا جہاں عہد کا صندوق بیت شمس کی واپسی سے پیشتر لایا گیا (۱ - سموئیل ۵: ۱۰) یہ دونوں شہر ایک سیدھی سڑک کے ذریعہ باہم ملے ہوئے تھے ﴿

**جات** - یہاں تک تباہ ہوگیا کہ اِس کی جائے وقوع بھی معلوم نہیں - غالباً یہ اشدود سے دس میل مشرق کی طرف یہوداہ کے پہاڑوں

کے دامن میں ہوگا (۱ سموایل ۷ا: ۴ و ۲۳) ۔ بہادر جولیت جس کو داؤد نے مارا یہیں کا تھا ۔

سڑکیں اور راستے ۔ ساحلِ بحر دونوں انجاموں پر کھلا ہے اور اس کی لمبائی میں سفر کے لئے کوئی روک نہیں ہے ۔ اس کے بیچ سے ہوکر ایک طرف عرب اور مصر اور دوسری طرف فلسطین ۔ دمشق اور مشرق کے دُور کے مُلکوں میں جا سکتے ہیں ۔ اسی راستہ کی خاک کو صدیوں سے دُنیا کے سوداگروں اور تجاروں کے کاروان اور جنگی فوجوں کے بیڑے روندتے رہے ۔

کاروانی راستہ جو میدان کے بیچ سے جاتا سرون میں سے ہوکر عزّا اور اشدود سے بیابان کو نکل گیا ہے ۔ اشدود کے شمال میں دو سڑکیں تھیں ایک ساحل کی طرف سے یافہ اور قیصریہ کو اور دوسری ... بیچ اکرون ۔ رملہ اور لُدّا سے گذرتی تھی ۔

ایک آسان اور ممکن راستہ جو سرون اور فنیکی کے درمیان تھا کرمل کی راس سے گھوم کر سمندر کے کنارے سے لگا ہوا جاتا تھا ۔ اسی راہ سے رچرڈ شیر دل اور نپولین اپنی اپنی فوجیں لے گئے ۔ عام راہ کرمل کے جنوب مشرق میں تال کیموں اور وادیٔ قسون کے قریب تھی ۔

وادیٔ یردن اور دمشق کا راستہ وادیٔ تر کے پاس سے جاتا اور دوتین کے میدان میں ہوکر جینین پر اسدرلون میں داخل ہوتا ہے اسماعیلی سوداگر اسی راہ سے گذرے تھے جبکہ وہ یعقوب کے بیٹوں سے دوتین میں دوچار ہوئے (پیدایش ۳۷: ۲۵) کرمل کی اس نہنہ ! سے اور راستے بھی جاتے ہیں ۔

# چوتھا باب

## سفیلہ کے بیان میں

**قُدرتی حالت** ۔ فلسطیہ اور یہودیہ کے پہاڑی اضلاع کے درمیان متوسط درجہ کی زمین جو نہ پہاڑ ہے نہ میدان پائی جاتی ہے۔ اِس کی کھریا مٹی کی گول گول پہاڑیاں کئی چوڑی وادیوں کے ذریعہ منقسم ہیں جو پہاڑوں سے آڑی آرہی ہیں۔ یہ زمین اپنی طبعی خاصیت میں ساحل بحر سے مختلف ہے۔ یہ پہاڑیاں مشرق کے اُونچے اُونچے پہاڑوں کے کم بلند ٹیلے نہیں ہیں کیونکہ اوّل تو انہیں ایک گہری وادی نے جدا کر رکھا ہے اور دوم یہ پہاڑ اپنے بآسانی ٹوٹنے والے لائم سٹون (چونہ کا پتھر) کے لحاظ سے بھی مشرق کے پہاڑوں سے نرالے ہیں۔ یہ زمین جو زبان عبرانی میں سفیلہ کہلاتی بائبل کی عام بولی میں اس کا ترجمہ "نشیب قطعہ" کیا گیا ہے۔ اصل سفیلہ بیر سبع اور وادی عجلون کے بیچ واقع ہے۔ اگر کوئی شخص یہودیہ اور سفیلہ کے بیچ کی وادی سے گذرے تو اُسے مشرق کی طرف پہاڑوں کی چوٹیاں دو سے تین ہزار فٹ تک عمودوار بلند ملیں گی لیکن مغرب کی طرف سفیلہ کی پہاڑیاں اِس بلندی کی صرف ایک چوتھائی۔ یہ آڑی اور کھلی وادیاں

اُن نالوں سے بخوبی سیراب ہیں جو ان میں بہتے ساحل بحر کی سمت چلے جاتے ہیں۔ یہ وادیاں اناج کے کھیتوں اور زیتون کے میوہ دار درختوں سے ملبس ہیں۔ وادیانِ سفیلہ بے شمار لڑائیوں کی رزم گاہ ہیں جو وقتاً فوقتاً ہوتی رہیں چنانچہ پہلے پہل یہاں اسرائیلیوں اور کنعانیوں کی مُٹھ بھیڑ ہوئی۔ پھر اسرائیلیوں اور فلسطیوں نے کُشت وخون کی گرم بازاریاں کیں۔ اسی جگہ مکابی اور اسوری باہم زور آزما ہوئے اور آخر کار ایامِ جہاد میں رچرڈ شاہ فرنگ اور صلاح الدین کی فوجیں آمنے سامنے صف آرا ہوئیں ؂

وادیٔ عجلون۔ آڑی وادیوں کا عین شمالی حصہ ہے جو پہاڑی اضلاع کے تنگ دروں میں بیت حرون سے پرے جبعون تک چلی جاتی اور یافہ و یروشلیم کے درمیان سہل راستہ پیدا کرتی ہے۔ یشوع نے اموریوں کا پیچھا کرتے وقت اسی وادی میں جب تک وہ دن بھر کا کام تمام کرے سورج اور چاند کو اپنی اپنی منزلوں میں ٹھہرنے کا حکم دیا (یشوع ۱۰: ۱۰-۱۴) اِس راہ سے ساؤل کے زمانہ میں فلسطیوں نے اسرائیلیوں پر حملہ کیا اور آخر کار یونتن کی جوانمردی نے ان کے ظلم وستم کے زمانہ کا خاتمہ کیا اور انہیں مُلک سے نکال دیا (۱-سیمو ۱۳ و ۱۴ ابواب) اِن لوگوں نے اپنے زمانہ میں آہنگروں کو اِس خیال سے کہ وہ اسرائیلیوں کے لئے اسلحۂ جنگ تیار کرینگے نکال دیا (۱-سیمو ۱۳: ۱۹-۲۱) ایک بلند ٹیکرے پر جہاں سے وادیٔ عجلون نظر آتی حصین اور مضبوط

شہر جذر آباد ہے۔ یشوع کی فتوحات کے موقع پر یہاں شہر مذکور کے باشندے اور شاہ حورام قتل ہوئے مگر یہ بھید کہ آیا شہر بھی فتح ہوا کہ نہیں نہ کھلا (یشوع ۱۰: ۳۳ و ۱۲: ۱۲) جذر اُس وقت تک کہ شاہِ فرعون نے قبضہ کر کے اور آگ سے جلا کر اپنی بیٹی کو جو سلیمان کے نکاح میں تھی دے دیا خود مختار حکومت رکھتا رہا (۱ سلا ۹: ۱۶) اس شہر کی موجودہ تحقیقات سے شکستہ برتنوں کے ٹھیکرے ملے ہیں جو بنی اسرائیل کے ملکِ مصر سے آنے کے پیشتر کے زمانہ پر دلالت کرتے ہیں ۔

وادیٔ الشورہ ۔ یا سورک ۔ وادیٔ سفیلہ میں یروشلیم کے جنوبی پہاڑوں کے دروں کے درمیان واقع ہے ۔ دان کے فرقہ کی میراث سورہ اور عجلون کے بیچ تھی (یشوع ۱۹: ۴۰ - ۴۸) اہل دان کے عارضی اور چند روزہ قیام کے سبب اس جگہ کا نام "دان کا خیمہ" پڑ گیا (قاضی ۱۳: ۲۵ و باب ۱۸) فرقۂ دان کا ہیرو (بہادر) سمسون صرعہ میں پیدا ہوا اور وادی سورہ میں اپنی طاقت اور شجاعت کے عجیب و غریب کرتب دکھاتا رہا ۔ اس وادی کے پڑوس میں وہ فلسطی عورت رہتی تھی جس نے اپنے حسن و جمال کے جادو سے سمسون کا دل مسخر کیا ۔ وہ وادی جس میں اُس نے تین سو سیاروں کی دُموں میں جلتی مشعلیں باندھ کر کھیتوں میں چھوڑ دیا یہاں سے بہت دُور نہیں تھی (قاضی ۱۵: ۴ و ۵) ۔

سورہ کے جنوب میں بیت شمس واقع ہے جہاں پر عہد کا صندوق رکھا گیا تھا اس جگہ سے وہ کھیت بخوبی نظر آتے ہیں جہاں سے درود

کرنے والوں نے صندوق کے لانے والی گایوں کو دیکھا (۱ سموایل ۶ باب) ریل گاڑی جو یافہ اور یروشلیم کے درمیان ہے وادیٔ سورہ ہی سے گذرتی ہے ؂

**وادیٔ السنور یا وادیٔ ایلہ** - یہ وادی جنوب کی طرف سفیلہ میں ہو کر اس میدان میں جا پہنچتی ہے جس کی نسبت گمان کیا جاتا کہ وہاں داؤد نے جاتی جولیت کو مارا تھا اس میدان سے جانب کوہستان دو وادیاں پھٹ جاتی ہیں ایک (جندی) جانب بیت لحم اور دوسری (سُور) جانب حبرون - وادی سُور سے آگے اگر تم اُوپر کو جاؤ تو تمہیں اپنے داہنے ہاتھ پر غاروں کا سلسلہ ملے گا - اِن غاروں میں بعض مصنفوں کے گمان کے بموجب ادلام کا مغارہ ہے جہاں داؤد چار سو جوانوں کے ساتھ چند یوم رہا (۱ سموایل ۲۲: ۱ و ۲) ؂

**موجودہ حالت** - سفیلہ میں کئی چھوٹے چھوٹے گاؤں اور گذشتہ زمانہ کے دیہاتوں کے کھنڈر بکثرت ہیں - چٹانی پہاڑیوں پر تاک اور تیل نکالنے کے کولھو جو قدیم وقتوں کی صنعت اور دستکاری کا پتہ دیتے اور خراب و خستہ خانقاہوں - گرجا گھروں اور دیگر پرانی عمارتوں کے کھنڈر جو پرانے زمانوں کے فنِ تعمیر کے ایماءہیں پائے جاتے ہیں - اِن کے علاوہ پہاڑیاں جو لائم سٹون (چونہ کا پتھر) کی بنی ہیں شہد کے چھتوں کی طرح غاروں سے جو کم و بیش انسانی ہاتھوں سے بنی ہیں بھری پڑی ہیں - یہ تمام چیزیں اس خطہ کی بوقلمون تواریخ کی

شاہد ہیں۔ مسیحی زمانہ کی ابتدا میں رسولوں اور مناّدوں نے اس کے شہروں کے گلی کوچوں میں انجیلی برکتوں کی خوشخبری دی۔ پطرس جو لُدا کے مقدسوں پاس گیا یہاں کا پہلا مشنری نہ تھا (اعمال ۹: ۳۲) اِن دنوں کے بعد جب رومی بادشاہوں کے ماتحت خوفناک ایذا رسانیاں شروع ہوئیں تو بہت مسیحیوں نے اِس کی غاروں میں جن سے یہ جگہ بھری پڑی ہے پناہ لی۔ جو علاقہ اپنی غاروں کے لئے مشہور ہے جنوب میں بیت جبرون کے قریب واقع ہے۔ اس کے جوار میں "غاریں ہیں جن کے بیچ تم حجروں۔ کمروں اور ستون دار دالانوں میں جو سیڑھیوں اور بڑے بڑے راستوں سے آراستہ ہیں گھنٹوں اِدھر اُدھر پھر سکتے ہو" (جارج ایڈم سمتھ)۔

# پانچواں باب
## گلیل کے بیان میں

لفظ گلیل کے معنی گول شئے ۔ حلقہ اور احاطہ ہیں ۔ پہلے پہل یہ نام اسرائیل کی سرزمین کے شمال مشرقی چھوٹے سے صُوبہ کو دیا گیا تھا لیکن بعد میں ایک وسیع علاقہ کے لئے استعمال ہونے لگا (یشوع ۲۰ : ۷)

چھوٹا اور ابتدائی گلیل اپنی تواریخ کے موقع پر ایسے لوگوں سے آباد تھا جو اصل ونسل میں یہودی نہ تھے ۔ اس واسطے اِسے "غیر قوموں کا گلیل" کہنے لگے (یسعیاہ ۹ : ۱) وہ بیس شہر جو سلیمان نے حورام شاہِ صُور کو دئے زیادہ تر غیر قوموں سے آباد تھے (۱-سلا ۹ : ۱۱)

**طول وبلد**۔ بڑا گلیل شمال میں لیونطس کے عمیق درّہ سے محیط تھا اور اِس کا رقبہ وادئی یردن کی مشرقی اور اسدرلون کے میدان کی جنوبی حد تک پھیلا ہوا تھا ۔ ملک موعود کی غربی سرحد اگرچہ بحرِ اعظم تک تھی مگر ساحل کا ملک غیر قوموں ہی کے زیرِ قبضہ تھا ۔ گلیل میں کوہ کرمل اور بحیرہ گلیل کے شرقی کنارے بھی شامل تھے ۔ اس کا طول شمال سے جنوب تک ۵۰ میل ۔ عرض مشرق سے مغرب تک ۳۰ میل اور کل رقبہ قریباً ۱۶۰۰ مربعہ میل تھا ۔ وہ خطہ جو لیونطس اور دریائے

گلیل کے شمالی گوشہ کے مابین متوازی چلا گیا ہے گلیل فرازمیں داخل اور ۲۰۰۰ فٹ اونچے حدب پر مشتمل ہے۔ اس کی جنوبی سمت کے ساتھ کہیں وادیاں اور کہیں پہاڑ ہیں جن کی بلندی ۲۵۰۰ فٹ سے ۳۰۰۰ فٹ تک ہے۔ گلیل کے پہاڑی علاقے سمندر کی لہروں کی طرح مشرق اور مغرب میں درجہ بدرجہ وادیاں اور ٹیلے پیدا کرتے چلے جاتے ہیں ٭

پہاڑ۔ کوہ طبور (۱۸۴۳ فٹ) تواریخی شہرت کا مخروطی شکل اور عدیم المثل پہاڑ دیگر پہاڑیوں سے الگ اسدرلون کی وادی کے شمال مشرق میں بڑے تزک وشان سے کھڑا ہے (یرمیاہ ۴۶ : ۱۸۔ زبور ۸۹ : ۱۲) سیسرا کے خلاف لڑائی کے موقعہ پر دبورہ اور برق نے اپنی فوجیں اس پر جمع کیں (قاضی ۴ : ۶-۱۲) بعض اشخاص نے کوہ طبور کو صورت کی تبدیلی کا پہاڑ سمجھا لیکن معتبر اور مستند شہادتیں یہ خصوصیت کوہ حرمون سے منسوب کرتی ہیں ٭

حرمون اصغر (۱۸۰۰ فٹ) جسے قاضیوں کی کتاب میں مورہ کی پہاڑی لکھا ہے (قاضی ۷ : ۱) دریائے گلیل کے جنوب مغربی میدان سے سربلند ہو رہا ہے۔ اس کے شمالی ڈھلوان پر عین دور واقع ہے۔ قرب وجوار کی پتھریلی پہاڑیاں غاروں سے معمور ہیں۔ ان میں سے کسی میں وہ جادوگرنی رہتی تھی جس کے پاس ساؤل گیا (اسموایل ۲۸ : ۷-۲۵) عین دور جلبوعہ سے جہاں ساؤلی لشکر خیمہ زن تھا

سات آٹھ میل پر ہوگا ۔

**سلسلۂ ناصرت** ۔ اسدرلون کے شمالی کناروں سے زینہ نما اُٹھتا اور پھر شمال و مغرب میں رفتہ رفتہ ڈھلوان ہو جاتا ہے ۔

**مختصر تواریخ** ۔ گلیل بھی دیگر پہاڑی اضلاع کی طرح لائم سٹون سے مُشترک ہے ۔ بحیرۂ گلیل کا خطہ جیسا کہ زمین کی سطح پر لاوا کے بھرنے اور جھیل کے ارد گرد کے گرم چشموں سے ظاہر ہوتا ہے آتش خیز ہے ۔ یہاں زلزلے بھی آتے رہتے ہیں ۔ گلیل پُرآب اور زرخیز قطعہ ہے ۔ جس کے میدان اور وادیاں چراگاہوں اور زراعت کے مناسب واقع ہوئی ہیں ۔ پہاڑیاں جنگلوں سے ڈھکی ہیں آشر اور نفتالی کے فرقوں کے متعلق یعقوب اور موسیٰ کی برکتوں میں اس کی بے نظیر زرخیزی اور شادابی کی تعریف بڑی صفائی اور خوش اسلوبی سے کی گئی ہے ۔ (پیدا ۴۹: ۲۰ ۔ استثنا ۳۳ : ۲۳ و ۲۴) ۔

بنی اسرائیل کے فرقوں کی ابتدائی سکونت کے بعد پُرانے عہد نامہ میں گلیل کا بہت کم تذکرہ پایا جاتا ہے ۔ کیونکہ ابتدائی ازمنہ کے علاوہ یہاں کے بسنے والے فرقوں نے کوئی نمایاں حصہ قومی اُمور میں نہیں لیا ۔ عہد جدید کی مذکورہ جگہیں مثلاً ناصرت ۔ نائن ۔ قانا اور جھیل کے آس پاس کے شہر خاص کر گلیل تشبیب سے علاقہ رکھتی تھیں ۔ ہمارے خداوند کی خدمت کا مرکز بھی بموجب تینں انجیل نویسوں کے زیادہ تر یہی خطہ تھا ۔ تمثیلیں اور تشبیہیں جو ہمارے خُداوند نے یہاں بیان کیں کسانوں

ماہی گیروں اور سوداگروں سے لی گئی تھیں لیکن جو یہودیہ میں سُنائی گئیں زیادہ تر چوپانی زندگی اور انگوروں کی زراعت سے اخذ کیں ۔

باشندہ رہے۔ گلیل کے رہنے والے فرقے کشادہ دل اور دلاور طبع تھے ہمارے خُداوند کے ایّام میں یہ لوگ بہ سبب کم خلوت پسندی اور متعصب مزاجی کے یہودیہ کے لوگوں کی نسبت زیادہ قابلِ تربیت تھے۔ان لوگوں نے تہذیب و اخلاق میں غالباً بہت ترقی نہیں کی۔ اس لئے اِن کی طرزِ گفتگو میں نرالا پن یا دہقانیت پائی جاتی تھی اور ان کا لب و لہجہ انہیں اپنے یہودیہ کے بھائیوں سے جلد امتیاز کرا دیتا تھا۔ (مرقس ۱۴: ۷۰) ہمارے خُداوند کے شاگرد یہوداہ اور دوتین اور کے سوائے سب گلیلی تھے ۔

گلیل کے خاص مقامات جو زیادہ توجہ طلب ہیں قادس۔ شنیم۔ ناصرت۔ قانا۔ نائین اور جھیل کے کناروں کے شہر ہیں (دیکھو باب ۹ کتاب ہذا) ۔

**قادس یا قادس نفتالی**۔ گلیل فراز میں حصین اور پناہ کا شہر تھا اور نیز برق کی رہائش گاہ (قاضی ۴: ۶۔ یشوع ۱۹: ۳۲ و ۲۰: ۷ و ۲۱: ۲۲) ۔

**شنیم**۔ فرقہ اشکار کے قرعہ میں آیا اور کوہ طبور کے جنوب غالباً سات آٹھ میل کے فاصلہ پر واقع تھا۔اس کی شہرت اور دلچسپی الیشع نبی کے سبب ہے ۔

**ناصرت** - یوسف اور مریم کا گھر ہمارے خداوند کی پرورش کی جگہ اسدرلون کی سرحدی پہاڑیوں کے بیچ ایک قاب نما وادی میں واقع تھا - پہاڑیوں سے محیط ہونے کے علاوہ اُس شاہراہ کے قریب تھا جو جنوبی فلسطین اور شمال مشرقی مُلکوں کے درمیان تھی اور جس کا شمالی سرا کوہ سیپریہ میں سے جاتا تھا - ناصرت کے متصل کی پہاڑیوں پر سے شمالی فلسطین کی بہت سی مشہور جگہیں دکھائی دیتی ہیں ؂

**قانائے گلیل** - کفرناحوم کے پاس ایک بلند ٹیلے پر واقع تھا - (یوحنا ۲: ۱۱ و ۱۲ و ۴: ۴۶) اور ناصرت سے عنقریب چار میل - اس مقام نے ہمارے خداوند کے پہلے معجزہ اور نتقانی ایل کا مولّد بننے کے سبب شہرت پیدا کی (یوحنا ۲: ۱ و ۱۱ و ۴: ۴۶ و ۲۱: ۲) ؂

**نائین** - حرمونِ اصغر کے شمال مغربی دامن میں واقع تھا ہمارے خُداوند نے اِس جگہ بیوہ کے بیٹے کو زندہ کیا (لوقا ۷: ۱۱) شمال مغرب کی گاؤں کو جانے والی پہاڑی راہ کے اردگرد غاریں ہیں جو بطور قبروں کے استعمال کی جاتی تھیں ؂

**راستے اور سڑکیں** - گلیل ایسے ممالک کے درمیان واقع تھا جن کے بیچ تجارت کی بڑی گرم بازاری تھی - ان مُلکوں کے ساتھ اس کے تعلقات اُن راستوں کے ذریعہ قائم تھے جو پہاڑوں اور میدانوں میں سے جاتے تھے - رومیوں کی بنائی ہوئی بعض پُرانی سڑکیں اب تک باقی ہیں - ایک بڑی تجارتی سڑک وہ

تھی جو دمشق سے حرمون کو آتی اور پھر گلیل فراز میں سے ہو کر کفر ناحوم تک جاتی تھی ایک وقت محصول لینے والا متی رومی محصول جمع کرنے کے لئے اِس جگہ بیٹھا کرتا تھا۔ یہاں سے یہ سڑک اسدرلون میں سے ہو کر ساحلِ بحر تک چلی جاتی ہے۔ اور سڑکیں بھی تھیں جو فنیکی اور دمشق کے مابین گلیل سے گذرتی تھیں ॥

# چھٹا باب

## دربیان اسدرلون

**وجہ تسمیہ۔** لفظ اسدرلون یزرعیل کی یونانی صورت ہے جس کے معنی "خدا کی تخم ریزی" کے ہیں۔ یہ نام اِسے بلاشبہ اپنی سرسبزی اور نباتات کی زیادتی اور عمدگی کے باعث دیا گیا۔ اس میدان کے بڑے حصہ کو بائبل میں مجدّو کا میدان کہا گیا ہے ؂

**طول و بلد۔** اسدرلون کا میدان جو سطح بحر سے اوسطاً دو سو فٹ بلند ہے غربی کوہستانی اضلاع کے دو حصّے کر دیتا ہے۔ اس مثلث نما میدان کا ایک زاویہ قسدون کے دہانہ سے نو میل تل الکیس پر دوسرا سامریہ کی پہاڑیوں کے زیر دامن ابن غنم یا جنین پر اور تیسرا کوہ طبور پر ہے۔ جنوب مغربی ضلع جو کرمل کے پہلو سے مس کرتا چلا جاتا ہے ۲۰ میل اور شرقی اور شمالی اضلاع میں سے ہر ایک پندرہ پندرہ میل ہے۔ سطح کی شکل و شباہت کے ہموارپن کو نشیب جگہوں نے جو پہاڑیوں میں اِدھر اُدھر دوڑتی اور اُونچی نیچی ہو کر میدان میں داخل ہو جاتی ہیں خراب و خستہ کر رکھا ہے ؂

اسدرلون کو ایک خفیف سی ابھری سطح یا آبشار نے جو یزرعیل

اور شنیم کے درمیان ہے ڈو نا برابر ڈھلوانوں میں بانٹ دیا ہے۔ غربی اور طویل ڈھلوان میں اپنے معاونوں کے ہمراہ قسون کا نالا بہتا ہے۔ مشرقی ڈھلوان جو وادیٔ یزرعیل کے نام سے معروف ہے بارہ میل لمبا ہے اور اس میں نہر جالد ایک تند اور تیز نالا بہتا ہے ۔

**قسون کا نالا** ۔ سال کے خشک حصہ میں صرف ایک چھوٹا سا نالا رہ جاتا ہے۔ اس کے اکثر معاون برساتی نالے ہیں جو گرمی کے موسم میں تو بالکل خشک ہو جاتے لیکن برسات کے آتے ہی اُن نالوں کی بدولت جو آس پاس کے پہاڑوں سے ٹکراتے اور تیزی کے ساتھ بہتے قسون سے مل جاتے ہیں اِس کی کشادگی اور شور و غل دو بالا ہو جاتا ہے ۔ اِس وقت موجوں کی تیزی سے اِس کا طاس ایسا گہرا ہو جاتا ہے کہ گذرنا محال اور پُر خطر ہے ۔

**اسدرلون کی زمین** ۔ چکنی ۔ زور آور اور اناج کی پیداوار اور چراگاہوں کے حق میں بڑی مفید ہے ۔ برسات میں میدان کے اکثر حصّوں کے بیچ دلدلیں اور مرطوب جگہیں پیدا ہو جاتی ہیں ۔

**جائداد مشترکہ** ۔ اسدرلون کے کھلے پھاٹک ہر قسم کے آدمیوں کی آمد و رفت کے لئے کھلے ہیں خواہ چرواہے ہوں جو اپنے گلّوں کے لئے مرغزاروں اور چراگاہوں کی تلاش میں اِدھر اُدھر پھرتے یا لوٹ مار پیشہ ہوں جو اپنے شکار پر منڈلاتے ہیں۔ ملک فلسطین کی رزمگاہ اور جنگی فوجوں کی گذرگاہ یہی میدان تھا جس کے راستہ کی گرد کو مشرق اور

مغرب کی فوجیں ہر زمانہ میں رونما تی رہیں۔ چند لڑائیاں جن کا منظر یہ میدان تھا مختصراً پیشکش ہیں:-

**دبورہ کی فتح یابی۔** قاضیوں کے ابتدائی زمانہ میں کنعانیوں کے اِس میدان پر قابض ہونے سے شمالی فرقے جنوبی فرقوں سے علیحدہ ہو گئے۔ اِن دِنوں میں دبورہ متوطنہ کوہ افرائیم اور برق ساکن قادس نفتالی نے اپنی جمعیت کوہ طبور پر فراہم کی (قاضی ۴: ۵ و ۶ و ۱۲ و ۱۴) سیسرا اپنی فوج اور رتھوں سمیت میدان میں پڑا تھا۔ لڑائی کے موقعہ پر موسلا دھار بارش ہوئی جس سے رتھیں اور گھوڑے کیچ میں دھس گئے (قاضی ۵: ۲۰-۲۲) سیسرا پیادہ پا مشرق کی طرف بھاگا اور یاعیل حبر قینی کی بیوی کے ہاتھ میخ کی گھاٹ بحر فنا میں اُتارا گیا۔ (قاضی ۴: ۱۱ و ۱۷-۲۱) رودِ قیسون وادی کے مغرب کی طرف بھاگتی فوج کو بہالے گئی (قاضی ۵: ۲۱)

**جدعون کی فتحمندی۔** اِس معرکہ کو گذرے ابھی بہت روز نہ ہوئے تھے کہ اسرائیلی تواریخ میں وادئ اسدرلون کے بیچ ایک تازہ جنگ چھڑی۔ مدیانی غارت گری اور لُوٹ مار کے ارادہ پر مشرق سے آکر حملہ آور ہوئے (قاضی ۶: ۲-۶ و ۱۱) جدعونی سپاہ جلبوعہ کے شمالی ڈھلوان وادئ یزرعیل کے سرے پر جمی تھی اور مدیانی فوج مورہ کی پہاڑی کے مقابل وادی میں خیمہ زن تھی (قاضی ۷: ۱) اُن تین چشموں میں سے جو جلبوعہ کی چٹان سے نکلتے اور جدعون

کے قدموں کو چومتے وادی کے بیچ اٹکھیلیاں کرتے چلے جاتے تھے۔ ایک کے پہلو میں ہیرود کا مشہور کنواں تھا جہاں جدعون اپنے لشکر کو لایا اور اُن میں سے صرف تین ۳۰۰ سو سُورما جوان منتخب کئے (قاضی ۷: ا و ۷ - ۶) ان تین سو جانبازوں اور بہادروں نے مدیانیوں کے ٹاڑی دل لشکر کو بھگایا اور وادیٔ یزرعیل سے رگیدتے اور دریائے یردن کو بیت عبارہ پر عبور کرتے کوہ جلعاد تک انہیں لے گئے۔ (قاضی ۷: ۲۴ و ۲۵)۔

**ساؤل کی شکست** - اس میدان میں ایک اور لڑائی جس میں ساؤل اور یونتن قتل ہوئے رُونما ہوئی فلسطی جو ہمیشہ سے اسرائیلیوں کی پسلیوں کے کانٹے بنے رہے ہیں ساحل بحر سے یلغار کرتے غالباً مجدّو کے راستہ اسدرلون میں آئے اور کوہ جلبوعہ کے سامنے شونیم پر ڈیرے ڈال دئے۔ ساؤل اسرائیلی لشکر کے ساتھ کوہ جلبوعہ پر ڈٹ گیا (اسموئیل ۲۸ : ۴) اس موقعہ پر ہمیں ساؤل کا وہ قصہ یاد آتا ہے جس میں ہم پڑھتے ہیں کہ وہ حریف کے خیمہ و خرگاہ کے پاس سے لق و دق میدان کو پیچھے ڈال آدھی رات کی تاریکی میں سات آٹھ میل کا پیادہ پا سفر کر کے اُس جادوگرنی کے پاس گیا جو عین دور میں رہتی تھی تاکہ اپنے انجام کی نسبت روشنی حاصل کرے (ا یسمو ۲۸ : ۷ - ۲۵) خدا فراموش بادشاہ کو اُس رات قدرے تسلی اور شانتی میسر آئی۔ ضروری نہیں کہ ہم یہاں اُس کُل واقعہ کا احوال لکھیں فلسطی فتح مند

ہوئے اور ساؤل اور اُس کے بیٹے میدان میں کھیت رہے اور اُن کی بے سر لاشیں افسوس! وادیٔ یزرعیل کے دامن میں بیت شان کی دیواروں کے پھاٹکوں پر لٹکائی گئیں۔ (۱-سیموا ۳۱ باب)۔

**یوسیاہ اور فرعون نکوہ** - اسرائیلیوں کو اسدرلون میں ایک اور بلا کا سامنا اُس وقت کرنا پڑا جب فرعون نکوہ مصر کا بادشاہ شاہِ بابل سے لڑنے کے لئے ساحل بحر کی سمت فلسطیہ اور سرّون میں سے تگاپُو کرتا اور پہاڑی راستوں کو سمیٹتا مجدّو پر آ ڈٹا۔ (۲-سلا ۲۳: ۲۸ و ۲۹-۲ تواریخ ۳۵: ۲۰-۲۵) اس وقت یوسیاہ شاہ یہوداہ نے کوشش کی کہ اُسے میدان کے بیچ سے گذرنے نہ دے لیکن اس مزاحمت میں خود زخم کاری کھایا اور جان بحق ہُوا ۔یوسیاہ نیک بادشاہ اور اپنے زمانہ کا بڑا ریفارمر (مُصلح) تھا۔ تختِ سلطنت نے شاذ ہی اُس کی مانند اشخاص کے پاؤں چُومے ہوں گے! اس لئے "تمام یہوداہ اور یروشلیم نے اُس کے لئے ماتم کیا"۔ یرمیاہ نبی نے بھی یوسیاہ پر نوحہ کیا" پر لوگوں کے آنسوؤں کو اُس نے اُن مصیبتوں کے واسطے جو اُن پر آنے کو تھیں روک رکھنے کا حکم دیا اور کہا:۔

"مُردے کے لئے مت روؤ اور نہ اُس کے لئے نوحہ کرو۔

مگر اُس کے لئے جو چلا جاتا زار زار روؤ۔

کیونکہ وہ پھر نہ آئے گا اور نہ اپنے وطن کو دیکھے گا" (یرمیاہ ۲۲: ۱۰)۔

**دیگر لڑائیاں** - اور لڑائیاں جو یہاں ہوئیں اُن کے مفصل

بیان کی گنجائش نہیں مثلاً ہم دیکھتے ہیں کہ یاہو جوش میں بھرا جلعاد سے روانہ ہوتا اور وادی یزرعیل کو طے کر کے یہوداہ اور اسرائیل کے بادشاہوں کے سروں کو وادی کے سرے پر تن سے علیحدہ کر دیتا ہے۔ (۲ سلا ۹: ۳ و ۱۶ - ۲۷) اور لڑائیاں جو متفرق موقعوں پر یہاں ہوئیں مکابیوں۔ رومیوں۔ عربیوں۔ جہادیوں (کروسیڈز) اور نپولین کی لڑائیاں ہیں ؂

ہرمگدون۔ اُس جنگ و جدل پر جو صداقت اور بطالت کے بیچ ہمیشہ سے چلا آتا ہے یوحنّا رسول غور کرتے ہوئے اسدرلون کی تصویر جو اُس کی قومی تواریخ کا عرصۂ جنگ رہا تھا ہرمگدون کے نام سے کھینچتا ہے جہاں بطالت کی رُوحیں صداقت کے خلاف صف آرائی کرتی ہیں (مکاشفہ ۱۶: ۱۴ - ۱۶) ؂

# ساتواں باب

## سامریہ کے بیان میں

**سامریہ کی مختصر تواریخ**۔ (دیکھو دوسرا باب آخری فقرہ) نئے عہد نامہ کا سامریہ پرانے عہد نامہ کا کوہِ افرائیم ہے۔ اِس میں افرائیم۔ نصف منسی اور دان کے فرقوں کی میراث تھی غربی پہاڑوں کا یہی کشادہ اور کھلا جنوبی حصّہ ہے جس میں آسانی سے آجا سکتے ہیں۔ اوّل ہی اوّل کنعان کے ملک میں داخل ہونے پر ابراہام یہاں ٹھہرا۔ پھر یعقوب نے فدان ارام سے واپس آکر اِس جگہ چند عرصہ بودوباش کی۔ پرانے عہد نامہ کے بڑے بڑے واقعات اکثر اِسی کی حدود میں واقع ہوئے۔ شمالی بادشاہت کی اسیری کے بعد بہت سے اجنبی لوگ لاکر بسائے گئے۔ سن عیسوی کے بہت پہلے یہ خطہ مقدس سرزمین کا حصّہ بننے سے خارج اور ہر سچے اسرائیلی کی مذہبی حقارت کا نشانہ ہوگیا ؛

**حدودِ اربعہ**۔ سامریہ کی شمالی حد اسدرلون کے جنوبی کنارہ سے ملی تھی۔ شرقی سرا یردن اور مغربی سرون کا مشرقی کنارہ تھا جنوبی حد غیر مقرر تھی تو بھی معمولی حد ٹھیک بیت ایل کے جنوب تک جاتی تھی۔ ابتدائی جنوبی سرحد جو کم وبیش سلطنت کی تقسیم کے وقت سے اسیری

تک جاری رہی یردن کے ڈھال کے رُخ وادیٔ سُوئینیٹ اور ساحلِ بحر کی طرف وادیٔ عجلون کو چھوتی تھی - بابل کی اسیری سے لَوٹ کر اہلِ یہودیہ رفتہ رفتہ شمال کی طرف بڑھنے لگے ۔ یہاں تک کہ ہمارے خُداوند کے زمانہ میں شمالی بادشاہت کا خاصہ حِصّہ یہودیہ میں ملالیا گیا اور اُس وقت سامریہ کی وسعت بمشکل ۲۵ میل رہ گئی ۔ لیکن اِس تھوڑی وسعت میں سے گذرنا بھی بنی اسرائیل کے لئے نفرت انگیز امر تھا اِس واسطے گلیل کے جاتری یروشلیم کو آتے وقت عموماً دریائے یردن کو پہلے بیت شان کے گھاٹ پر اور پھر وادیٔ یردن میں ہو کر یریحو کے قریب دوبارہ عبور کر لیتے تھے ؛

**قدرتی نظارے** ۔ سامریہ کی اوسط بلندی سطح سمندر سے ۲۰۰۰ فٹ اور زیادہ سے زیادہ ۳۰۰۰ فٹ ہے اور اِس میں عموماً پہاڑوں کی بجائے مُرتفع اراضی کے سلسلے اُونچی اُونچی وادیاں اور میدان بنا رہے ہیں ۔ شمالی نصف حِصّہ شمال مشرق اور مغرب کی طرفوں پر کھلا ہے اور ساحلِ بحر کے میدان اور وادیٔ یردن کی طرف آہستہ آہستہ ڈھلوان پہاڑیوں اور کھُلی وادیوں میں نیچا ہوتا جاتا ہے ۔ شمالی سمت کے میدانوں کے بیچ زمین نیچے اُوپر ہوتی اسدرلون تک چلی جاتی ہے ۔ سامریہ کا جنوبی نصف حصّہ مشرق اور مغرب کی طرف عمودوار پہاڑیوں اور اُونچی اور ناہموار وادیوں سے گھرا ہے ؛

**پہاڑ اور بلند جگہیں** ۔ کوہ کرمل ۔ جلبوعہ ۔ عیبال ۔ گرزیم

اور لعل آحاز رہیں۔

**کرمل** - بے نظیر اور یگانہ - سلسلہ بارہ میل لمبا ملائم لائم سٹون کی گول گول پہاڑیوں میں - سامریہ کے پہاڑی اضلاع کو چھوتا اور کسی قدر کھلی وادیوں میں تقسیم ہوتا چلا جاتا ہے - اس کی اونچائی مختلف ہے۔ کرمل کا سلسلہ ۵۰۰ فٹ اونچی راس میں ختم ہوجاتا اور ۶۰۰ فٹ چوڑا راستہ اپنے اور سمندر کے درمیان چھوڑ دیتا ہے - جنوب مشرق میں جہاں یہ سلسلہ نیچی پہاڑیوں میں تقسیم ہوتا وادئی دوتین اور بہت او رتنگ گذرگاہیں واقع ہیں۔ اس میں شہد کے چھتوں کی مانند پیچیدہ اور لمبی لمبی غاریں ہیں - شمالی بادشاہت کے دنوں میں کرمل سامریہ سے متعلق تھا لیکن بعد میں گلیل سے متعلق ہوگیا۔

**کرمل کے معنی** - لفظ کرمل کے معنی باغ یا رمنہ کے ہیں اور زبان عبرانی میں اس کے ماقبل حرف تعریف آتا ہے۔ اس کو یہ نام اپنی زمین کی عمدگی اور شادابی کے سبب اور نیز اپنے ہرے بھرے درختوں - رسیلے میووں - خوشنما پھول اور بوٹوں اور دلربا نظاروں کے سبب سے جن کے لئے سرون اور یہ مشہور ہیں دیا گیا۔ (یسعیاہ ۳۵ : ۲) کرمل ایسا مقدس تھا جس کی طرف نہ صرف سچے خدا (یہوواہ) کے پرستار رجوع کرتے تھے بلکہ جھوٹے معبودوں کے شیدائی بھی اسی کو اپنا مرجع بنائے ہوئے تھے (۱ سلا ۱۸ : ۱۹)

**کوہ جلبوعہ** - خشک اور بنجر پہاڑ ہے جو زیادہ سے زیادہ ۱۷۰۰

اُونچا اسدرّآون کی جنوبی سرحد کے ساتھ ساتھ عنقریب دس میل لمبا چلا گیا ہے۔ اِس کی شہرت ساؤل اور اُس کے بیٹے یونتن کی شکست اور موت کے دردناک واقعہ کے سبب ہے۔ اس حادثہ سے وہ رِقّت انگیز مرثیہ پیدا ہوا جس کو داؤد کا نوحہ کہتے ہیں (۲ سموایل ۱ : ۱۷-۲۷) ؎

**عیبال اور گرزیم** - آبشار متوسط (سنٹرل واٹرشیڈ) کے کنارے پر واقع ہیں اور ان کا ذکر بار بار بائبل میں آتا ہے - یہ دونوں پہاڑ ایک دوسرے سے ½ میل کے فرق پر ہیں۔ شمال کی طرف عیبال ہے جو سطح بحر سے ۳۰۷۶ فٹ بلند ہے اور جنوب کی طرف گرزیم جو ۲۸۴۸ فٹ اُونچا ہے۔ وادی جو ان دونوں کے بیچ ہے وادی سکم کہلاتی ہے۔ یہ پہاڑ لوگوں کے ایک بھاری انبوہ کے اکٹھے ہونے کا منظر تھے جس کا بیان تواریخ میں ملتا ہے چنانچہ موسیٰ کے فرمان کے مطابق یشوع نبی اسرائیل کی تمام جماعت کو مردوں۔ عورتوں اور بچوں سمیت یہاں لایا۔ اس وقت لاوی وادی میں کھڑے ہو کر شریعت کی لعنتیں بدکاروں پر سناتے تھے جس کے جواب میں عیبال کے چھ فرقے "آمین" کہتے تھے پھر جب لاویوں نے نیکوکاروں کی برکتیں سنائیں تو باقی فرقوں نے جو گرزیم پر کھڑے تھے "آمین" سے جواب دیا (استثنا ۲۷ باب - یشوع ۸ باب) کچھ عرصہ بعد یشوع اپنی موت سے پیشتر آخری نصیحت اور صلاح کے لئے لوگوں کو پھر یہاں لایا (یشوع باب ۲۴) گرزیم کے پہاڑ کے متعلق دلچسپ حکایت

یوتام اور اُس کی درختوں کی تمثیل ہے جو اپنے لئے بادشاہ ڈھونڈتے تھے ہم آسانی کے ساتھ اِس منچلے سردار کی تصویر کھینچ سکتے جب کہ وہ ایک اُبھرے ہوئے ٹیلے پر کھڑا اپنی ملامت بھری حکایت ناشکر گذار اہل سکم کو جو نیچے وادی میں تھے سُنا رہا تھا اور کہ پھر کیونکر آن کے غصہ اور غضب سے بچنے کے لئے فرار ہوگیا (قاضی باب ۹) جب سامری یروشلیم میں عبادت کرنے سے روک دئے گئے تو اُنہوں نے اپنے واسطے علیحدہ ہیکل گرزیم پر بنائی۔ سامری عورت نے خُداوند سے باتیں کرتے وقت گرزیم کی طرف اشارہ کر کے کہا "ہمارے باپ دادوں نے اِس پہاڑ پر عبادت کی" (یوحنا ۴: ۲۰) لیکن وہ ہیکل جس میں اُس کے باپ دادے پرستش کرتے تھے ۱۷۰ برس پہلے برباد ہو چکی تھی۔ بعض علماء اس بات پر متفق ہیں کہ وہ پہاڑ جس پر ابرہام اپنے بیٹے اضحاق کو قربان کرنے کے لئے لے گیا گرزیم ہے (پیدائش باب ۲۲)

**وادیٔ سکم**۔ جو مشرق اور مغرب کی سمت ڈھلوان ہے عیبال اور گرزیم کے درمیان واقع ہے۔ اِس کا قرب و جوار بڑا زرخیز ہے اور اپنے باغوں اور چشموں کے سبب خوبصورتی اور دلفریبی میں اپنا ثانی نہیں رکھتی وادی کے بیچوں بیچ وہ زمین ہے جو یعقوبؑ نے حمور کے بیٹوں سے خریدی اور جو بعد میں یُوسف کا مدفن بنی (پیدائش ۳۳: ۱۹۔ یشوع ۲۴: ۳۲) یعقوبؑ کا کنواں جس پر ہمارا خُداوند سامری عورت سے ملا یہیں ہے۔ چونکہ "کنواں گہرا ہے" اِس واسطے اُتارنے

میں بڑی دقت اور محنت لگی ہوگی۔ پانی کی بہتات کے سبب کنوئیں کے بنانے پر بڑا دلچسپ سوال برپا ہوتا ہے غالباً یعقوب نے دوسرے چرواہوں کے ساتھ جھگڑے اور فساد کی چھیڑ چھاڑ سے بچنے کی خاطر مناسب جانا کہ اپنے لئے پانی کے ذرائع آپ بنائے ؛

**بعل حاصور۔** (۳۳۰۰ فٹ) اس ملک کے سب سے بلند مقاموں میں سے ہے اور جنوب کی طرف کوہ گرزیم سے ۲۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اس جگہ ابی سلوم کی ملکیت تھی اور اس نے بھیڑوں کے بال کترنے کے موقع پر یہاں بھاری ضیافت کی اور اپنے بھائی امنون کو قتل کیا (۲۔سموایل ۱۳: ۲۳۔۲۹) ؛

**میدان اور وادیاں۔** واٹر شیڈ سے لگا ہوا ایک وسطی میدان (سنٹرل پلین) یا میدانوں کا سلسلہ ہے جو چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں کے درمیان ایک دوسرے کے ساتھ مس کرتا جانب شمال اسدرلون سے شروع ہوکر ملک کے بیچ دور تک چلا گیا ہے۔ اس میں کئی آڑی وادیاں ہیں جن میں سے بعض مشرق کی طرف وادی یردن کو اور بعض مغرب کی طرف ساحل بحر کو نکل جاتی ہیں ؛

**دوتین کا میدان۔** ان مغربی کم بلند پہاڑیوں کے بیچ ہے جو کرمل کو بڑے بڑے پہاڑوں کے ساتھ ملاتی ہیں۔ اسی سبزہ زار میں یوسف نے اپنے بھائیوں کو گلے چرتے پایا (پیدائش ۳۷: ۱۷) اسی سمت میں جنوب کی طرف چند میلوں پر وادی الشعیر (جو کی وادی)

ہے جو وادیٔ سکم میں ہو کر ساحل بحر کو چلی جاتی ہے ۔ اس کے جنوب میں قانا کا نالہ بہتا ہے جو افرائیم اور منسی کی حد فاصل ہے (یشوع ۱۷ : ۹) ۔

شہر۔ سامریہ کے مشہور شہر اور قصبات یزرعیل ۔ بیت شان مجدو سکم ۔ ترضہ ۔ سامریہ ۔ بیت ایل اور سیلاہ ہیں ۔

یزرعیل ۔ اس شہر کو یہ نام بلاشبہ اُن زرخیز قطعات الارضی کے سبب دیا گیا جو اس کے زیر دامن ہیں ۔ یہ شہر کوہ جلبوعہ کے نیچے ایک پہاڑی پر واقع ہے ۔ اس جگہ سے تم اپنی نظر اسدرلون کی وادی سے پرے مغرب کی طرف کوہ کرمل تک دوڑا سکتے ہو ۔ شرقی فصیل کے مینار پر سے پہرہ دار بآسانی نیچے وادی یزرعیل میں دُور تک دیکھ سکتا ہے ۔ (۲ ۔ سلا ۹ : ۱۷) اخیاب اور ایزابیل نے اس کو اپنی رہائش گاہ بنانے سے بڑی رونق اور شہرت بخشی ۔ شاہی محل شرقی فصیل پر اونچی اونچی کھڑکیوں کے ساتھ جہاں سے نیچے کی وادی بخوبی نظر آتی بڑے تزک و شان سے کھڑا تھا (۲ ۔ سلا ۹ : ۳۰) اس فصیل کے قریب ایک کھلی جگہ ہے جس میں شہر کے مُردہ جانوروں کی لاشیں پڑی رہتی تھیں جن کو شہر کی صفائی کے جمعدار یعنی ہر بھو کے اور خونخوار کتے صاف کیا کرتے تھے ۔ ان دریچوں میں سے کسی ایک کی راہ سے یاہو کے حکم کے مطابق ایزابیل نیچے گرائی گئی اور اُس کی ریختہ اور شکستہ لاش کے گوشت اور لہو کو دیوار کے پہلو میں کتوں نے کھایا (۲ ۔ سلا ۹ : ۳۰ ۔

۳۵) شہر کے نزدیک تین چشمے ہیں جن میں سے ایک ہیرودد کا مشہور کنواں نہر جالود کا سوتا ہے۔ (۱ سمو ۲۹: ۱۔ قاضی ۷: ۱)

**بیت شان** ۔ وادی یزرعیل کے دامن میں ایک وادی کے ماتھے پر جو وادئ غور یا یردن میں اترجاتی واقع ہے۔ یہ شہر اگرچہ فرقۂ اشکار کی حد میں تھا لیکن منسّی کے فرقہ کے حصہ میں آیا۔ بہت عرصہ تک کنعانی اس پر قابض رہے (قاضی ۱: ۲۷) مکابیوں کے زمانہ میں اس کا نام سِتھوپولس سے بدل گیا۔ آج کل یہاں پرانے مندروں اور ایک اسفی تھیٹر کے کھنڈر باقی ہیں ۞

**مجدو** ۔ یہ شہر اسدرلون کے جنوبی کنارہ پر واقع ہے۔ یہاں سے اس کاروانی راستہ میں داخل ہو سکتے ہیں جو مصر اور دمشق کے بیچ ہے۔

**سکم** ۔ وادی کی سب سے اونچی جگہ اور کوہ گرزیم کے دامن میں نہایت خوبصورت اور پُرفضا مقام پر واقع ہے (دیکھو وادئ سکم کا بیان صفحہ ۵۱) یہ شہر یروشلیم اور جلیل کی بڑی شاہ راہ پر بسا تھا اور اس جگہ سے سڑکیں ہر طرف دوڑتی تھیں۔ سکم اُن قدیم مقاموں میں سے ہے جن کا ذکر بائبل میں پایا جاتا ہے (پیدائش ۱۲: ۶ و ۳۳: ۱۸ و ۳۷: ۱۲) رحبعام کی تاجپوشی یہاں پر ہوئی اور یربعام کے ماتحت یہ مقام پہلے پہل شمالی بادشاہت کا پایہ تخت بنا۔ (۱ سلا ۱۲: ۱ و ۲۵) آخری دنوں میں یہ شہر نیاپولس (نیا شہر) کے نام سے جو نیبلس کا بدل ہے نامزد ہوا۔ عموماً خیال کیا جاتا کہ سُکار اور سکم ایک ہی ہیں لیکن کئی وجوہات

سے ثابت ہوتا ہے کہ سُکار ایک مختلف جگہ تھی جو سکم کے شمال و مشرق میں دو میل کے فاصلہ پر واقع تھی ÷

ترضہ - اپنی خوبصورتی کے لئے مشہور اسرائیل کے بادشاہوں کا دُوسرا شاہی شہر تھا (غزل ۶ : ۴ و ۱ - سلا ۱۴ : ۱۷ و ۱۵ : ۳۳) زمری ترضہ میں محصور ہوا اور اسیری میں جانے کی آفت سے بچنے کے لئے محل کو آگ لگا دی اور خود جل کر راکھ ہو گیا - (۱ - سلا ۱۶ : ۱۸) اِس کی جائے وقوع کا صحیح پتہ نہیں چلتا - قیاس غالب یہ ہے کہ وہ سکم سے چند میل شمال و مشرق کو تھی ÷

سامریہ - اس کی بنا عمری نے ڈالی اور دو مثقال چاندی کے بدلہ خریدا (۱ سلا ۱۶ : ۲۳ و ۲۴) یہ خوش منظر مقام سکم سے کوئی چھ میل کے فاصلہ پر ایک مستطیل پہاڑی پر واقع ہے - یہ شمالی بادشاہت کا مستقل دارالحکومت تھا - اِس مضبوط شہر نے متواتر دو سخت محاصروں کا مقابلہ کیا یعنی ایک ۹۰۱ قبل از مسیح (۱ سلا ۲۰ : ۱) اور دُوسرا اس کے نو سال بعد (۲ سلا ۶ : ۲۴ تا ۷ : ۲۰) ۷۲۱ قبل از مسیح میں تین سال کے محاصرہ کے بعد سلمنذر شاہِ اسور نے اِسے فتح کیا (۲ - سلا ۱۸ : ۹ - ۱۰) سن عیسوی سے تھوڑا سا عرصہ پہلے ہیرودیس اعظم نے سامریہ کو نئے سرے سے تعمیر کیا اور سَباسطے نام رکھا - ٹوٹے پھوٹے کھمبوں - ستونوں اور پیلپایوں کے سلسلوں کے کھنڈر اور ہیرودیس کی دیگر صنعتوں کے نشان اب تک باقی ہیں - اصل شہر مٹ گیا اور اُس کی

جگہ چھوٹا سا گاؤں باقی رہ گیا ہے ٭

بیت ایل (خدا کا گھر) اسرائیل کی بادشاہت کا سرحدی شہر تھا (پیدا ۲۸: ۱۹ و ۳۵: ۱۴ و ۱۵) جو یہودیہ اور گلیل کی بڑی شاہراہ پر واقع تھا (قاضی ۲۰: ۳۱ و ۲۱: ۱۹) وادیٔ یردن اور سرون کے راستے اسی جگہ ملتے ہیں۔ فلسطین میں مشکل سے کوئی دوسری جگہ مقدس واقعات کے سبب اس کے برابر شہرت رکھتی ہوگی۔ بیت ایل کے مشرق کے ایک پہاڑ پر ابرہام لوط کو لایا کہ وہ ملک کو دیکھے اور اپنی رہائش کے لئے زمین پسند کرے (پیدائش ۱۳: ۱-۱۰) یعقوب نے سیڑھی کی رویت یہاں دیکھی (پیدا ۲۸: ۱۰-۲۲) یہ شہر سموایل کے سالانہ گشت کے تین شہروں میں سے تھا (۱ سمو ۷: ۱۶) نازک وقتوں پر لوگ خدا کی مشورت کے لئے اسی مقدس مقام کی طرف رجوع کیا کرتے تھے (قاضی ۲۰: ۱۸ و ۲۶-۲۸ و ۲۱: ۴) تقسیم سلطنت پر یروبعام نے اسے بت پرستی کا مرکز بنا کر ذلیل و خوار کر دیا (۱ سلا ۱۲: ۲۷-۳۳) ابیاہ نے فتح کر کے اسے جنوبی بادشاہت میں ملا لیا لیکن یہ بہت روز تک اُن کے قبضہ میں نہ رہا (۲- تواریخ ۱۳: ۱۹) ٭

سیلاہ۔ سکم کے راستہ کے مشرق اور بیت ایل کے شمال میں دس میل کے فاصلہ پر ایک گوشہ میں واقع ہے۔ اس مقام میں کوئی فطرتی دلکش خوبی پائی نہیں جاتی۔ قاضیوں کے زمانہ میں قریب ۴۰۰ برس تک خیمہ اور عہد کے صندوق کے رہنے

سے سیلاہ بڑی مقدّس جگہ بن گیا (قاضی ۲۱ : ۱۹ یشوع ۱۸ : ۱)
لیکن جب فلسطی صندوق کو لے گئے تو یہ عظمت جاتی رہی (دیکھو
۴ : ۳-۱۱) بنی بنیامین اِسی جگہ جوان عورتوں کو اپنی جورویں بنانے
کے لئے پکڑتے تھے جب کہ اُن کا فرقہ ایک بھاری خانگی لڑائی میں
عنقریب تباہ ہو گیا تھا (قاضی ۲۱ : ۱۹-۲۳) ؞

# آٹھواں باب

## یہودیہ کا بیان

**یہودیہ کی تقسیم** - جب ملکِ کنعان یشوعؔ کے ماتحت بارہ فرقوں میں تقسیم کیا گیا تو یہودیہ کی سرزمین بنیامینؔ - یہوداہ - شمعونؔ اور دانؔ کے حصہ میں آئی - شمال مشرقی خطّہ جس کی حد افرائیم اور دریائے یردنؔ تھے بنیامینؔ کو ملا - اس کے جنوب بحیرہ مُردار کے کنارہ کا وہ تمام قطعہ جو حدب کی چوڑائی کو ڈھانپتا اور نیز ساحل بحر کا وہ حصّہ جو تلوار کے زور سے لیا جا سکتا تھا یہوداہ کے بخرہ میں آیا شمعونؔ کی بابت ہمیں بہت کم معلوم ہے غالباً اُس کے حصّہ میں جنوبی خشک زمین یا نجیب آیا جو صحرا سے ملحق ہے - دانؔ کی ملکیّت بنیامینؔ کے مغرب وادئ سورہ اور عجلونؔ کے درمیان ساحل بحر تک پھیلی تھی (یشوع ۱۵ - ۱۹ باب تک)

رحبعامؔ کی تخت نشینی کے جھگڑے پر یہ علاقہ جنوبی بادشاہت بن کر داؤدؔ کے خاندان کے ماتحت رہا - ہر دو بادشاہتوں کی حدِ فاصل غیر مقرر تھی اور کبھی ایک جگہ پر نہیں رہی ؎

**وجہ تسمیہ** - ابتدا میں سرزمینِ اسرائیل کا ہر حصّہ اپنے

فرقہ کے نام سے مشہور ہوا۔ بادشاہت کی تقسیم پر جنوبی حصہ یہوداہ کی بادشاہت یا صرف یہوداہ کے نام سے جو اس میں سرآوردہ فرقہ تھا نامزد ہوا (اسلا ۱۵ : ۹) اسیری (۵۳۶ قبل از مسیح) سے واپس آنے کے بعد اسے یہودیہ کہنے لگے اور اسی وقت سے اس کے باشندوں کو یہودی کہنے لگے اور اس نام نے رفتہ رفتہ یہاں تک رواج پایا کہ کُل قوم بلا امتیاز فرقہ اس نام سے مشہور ہو گئی (عزرا ۴ : ۱۲ گلتی ۲ : ۱۴)۔

حدود اربعہ۔ شمال میں سامریہ مشرق میں دریائے یردن اور بحیرہ مُردار اور جنوب میں صحرائے عرب ہے۔ غربی حد بسبب یہودیہ یا فلسطیہ کی فتح اور شکست پر موقوف ہونے کے نامقرر تھی۔

مختصر تواریخ۔ فرقوں کے آباد ہونے کے وقت کا بہت کم علم اس مُلک کی نسبت ہمیں ملتا ہے۔ یہ لوگ پہاڑوں کی چوٹیوں پر رہنے اور بیرونی دُنیا سے چٹانی دیواروں کے ذریعہ الگ ہونے کے سبب باہر کے خطروں سے محفوظ تھے اور ایک طرح کی علیحدگی کی زندگی بسر کرتے تھے۔ یہی باعث ہے کہ برق اور جدعون کے معرکوں اور لڑائیوں میں ان لوگوں نے کوئی علانیہ حصہ نہ لیا۔ دبورہ کے شکر گذاری کے گیت میں بھی بنیامین اور دان کے فرقوں کے علاوہ کسی اور فرقہ کا ذکر نہیں ہوتا۔ (قاضی ۴ : ۱۰ و ۵ : ۱۴ و ۱۷ و ۶ : ۳۵) سپاہیانہ حوصلے اور جنگی مشغلے ان کے بیچ ابتدائی ایام میں کافور تھے۔ چونکہ یہ لوگ فلسطیہ کے

ماتحت قومی آزادگی کو اطاعت اور ذلالت کے مذبحہ پر قربان کر چکے تھے اِس لئے فرقہ دان کے سُورما شخص کو جس نے اپنی جان ان کے دشمنوں سے رہائی کے لئے ہتھیلی پر رکھی ہوئی تھی فلسطیوں کے حوالہ کر دینا بڑی بات نہ تھا۔ قاضی (۱۵: ۹-۱۳)

اِن دنوں کے کچھ عرصہ بعد یہودیہ کے باشندے بڑے متعصب مزاج اور تنگ خیال بن گئے یہاں تک کہ اُن میں سوائے پرانی رسموں اور روایتوں کے کوئی اور چیز در نہ آ سکتی تھی۔ لیکن اِس کے ساتھ اُنہوں نے مُلک کی محبّت اور اُس رُوح کو پالا جو اپنی آزادی اور خود مختاری کی خاطر اپنے تئیں فنا کر دینا بڑی حقیقت نہیں جانتی۔ چنانچہ وہ جانبازی اور دل توڑ مقابلے جو یروشلیم کی بربادی پر اُنہوں نے طیطس کے خلاف دکھلائے اِس کے شاہد ہیں ۔

**طول و بلاد۔** فی الواقع اگر کوئی شخص اِس امر پر کہ کیونکہ یہ لوگ دُنیا کی بڑی بڑی طاقتوں مثل مصرؔ۔ بابلؔ اور رومؔ کے خلاف جو قومی ناموری اور شہرت کی جو یاں تھیں قائم رہے غور کرے تو قرین قیاس ہے کہ وہ اِس خطّہ کے نامعروف پن کو بالکل بھول جائے جو دُنیا کے نقشہ میں ایک نقطہ سے بڑا نہیں اور جس کا طول جبعہ سے بیرسبعؔ تک ۵۵ میل (۲ سلا ۲۳: ۸) اور عرض قریب ۴۰ میل اور کل رقبہ ۱۵۰۰ میل ہے۔ طرفہ یہ کہ اِس میں سے بھی ایک حصّہ بیابان نے دبا رکھا ہے۔

**قدرتی نظارے۔** یہودیہ پہاڑی خطّہ یا ٹیبل لینڈ ہے جس کو

کم گہری وادیوں معمولی سطح سے بلند میدان نما پہاڑیوں نے منقسم کر رکھا ہے ۔ وسطی اور بڑا حصّہ لائم سٹون کا پلیٹو ہے جو سطح بحر سے دو ہزار فٹ یا اس سے زیادہ بلند ہے ۔ مُلک کی آب و ہوا خوشگوار نہیں ۔ جا بجا پتھر بکھر رہے ہیں بلکہ دلدلی جگہیں بھی پتھروں سے بھری پڑی ہیں ۔ پہاڑیاں درختوں اور نباتات سے خالی ہیں اور لائم سٹون کے سبب زمین کے شکم میں خشکی نے گھر کیا ہوا ہے دیگر چیزیں اس کی اُجڑ اور اکھڑ تصویر کی رنگینی میں کچھ اضافہ نہیں کرتیں ۔ اس کے ایک سے دوسرے سرے تک ہر وقت بہنے والے نالے چھ یا سات سے زیادہ نہیں ۔

**پہاڑیاں** ۔ یہودیہ میں بہت سی نامور جگہیں ہیں جو معمولی سطح سے بلند ہیں ۔ **بنی سیموایل** (۲۹۳۵ فٹ) ایک کشادہ قطعہ میں یروشلیم کے شمال و مغرب پانچ میل کے فاصلہ پر واقع ہے بعض لوگ گمان کرتے ہیں کہ بائبل کا مصفاہ جو بنیامین کے علاقہ میں تھا یہی ہے ۔ اور نیز یہی وہ "اونچا اور بڑا مکان" اور مقام ہے جو جبعون کے قریب تھا جہاں سلیمان نے خدا سے دانش مانگی (۱-سلا ۳: ۴-۹)۔

**زیتون کا پہاڑ** (۲۶۳۷ فٹ) یروشلیم کے مشرق میں ایک ٹیڑھا ترچھا پہاڑ ہے جس کو قدرون کا تنگ نالہ شہر سے جدا کر دیتا ہے بائبل کے واقعات جو اس سے مربوط ہیں اس کو مُلکِ فلسطین کی دوسری جگہوں کی نسبت زیادہ دلچسپ بنا دیتے ہیں ۔ اسی طرف سے داؤد اپنے بیٹے ابی سلوم کے ڈر سے بھاگا (۲ سمو ۱۵: ۲۳ و ۳۰) لیکن سب سے بڑھ کر ہمارے خداوند نے اس کو اپنی زندگی کے واقعات کا گھر بنا کر

رونق بخشی (متی ۲۶: ۳-لوقا ۱۹: ۲۹-۳۸ و ۲۴: ۵۰-۵۳-اعمال ۱: ۱۲) گتسمنی کا باغ یروشلیم کے پاس کوہ زیتون کے غربی ڈھلوان پر واقع تھا ؎

کوہستان بنیامین - یہودیہ کا شمالی حصہ جو یروشلیم اور بیت ایل کے مابین ہے فرقہ بنیامین کے قبضہ میں تھا - یہ زمین پہاڑوں اور چٹانی میدانوں سے بھری ہے اور بہ سبب پتھریلی ہونے کے کاشت کے لائق نہیں - مشرق کی طرف وادیٔ سوئینت واقع ہے جو وسطی سلسلہ سے شروع ہوتی اور لمبائی پر وادیٔ کیلٹ سے مل جاتی اور پھر وادیٔ یردن کی طرف اتر جاتی ہے - یہاں وہ پہاڑی راہ ہے جو پہاڑوں کے بیچ سے گذرتی ہے چونکہ یہ راہ دراصل بڑی کٹھن اور کڑی ہے اس لئے وادیٔ یردن سے کوہ افرائیم کی طرف آنا درحقیقت تکلیف میں مبتلا ہونا ہے (یشوع ۷: ۳) ان پہاڑوں میں اور بھی کئی راستے ہیں جو ایک طرف تو وادیٔ یردن کو اور دوسری طرف ساحل بحر کو چلے جاتے ہیں - ان کے بیچ آسانی سے ادھر ادھر آ جا سکتے ہیں - یہ پہاڑ اسرائیل اور یہوداہ کی بادشاہتوں کے درمیان حدِ فاصل تھے - ان کے ایسے وقوع سے ضرور تھا کہ یہاں کے باشندے اپنے واسطے ایسے قلعے اور حصین جگہیں تعمیر کریں جن کے ذریعہ وہ بیرونی اور قومی سلطنتوں سے محفوظ رہیں ؎

ان مقامات میں سے جو مشہور قومی واقعات اور واردات کا سرچشمہ

ہیں سب سے مشہور یہ ہیں **مکماش** ۔ وادیٔ سوئینت کے شمالی گوشہ میں اور جبعہ یا جبیعہ ۔ مکماش کے مقابل جنوب میں واقع ہے (۱ سیمو ۱۴ : ۵ و ۲ ۔ سلا ۲۳ : ۸ ) رامہ ۔ جہاں نبی نا تسلّی یافتہ راخل کو اپنے بچوں پر روتی اور ماتم کرتی دیکھتا یہاں سے بہت دور نہیں (یرمیاہ ۳۱ : ۱۵ ۔ متی ۲ : ۱۶ ۔ ۱۸ ) اس وادی کے سرے پر شہر عیؔ اور آلبتّا کی پرلی طرف **جبعونؔ** جو غربی دروازہ کی دربانی کرتا واقع ہیں ۔ بیشمار مشہور واقعات کا نظارہ اُس وقت سے لے کر جب کہ اس آخری شہر کے لوگوں نے اپنی ہوشیاری اور دانائی کا ثبوت یشوعؔ کو اپنی عجیب حرکت اور حکمتِ عملی میں دیا اُس وقت تک کہ سلیماؔن بادشاہ کے جلوس کی رسم ادا کی گئی ہماری آنکھوں کے آگے سے گذر جاتا ہے (یشوع ۹ : ۳ ۔ ۱۵ و ۲ ۔ سیمو ۲۰ : ۵ ۔ ۱۰ ۔ ۱ سلا ۲ : ۲۸ و ۲۹ و ۳ : ۴ ) جانب غرب چند میل کے فاصلہ پر اپرؔ اور لوئر بیت حروؔن واقع ہیں (یشوع ۱۶ : ۳ و ۵ ) ۞

**لڑائیاں** ۔ دریائے یردن کی اُس راہ سے جو وادیٔ سوئینت کی حد سے لگی ہے یشوعؔ نے ملک میں گھسنے کی راہ پہلے پہل عیؔ پر حملہ کر کے نکالی (یشوع ۷ : ۲ ۔ ۵ و ۸ : ۱ ۔ ۲۹ ) پھر ساؤلؔ کے زمانہ میں اس گذرگاہ کے سرے پر بھاری لڑائی ہوئی فلسطی وادی عجلوؔن کے راستہ سے ملک میں گھس آئے اور مکماؔش پر خیمہ زن ہوئے ۔ اس وقت بنی اسرائیل پر ایسا خوف طاری ہوا کہ وہ اُنھوں نے اپنے تئیں غاروں ۔

چٹانوں۔ اُونچی جگہوں اور گڑھوں میں چھپایا" اور بعض امان کی غرض سے یرون پار بھاگ گئے۔ (۱سیمو ۱۳: ۱-۱۷) سپاہیوں کا ایک چھوٹا سا دستہ جو ساؤل کے ساتھ رہ گیا تھا جبعہ میں گارج کے مقابل مقیم ہوا مگر ان کی بھی اُمیدیں گری اور دل بیٹھے جا رہے تھے کہ اس عرصہ میں یونتن اور اُس کے اسلحہ بردار کی سپاہیانہ چال نے مُلک کو بچا لیا چنانچہ ان دونوں بہادروں نے اِس گارج کو اُس جگہ جہاں دو نکیلی چوٹیاں ایک دوسرے کے مقابل اُٹھ رہی تھیں عبور کیا اور ان چوٹیوں پر ہاتھ اور گھٹنوں کے بل چڑھے۔ اس وقت ان کی حمایت ایک بے موقعہ زلزلہ نے بھی کی جس سے زمین کا جگر کانپ گیا۔ حیرت زدہ فلسطی دل چھوڑ کر بھاگ نکلے (۱سیمو ایل ۱۴: ۱-۱۶)۔

**جشیمون**۔ یہ لمبا اور تنگ خطہ ۳۵ میل جانب شمال و جنوب اور دس میل جانب شرق و غرب یہودیہ کے بیابان کے نام سے مشہور بحیرۂ مردار کے غربی کنارہ سے لگا ہے۔ اس میں وسیع اور خشک پتھریلے میدان ہیں جن کے بیچ کئی ایک برساتی ندی نالے بہتے اور بحیرہ مردار میں جا گرتے ہیں۔ یہ میدان خشک اور بنجر لائم سٹون کی پہاڑیوں کے ذریعہ جن کے پہلو برساتی نالوں کی رگڑوں سے جھڑ رہے ہیں منفصل اور علیحدہ ہیں۔ یہ بیابان تمام مُلک میں ویرانی اور سنسانی کا گھر بن رہا ہے جس میں سوائے موسم برسات کے نہ کہیں پانی ملتا اور نہ گھاس کا تنکا دکھائی دیتا ہے۔ تھکے ماندے مسافروں کی آنکھوں

کو طراوت بخشنے اور دل کو بہلانے کے لئے بجز پتھروں اور لائم سٹون کی دندانہ دار چٹانوں کے یہاں کچھ نہیں ملتا۔ اس بیابان کی دلفریب خاصیت میں سے وہ افسوں گر تبدیلی ہے جو موسم برسات کے آتے ہی پیدا ہو جاتی ہے۔ تھوڑے سے عرصہ کے لئے ویرانہ خوش ہوتا اور نرگس کی طرح کھل کھلا جاتا ہے (یسعیاہ ۳۵: ۱) اِن دنوں میں آوارہ اور خانہ بدوش چرواہوں کے گلّوں کے لئے گھاس اور سبزہ لہلہاتا ہے۔ اِس ذیل میں وہ غار واقع ہے جہاں داؔؤد نے ساؔؤل کی پوشاک کا دامن چاک کیا (۱ سیمو ۲۴: ۱-۲۲) گمان ہے کہ یوحنّا اصطباغی اپنی خدمت کے ابتدائی حصہ میں اِسی بیابان میں رہا کرتا تھا اور کہ اِسی میں ہمارا خداوند شیطان سے آزمایا گیا (متی ۳: ۱ و ۴: ۱)۔

**زرخیز اور سرسبز اضلاع** - یہوؔدیہ میں بھی جہاں کہیں پانی کی زیادتی ہے زرخیز اور پھلدار خطّے ملتے ہیں چنانچہ اِس قسم کے نخلستان میں سے ایک حبروؔن کے آس پاس ہے (گنتی ۱۳: ۱۳-۲۷) بیت لحم کی نواحی بھی اناج اور میووں کی پیداوار اور چراگاہوں سے مالا مال ہے۔ (روت ۲: ۱-۸ - لوقا ۲: ۸) انگور جو بائبلی زمانہ کی مشہور پیداوار تھی اب بھی بکثرت ہیں اور اسی طرح زیتون اور انجیر۔ اِن دنوں میں بھی گذرے وقتوں کی طرح یہ ملک زراعت کی بہ نسبت زیادہ تر چراگاہوں کے کام آتا ہے۔ گذشتہ زمانہ میں اِس مُلک کا خاص پیشہ انگور کی زراعت اور گلہ بانی تھا اور اِسی سے بہت سے استعارے اور مثالیں بائبل

نے لیں (یوحنا ۱۰: ۱۱ و ۱۵: ۱۔ زبور ۸۰: ۸) ۔

اس میں شک نہیں کہ یہ زمین اپنے عروج اور اقبال کے زمانہ میں آج کل کی بہ نسبت زیادہ سرسبز اور شاداب تھی۔ پہاڑیوں کے پہلو زینہ نما بنائے اور بڑی احتیاط سے بوئے جاتے تھے۔ پتھر جو کھیتوں میں سے بٹورے جاتے تاکستانوں اور کھیتوں کی حفاظت کے لئے دیواروں اور برجوں کے بنانے میں کام آتے تھے ۔

کھنڈرات۔ پرانے پرانے دیہاتوں کے کھنڈر جو کئی پہاڑیوں کا تاج بن رہے ہیں ملک کی پہلی حالت پر گواہ ہیں۔ چنانچہ ڈین سٹینلے صاحب فرماتے ہیں کہ "دنیا کے تمام ملکوں سے بڑھ کر فلسطین خرابات کی سرزمین ہے" یہودیہ کے بارے میں اُن کا قول یہ ہے "اُن بیشمار چوٹیوں میں سے جو دکھائی دیتی ہیں مشکل سے کوئی چوٹی ایسی ملیگی جو قدیم شہروں اور قلعوں کے کھنڈروں سے نہ ڈھنپی ہو"۔ بیرون شرقی کی تہذیب اور شائستگی کے خرابات ہیں جو ہمارے زمانہ تک پہنچے ہیں بہت کم خرابی پیدا ہوئی ہے لیکن یہودیہ میں صرف پتھروں کے ڈھیر جن سے قدیم فن تعمیر پر کسی نوع کی روشنی نہیں پڑتی باقی رہ گئے ہیں ۔

عین جاری۔ وسط میں بحیرہ مردار کے مغربی کنارہ سے لگی ہوئی اُونچی اونچی پہاڑیاں بنجر اور سنسان بیابان سے مختلف قسم کے عجیب فرحت افزا نخلستان کا نظارہ پیش کرتی ہیں۔ بیابان کے

سرے پر ایک وسیع اور میوہ دار نصف میل مربع باغ بنا ہوا ہے جہاں اناج کے چھوٹے چھوٹے کھیت۔ تاکستان۔ باغات اور خربوزوں کی کیاریاں چٹانوں کو ڈھانپ رہی ہیں۔ عین جدی یہی ہے (غزل ۱: ۱۴) اس کی اس تمام تبدیلی کا سبب پانی کی قوتِ ساحری ہے۔ اُن پہاڑوں کے دامن سے جو نخلستان کے شمال (اوپر) میں واقع ہیں ایک چشمہ پھوٹ رہا ہے جو اپنی گذرگاہ کو سرسبز کرتا اور اُسے زندگی اور خوبصورتی بخشتا بحیرہ مُردار میں جاگرتا ہے۔ یہ زمین ایک زمانہ میں بلسام اور خرما کے درختوں کے لئے مشہور تھی اس لئے اُس قلعہ دار شہر کا نام جو یہاں واقع تھا "حیسون تمریا" خرما کا "حیسون" پڑ گیا۔ (پیدائش ۱۴: ۷۔ ۲ تواریخ ۲۰: ۲)۔

عین جدی کا دروازہ۔ عین جدی میں یا تو بحیرہ مُردار کے ساحل کے ڈھلوان راستہ سے اور یا بیابان کی زینہ نما راہ سے داخل ہو سکتے ہیں۔ ایک راستہ جو موآب سے یہودیہ کو آتا بحیرہ مُردار کے جنوبی کنارہ سے گھوم کر عین جدی کے پاس سے جاتا ہے۔ ساحل پر یہ راستہ کئی راہوں میں بٹ جاتا ہے۔ چنانچہ جنوب مغرب میں ایک راہ حبرون کو اور شمال مغرب میں ایک یروشلیم کو اور ان دونوں راہوں کے درمیان ایک راہ تقوا کو نکل جاتی ہے۔ اس آخری راہ سے موآبی اور عمونی شاہ یہوسفط کے عہد میں آئے تھے (۲ تواریخ باب ۲۰)۔

النجیب ۔ زمین کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا عرب کے ریگستان سے لگا ہوا یہودیہ کے جنوب میں واقع ہے ۔ بائبل میں اس کا ترجمہ "جنوب" یا "جنوبی ملک" کیا گیا ہے (پیدائش ۱۳ : ۱ و ۲۴ : ۶۲ - اسمو ۳۰ : ۱ - زبور ۱۲۶ : ۴) مگر اس لفظ کے اصلی معنی خشکی کے ہیں ۔ چونکہ یہ زمین درحقیقت "بڑی خشک اور بے آب" ہے اس لئے "خشک سرزمین" کے نام سے نامزد ہوئی اور یہودیہ کے جنوب واقع ہونے کے سبب دکھنی ملک کہلائی ۔

النجیب لہردار میدانوں کے بیچ شمالی تنگ فراز مقاموں میں "دشتِ آوارگان" کی طرف چوڑا ہو جاتا ہے ۔ یہ زمین خاص کر چراگاہوں کی زمین ہے جس کی آبپاشی بہت کچھ مصنوعی کنوؤں اور نالاپوں پر موقوف ہے ۔ یہ خطہ شمعون کے قرعہ میں آیا ۔ (یشوع ۱۹ : ۹) اس ملک کی خاصیت خانہ بدوش اور چوپانی زندگی چاہتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس فرقہ کے لوگ آوارہ گرد چرواہے بن گئے اور آخر الامر صحرائے عرب کے چرواہوں سے مل گئے (۱ - تواریخ ۴ : ۲۴ - ۴۳) ؛

ایک وسیع وادی نجیب کے بیچ ہو کر حبرون سے بیر سبع کو اور پھر عزائی راہ سے سمنار کی طرف چلی جاتی ہے ۔ اسی راہ سے بیر سبع سے مصر اور سینا تک سفر کیا جاتا تھا اور اسی کو ابرہام اور یعقوب کے بیٹوں نے ان جگہوں میں سفر کرتے وقت اختیار کیا ؛

شہر ۔ ہر ایک ٹیلہ پر کسی نہ کسی گاؤں کے آباد ہونے کے سبب

یہودیہ میں بڑے بڑے شہر اور قصبے پائے نہیں جاتے - مذکورۂ بالا شہروں کے سوائے چند اور قابلِ غور ہیں ؛

**یروشلیم** - یروشلیم جس کے لغوی معنے سلامتی کی جگہ ہے فرقۂ یہودا کا دارالخلافہ ہے - زبور نویس زبور ۷۶ : ۲ آیت میں اس کو سالم نام دیتا ہے - ممکن ہے کہ یہ وہی شہر ہو جہاں کے بادشاہ ملک صدق نے ابراہام کو برکت دی تھی جب وہ بادشاہوں کو مغلوب کر کے واپس آرہا تھا - پیدائش ۱۴ : ۱۸ - ۲۰ ؛ ابراہام کو جب حکم ہوا تھا کہ موریہ کی سرزمین میں ایک پہاڑ پر اضحاق کو قربان کرے تو عام طور سے یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ وہی پہاڑ تھا جس پر بعد ازاں یروشلیم آباد ہوا تھا مقابلہ کرو پیدائش ۲۲ باب و ۲ تواریخ ۳ : ۱ ؛ وہ جنگ جس کا بیان یشوع ۱۰ : ۱ - ۵ میں آیا ہے جس میں یشوع نے جبعونیوں کو کنعانی بادشاہوں سے چھڑایا تھا اس میں کئی شہروں اور بادشاہوں کے مغلوب ہونے کا ذکر آیا ہے پر یروشلیم کے سر ہونے کا ذکر نہیں آتا - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بڑا مضبوط قلعہ تھا - آگے چل کر یہوداہ کے قبیلے نے اس کا ایک حصہ فتح کیا مگر صیحون کی پہاڑی جس میں یبوسی رہتے تھے فتح نہ ہوئی - یشوع ۱۵ : ۶۳ - قاضی ۱ : ۲۱ ؛ بلکہ اسے اضبیون کا شہر کہا گیا ہے - قاضیوں ۱۹ : ۱۲ - اور یہ تقریباً چار سو برس تک ایسا ہی رہا ؛

جب داؤد بادشاہ کو خدا نے سارے بنی اسرائیل کی سلطنت عطا کی تو داؤد نے حبرون کو چھوڑ کر یروشلیم کو اپنا دارالسلطنت بنا لیا - یبوسیوں

کو وہاں سے نکال دیا اور اُس کا نام داؔؤد کا شہر رکھا۔ ۲ سلاطین ۵: ۱- ۱۰ ا تواریخ ۱۱: ۱- ۷۔ تب ہی سے یروشلیم بنی اسرائیل کی سلطنت کا دارالخلافہ ہے۔ بلکہ داؤد نے بنی اسرائیل کی دینی ترقی کے لئے اسی پہاڑ پر عہد کا صندوق رکھنے کے لئے خیمہ بنایا۔ ۲ سیموایل ۶: ۱- ۱۹- اور اسی جگہ پر سلیماؔن نے ہیکل بنائی ا۔ تواریخ ۲۹: ۱- ۵ و ۲۱: ۱۴- ۳۰- ۲- تواریخ ۳: ۱ اور یہی جگہ تمام بنی اسرائیل کے لئے عبادت اور مذہبی رسومات کا مرکز رہی۔ جب راؔجبعام کے بادشاہ کے وقت بنی اسرائیل کا ملک دو حصّوں میں تقسیم ہو گیا تو یروشلیم یہوداہ اور بنی اسرائیل کے فرقوں کا دارالخلافہ بنا رہا تب سے تمام یہودی اسی شہر میں عبادت کرتے ہیں۔ اس کے بعد شاہان یہوؔداہ کے عہدوں میں اس شہر کی حالت بہتر یا بدتر ہو گئی جس طرح نیک یا بد بادشاہ تخت نشین ہوتے گئے۔ پر ایک بات ضرور ہے کہ اس شہر کے لئے یہودیوں کے دلوں میں بڑی گہری محبّت اور تعظیم موجود تھی اور اب تک موجود ہے یہاں تک کے زبوروں میں اس کی تعریف گائی گئی ہے۔ دیکھو زبور ۸۷ و زبور ۱۲۲ و ۱۳۷: ۵- ۶ ،، یہ شہر مقدس کہلاتا ہے۔ خُداوند کا شہر بھی۔

شاہ یہودیہ صدقیاہ کے عہد میں باؔبل کا بادشاہ بنوکدنظر صدقیاہ بادشاہ اور یروشلیم کے لوگوں کو قیدکر کے لے گیا۔ شہر اور ہیکل کو لُوٹ لیا اور برباد کر دیا۔ اور اس شہر کی حالت ستر سال کی اسیری تک ویسی ہی بربادی میں رہی۔ جب کہ اسیری کی میعاد کے بعد شاہ فارس خورس کے عہد میں

زرد بابل کی سرکردگی میں نحمیاہ اور عزرا نے شہر اور ہیکل کو از سرِ نو تعمیر کیا۔
ان تمام صدیوں کے درمیان جو کچھ یروشلیم پر واقع ہوا اس کے متعلق تواریخ
بائبل خاموش ہے مگر یوسیفس یہودی مورخ ایک بڑا دلچسپ قصہ بتاتا
ہے جو قرینِ قیاس ہے۔ کہتے ہیں کہ جب سکندر اعظم نے فارسیوں کو
فتح کیا۔ تو اپنی بہت سی فتوحات کے بعد اس نے یروشلیم کا محاصرہ کیا۔
ایک رات تک اہل یروشلیم اس کے مطیع نہیں ہوئے کیونکہ وہ کہتے تھے
کہ ہم نے خورس بادشاہ کی وفاداری کا حلف اٹھایا ہے۔ محاصرہ میں یہودی
لوگوں کو سخت ایذا پہنچی۔ آخر ایک دن یدوّع سردار کاہن اور لوگوں کے
بزرگ خدا کے سامنے گرے رہے اور بہت دعا کی۔ سردار کاہن نے خدا
کی طرف سے ہدایت پاکر سردار کاہن کا پورا لباس پہنا اور لوگوں نے سفید
کپڑے پہنے اور اس طرح سب کے سب شاہ سکندر اعظم کے استقبال
کو نکلے جو یروشلیم کی طرف بڑھا آرہا تھا۔ جب بادشاہ سردار کاہن کے
سامنے ہوا تو بادشاہ نے جھک کر سردار کاہن کو بڑی عزت سے سلام کیا۔
پھر اُس نے اپنے امراء کو بتایا کہ پیشتر اس سے کہ میں سلطنت فارس کو
فتح کرنے نکلا میں نے خواب میں اس سردار کاہن کو دیکھا تھا جس نے
مجھے یقین دلایا تھا کہ میں ایشیا کو فتح کرونگا۔ اس طرح شہر یروشلیم بچ گیا
اور سکندر اعظم نے کئی رعائتیں اس شہر کو بخشیں۔ سکندر اعظم کی موت
کے بعد مصر کے بادشاہ طالمی نے اسے فتح کیا۔ پھر ۱۷۰ قبل از مسیح میں
انیٹاکس ایپی فینس نے یروشلیم کا محاصرہ کیا اور لوگوں کو تہ تیغ کیا اور

شہر کو لوٹ لیا۔ ہیکل میں گھس کر تمام سونے چاندی کے برتن جمع کر کے
لے گیا۔ اور یہودیوں سے بدلہ لینے اور انہیں ذلیل کرنے کی خاطر ہیکل
کے مذبح پر ایک سؤر قربان کیا۔ اور ہیکل کو یونانیوں کے دیوتا جوپیٹر کا
مندر بنا دیا۔ اس توہینِ مذہب کو دیکھ کر یہودیوں نے ۱۶۳ء ق م
میں مکابیوں کی سرکردگی میں بغاوت کا جھنڈا کھڑا کیا۔ یروشلیم کو رہا کر لیا۔
اُسے مرمت کر لیا۔ ہیکل کے برتن مہیا کئے اور مکابیوں کے خاندان کے
شاہزادے کچھ مدت تک یروشلیم پر سلطنت کرتے رہے۔ مسیح سے قبل
۶۳ء میں جب یروشلیم میں باہم تنازعے تھے تو رومیوں نے یروشلیم کا
محاصرہ کیا اور ایک مدت کے محاصرہ کے بعد اُسے لے لیا۔ اُن دنوں
میں تمام دنیا کے یہودی ایک خاص عید کے لئے یروشلیم میں جمع تھے۔
کئی ہزار یہودی قتل کئے گئے۔ کاہن جو دوڑ کے ہیکل میں مذبح کے ساتھ
چمٹ گئے اُن کو وہیں قربانگاہ پر قتل کر دیا۔ رومیوں کے عہد میں
ہیرودیس بادشاہ کے زمانہ میں (وہی ہیرودیس جو خداوند مسیح کی
پیدائش کے وقت تھا) اس شہر کو پھر رونق حاصل ہوئی۔ ہیرودیس
اگرچہ ظالم بادشاہ تھا پر عمارات کا شوقین تھا۔ اس نے صیحون پہاڑی
پر اپنے لئے ایک محل بنایا اور رومی شاہنشاہ کو خوش کرنے کے لئے
ایک بڑا تماشہ گاہ بنایا اور یہودیوں کو خوش کرنے کے لئے بڑے
شاندار پیمانے پر یہ ہیکل تعمیر کی۔ اسی لئے یہودی بڑے فخر سے یہ کہتے
تھے کہ ۴۶ برس سے یہ ہیکل تعمیر ہو رہی ہے۔ ہمارے خداوند مسیح

کے وقت بھی یروشلیم موجود تھا۔ اسی شہر اور اس کے گرد و نواح میں آپ نے خدمت کی تعلیم دی۔ یہیں دُکھ اُٹھایا۔ اسی شہر کے بازاروں اور سڑکوں پر سے آواز آتی تھی کہ "اسے صلیب دے۔ اسے صلیب دے"۔ اسی شہر میں ہمارا خُداوند صلیب دیا گیا۔ دفن ہوا اور تیسرے دن جی اُٹھا۔ اور آسمان پر چڑھ گیا۔ اُسی وقت کی مسیحی یادگاریں ابھی تک موجود ہیں۔

سنہ ۷۱ء میں ایک رومی جنرل نے یروشلیم شہر کا پھر محاصرہ کیا اور جب کہ عیدِ فسح کے موقع پر یروشلیم شہر ساری دنیا کے یہودیوں سے اٹا پڑا تھا۔ شہر فتح کر لیا۔ بازاروں میں خون کی ندیاں بہہ نکلیں۔ گلی کوچے لاشوں سے مسدود ہو گئے۔ شہر جلا دیا گیا اور مسیح ہمارے خُداوند مسیح کی پیشینگوئی کے مطابق شہر کی اینٹ پر اینٹ باقی نہ رہی۔ مسیحی رُوما کے بادشاہوں کے عہد میں یروشلیم پھر کچھ تعمیر کیا گیا اور کچھ رونق اس میں ہوئی جو خلیفہ عمر کے عہد تک رہی جب مسلمانوں نے یہ شہر فتح کیا اور ہیکل کی جگہ پر ایک مسجد بنائی جو مسجدِ عمر کہلاتی ہے اور اب تک ہے۔ اور کئی صدیوں تک سراسین کے ماتحت رہا۔ سنہ ۱۰۹۹ء میں صلیبی جنگوں کے ماتحت بوئیلاں کے شاہ گاڈفرے نے اسے فتح کیا اور یروشلیم کو اپنا پایۂ تخت بنایا۔ تقریباً ایک صدی کے بعد ترکوں نے اسے فتح کیا اور ۱۲۱۷ء میں اس پر قبضہ کر لیا۔ اس طرح یہ شہر اپنی پرانی تواریخ میں سات بار برباد ہوا اور سات بار تعمیر ہوا۔

تب سے ان تمام صدیوں کے دوران میں شہر یروشلیم کی حالت میں کوئی خاص نمایاں تبدیلی نہیں ہوئی۔ یہودی، مسیحی اور مسلمان سب اس میں آباد ہیں۔ پرانی یادگاریں ویسے ہی موجود ہیں۔ یہودی پرانے عہد کے طریق پر ہیکل میں تو عبادت نہیں کرتے پر شہر میں جابجا بہت سے عبادت خانے ہیں جہاں وہ عبادت کرتے ہیں۔ شہر میں ایک بڑی پرانی دیوار ہے جو دیوار نوحہ کہلاتی ہے۔ وہاں ہر جمعہ کے دن پرانے دیندار یہودی یرمیاہ کا نوحہ پڑھتے ہیں۔ اور دیوار سے لپٹ کر روتے ہیں اور اُس میں کیلیں ٹھونکتے ہیں۔ یروشلیم شہر میں یہودی عموماً غریب اور خستہ حال ہیں۔ بیرونی ممالک کے یہودیوں کی سخاوت پر گذارہ کرتے ہیں۔ بہت سے ان میں سے پرانی یادگاروں پر مجاوروں کی طرح بیٹھے رہتے ہیں جس طرح ہندوستان میں آثار قدیمہ پر مجاور بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ سیاحوں اور زیارت کرنے والوں کی سخاوت پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ صیحونی تحریک کے ماتحت مالدار یہودیوں نے پرانے یروشلیم سے باہر ایک نیا شاندار یروشلیم تعمیر کیا ہے۔ (دیکھو ضمیمہ)

**سلوآم کا نالہ۔** یروشلیم کی آب رسانی (واٹر سپلائی) کچھ تو قدرتی چشموں پر اور کچھ بارش کے پانی پر جو تالابوں میں جمع کیا جاتا منحصر تھی۔ سلوآم کا نالہ جس کا پانی زیر زمین نالیوں کی معرفت یروشلیم کے شمال مشرقی قدرتی چشمہ سے آتا تھا ایک تالاب ہے جو شہر کے جنوب مشرق وادئ طرایوئیین کے دہانہ کے متصل واقع ہے ان نالیوں کی

راہ سے جو ایک تہائی میل لمبی اور جن کی بلندی چھ انچ سے پانچ یا چھ فٹ ہوگی محققین کی ایک جماعت سر چارلس وارن کی سرپرستی سے پیٹ کے بل پانی اور کیچ میں سے گذری اور قریباً چار گھنٹے تفتیش اور تجسس میں صرف کئے۔ پیمائش کے لئے اِن لوگوں نے مشعلیں بھی اپنے ساتھ لیں۔ ایک لڑکا جس نے اِنہیں نالیوں کی تحقیق کی خاطر ان لوگوں کے بعد سفر کی تکلیفیں جھیلیں بیان کرتا ہے کہ ان نالیوں کی دیواروں پر تحریریں پائی جاتی ہیں جو مَیں نے بچشم خود دیکھیں اِس خبر نے پروفیسر سائرس اور دیگر اشخاص کو نئی پڑتال کا شوق دلایا چنانچہ یہ لوگ بھی چھاپہ کے سامان کے ساتھ ان میں گھسے۔ وہ چیز جو اِنہوں نے اس قدر محنت سے معلوم کی عبرانی کتبہ ہے جس میں اُن لوگوں کی جائے ملاپ کا بیان ہے جو دونوں طرفوں سے نالیاں کھودتے آتے تھے ؛

**بیت عنیا**۔ جسے اب العزریہ کہتے ہیں یروشلیم سے دو میل کے فاصلہ پر کوہ زیتون کے مشرق اور یریحو کی راہ کے اوپر واقع ہے۔ اِس گاؤں کی شہرت اور دلچسپی ہمارے خداوند کی آخری زندگی کے واقعات سے ہے۔ یہاں اُس نے لعزر کو مُردوں میں سے جلایا (یوحنا ۱۱ : ۱۔ ۴۴) اِسی میں اُسے اپنی تصلیب سے پہلے آرام وچین کی خاطر جگہ ملی (متّی ۲۱ : ۱۷۔ مرقس ۱۱ : ۱۲ و ۱۹) ؛

**بیت لحم**۔ یروشلیم کے جنوب میں چھ میل کے فاصلہ پر حبرون کی سڑک کے اُوپر واقع فلسطین کے سب سے پُرانے شہروں میں

سے ہے ۔ پہلے اس کا نام افرات یا افراتہ تھا (پیدائش ۳۵ : ۱۶ و ۴۸ : ۷) "یہوداہ کے ہزاروں میں سے چھوٹا" تھا (میکاہ ۵ : ۲) اس کی شہرت بوعز ۔ نعومی ۔ روت اور داؤد کا شہر بننے کے سبب ہے (روت ۱ : ۱ - ۱۹ - ۱ - سیمو ۱۶ : ۱ - ۱۳) لیکن سب سے زیادہ شہرت اس نے ہمارے منجی اور خداوند کا مولد بننے سے حاصل کی (لوقا ۲ : ۱ - ۷) مشہور جگہوں میں جو مسافروں کی توجہ کو کھینچتی ہیں غارِ ولادت ہے جس کی بابت ایک روایت بتاتی ہے کہ وہ ہمارے خداوند کی جائے پیدائش ہے اور داؤد کا کنواں جس میں سے تین جانثار سپاہی داؤد کے واسطے پانی لائے تھے (۲ - سیمو ۲۳ : ۱۵ - ۱۷) گاؤں کے مشرق کھردری اور بدہیئت پہاڑیاں ہیں جو غالباً چراگاہوں کے کام آتی تھیں اور جہاں داؤد اپنے باپ کے گلے چرایا کرتا تھا (۱ - سیمو ۱۶ : ۱۱) اور جہاں سینکڑوں برسوں کے بعد اور "چرواہے رہتے اور رات کو اپنے گلوں کی نگہبانی کرتے تھے" (لوقا ۲ : ۸ - ۱۵) بیت لحم سے تھوڑے فاصلہ پر شارع عام کے نزدیک راخل کی قبر دکھائی دیتی ہے (پیدائش ۳۵ : ۹ و ۲۰) ۔

حبرون ۔ دُنیا کے سب سے پُرانے شہروں میں سے ہے ۔ (گنتی ۱۳ : ۲۲) اور یروشلیم کے جنوب ۲۰ میل کے فاصلہ پر ایک ٹیلے کے اوپر یہودیہ کے سب سے زیادہ میوہ دار اضلاع میں واقع ہے ۔ یہ جگہ جو ابرہام کی دل پسند رہائش گاہ تھی قریت اربعہ اور ممرے

کے ناموں سے مشہور تھی۔ یہاں سارہ مر گئی اور مکفیلہ کی غار میں دفن ہوئی۔ آخرکار اس غار میں ابرہام۔ اضحاق۔ یعقوب اور لیاہ نے اپنی اپنی باری آرام کیا (پیدا ۴۹ : ۲۹-۳۲) آج کل اس غار کے اُوپر محمدیوں کی مسجد کھڑی ہے جس سے عیسائی زبردستی نکالے گئے۔ لیکن ایک خاص تواضع کے رُو سے پرنس آف ویلز یعنی ہمارے معظم شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کو معہ ڈین سٹینلے اور دیگر مصاحبوں کے یروشلم کے حاکم کی طرف سے ۱۸۶۲ء میں اس مسجد کے اندر جانے کی اجازت دی گئی۔

شہر کے قریب پُرانے وقتوں کے پانی کے حوض ہیں جن میں سے سب سے بڑا ۱۳۰ فٹ مربعہ اور پچاس فٹ گہرا ہے۔ حبرون پناہ کے چھ شہروں میں سے ایک تھا۔ یہاں داؤد یہوواہ کا بادشاہ مسح ہوا اور ۷½ برس تک یہ شہر اُس کا پایہ تخت رہا (۲-سیمو ۲ : ۱-۱۱)

**بیرسبع** مصر اور فلسطین کی بڑی سڑک پر حبرون سے ۲۸ میل کے فاصلہ پر واقع اور اسرائیل کے ملک کی جنوبی سرحد ہونے کے لئے مشہور ہے۔ یہاں ابرہام اضحاق اور یعقوب نے مختلف موقعوں پر سکونت اختیار کی۔ بیابان کے کنارہ پر واقع ہونے کے سبب یہاں سات کنوئیں کھودے گئے جن میں سب سے بڑے کا قطر ۱۰ فٹ ہے۔ ان کنوؤں کے پاس پتھر کے کنڈ بنے ہیں جن کے ارد گرد پُرانے زمانوں کی طرح چرواہے اب بھی اپنے گلّوں کو فراہم کرتے ہیں۔

# نواں باب

## وادیٔ یردن کا بیان

فلسطین کی عجیب وغریب خصوصیت وہ بڑا انشیب یا شگاف (رفٹ) ہے جس کا درمیانی حصہ وادیٔ یردن ہے۔ دُنیا کے اور حصّوں میں بھی سطح بحر سے نیچی جگہیں ہیں چنانچہ اِس قسم کی زمین کا ایک ٹکڑا ایشیا میں بحیرۂ کسپین کے قریب ایک صحرائے افریقہ کے شمال مغرب اور ایک کیلی فورنیا کے جنوب مشرق میں ہے۔ لیکن اِن غاروں میں سے کوئی بھی سمندر کی سطح سے ۳۰۰ فٹ سے زیادہ نیچے نہیں۔ مگر وادیٔ یردن اپنی لمبائی کے آخری ۶۵ میل میں ۶۸۲ سے ۱۲۹۲ فٹ تک سطح بحر سے نیچے ہے ؎

**طول و بلد۔** یہ عجیب وغریب وادی کوہ طارس کے دامن سے شروع ہوتی اور ادرانطس۔ کوئلے۔ سیریہ۔ وادیٔ یردن۔ بحیرہ مُردار اور وادیٔ الربعہ میں سے گذر کر خلیج عقبہ تک عنقریب ۵۵۰ میل لمبی چلی جاتی ہے ؎

**دریائے یردن اور اُس کے منابع (منبعے)۔** دریائے یردن اُن چار نالوں کے ملاپ سے جو کوہ لبنان سے نکلتے ہیں بن گیا ہے

اِن نالوں میں سب سے لمبا حسنبانی ہے جس کا طول ۴۰ میل ہے اور ۱۷۰۰ فٹ سطح بحر سے اُونچی وادی سے نکلتا ہے۔ سب سے خوبصورت نہر بے نیاس ہے اور سب سے کشادہ لیڈن کی شاخ ہے۔ دریائے یردن اِس طرح پر تھوڑے ہی فاصلہ میں ۳۰۰ فٹ نیچے اُتر آتا اور اُس فال (آبشار) سے اُس کا بہاؤ بڑا تیز ہو جاتا ہے۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ اِس کو یہ نام یعنی یردن دیا گیا کیونکہ یردن کے معنی "اُترنے والا" کے ہیں ؂

بے نیاس۔ نہر بے نیاس دریا کی طرح بہتی ۱۱۰۰ فٹ کی بلندی پر کوہ حرمون سے نکلتی ہے۔ اِس کا منبع پہاڑ کے دامن سے کوئی ۱۰۰ گز پر ایک غار میں ملتا ہے۔ قدیم زمانوں میں یہ غار اور چشمہ دونو کے دونو اہل فینیکی کے دیوتا بعل کی پرستش کے لئے متبرک سمجھے جاتے تھے۔ اس کے پاس ایک گاؤں بعل جاد کے نام سے آباد ہوا (یشوع ۱۱: ۱۷ و ۱۲: ۷) اِن دنوں سے کچھ دیر بعد اہل یونان نے اسے اپنے دیوتا پان کے لئے جو چرواہوں کا معبود تھا معبد مخصوص کیا اور غار مذکورہ کو پے نیئن اور شہر کو پے نیاس کا نام دیا جب یہ جگہ رومی حکومت تلے آئی تو فلسطین کے حاکم ہیرودیس اعظم نے اپنے مربی اگستس قیصر کی شان میں یہاں ایک مندر بنوایا۔ فلپس ططرارک (چوتھائی کا حاکم) ہیرودیس کے بیٹے نے اس کی رونق بڑھائی اور قیصریہ نام رکھا۔ اس لئے کہ اسے اپنے ہم نام شہر واقع ساحل بحر سے امتیاز کریں اس کو قیصریہ فلپی کہتے

تھے۔ چند عرصہ بعد یہ شہر پھر ایک اور مرتبہ اپنے پرانے نام پے نیاس سے نامزد ہوا۔ اہل عرب کے تلفظ کے مطابق آج کل اسے بے نیاس کہتے ہیں۔ یہ شہر ایک موقعہ پر بڑا مستحکم اور مضبوط تھا اور اُس راہ سے جو کوئے سیریہ میں سے جاتی نظر آتا تھا ۔

یہ تاریخی شہر جس نے اتنی دفعہ اپنا نام بدلا اور جو جھوٹے دیوتاؤں کی پرستش کا مشہور مرکز تھا ہمارے خداوند اور اُس کے شاگردوں کے سفروں کی شمالی حدِ انتہا تھا۔ اس کے نزدیک کوہِ حرمون واقع ہے جو غالباً ہمارے خداوند کی صورت کی تبدیلی کا پہاڑ ہے (متی ۱۶: ۱۳-۲۰ و ۱۷: ۱-۸) ۔

دان۔ لیڈن ایک پہاڑی ہے جسے تال الکادی کہتے اور جو پے نیاس کے جنوب پانچ میل پر واقع ہے۔ کادی کے وہی معنے ہیں جو دان کے ہیں لہٰذا اس سبب سے اور نیز اس جگہ کی خاصیت سے خیال کیا جاتا ہے کہ تال الکادی قدیم لیس کی جائے وقوع ہے۔ جسے دان نے فتح کیا اور جو بعد میں دان کے نام سے مشہور ہوا (قاضی باب ۱۸) ایک اور خیال یہ ہے کہ بے نیاس لیس کی جگہ پر واقع تھا ۔

جھیل ہیولہ۔ یا "مروم کے پانی" (یشوع ۱۱: ۵ و ۶) دریائے یردن اپنے مختلف چشموں کی جائے اتصال سے نیچے چار میل لمبا ہے۔ اس کے شمالی حصہ میں بیشمار دلدلیں ہیں جن میں پلے پیرس کے درخت اُگے ہیں ۔

دریائے یردن جھیل ہیولہ سے نکل کر ۶۰ فٹ چوڑا اور ۱۵ فٹ گہرا ہو جاتا اور تیزی کے ساتھ بہتا دس میل پر بحیرہ طبریاس میں گر جاتا ہے۔ جھیل ہیولہ کے دو میل نیچے ایک پل بنام "یعقوب کی بیٹیاں" اکا (صیدا) اور دمشق کے کاروانی راستہ پر واقع ہے۔

**بحیرۂ گلیل**۔ یہ جھیل کئی ایک ناموں سے مشہور ہے مثلاً دریائے طبریاس جھیل گنیسرت اور بحیرہ کنرت (یشوع ۱۲ : ۳) ۱۳ میل لمبی۔ زیادہ سے زیادہ سات میل چوڑی اور دو سو گز گہری ہے۔ اس کی سطح بحیرہ اعظم کی سطح سے ۶۸۲ فٹ نیچے ہے۔ مشرقی کنارے ۱۰۰۰ فٹ ساحل سے اونچے ہیں اور مغرب کی طرف کوہستان گلیل معتدل بلندی میں زینہ نما چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں کے ذریعہ جھیل میں اُتر رہے ہیں۔ کسی کسی جگہ کناروں اور آبِ دریا کے مابین نشیبوں کے تنگ حاشیے ہیں لیکن عموماً ساحل کی نشیب زمین کئی سو فٹ سے لے کر آدھ میل تک چوڑی ہے۔ شمالی گوشہ میں پہاڑ رفتہ رفتہ ڈھلوان ہو جاتے اور شمال مغرب میں گینسرت کا سرسبز اور خوبصورت میدان پیدا کرتے ہیں۔

جھیل کا گرد و نواح آتش فشاں اور زلزلوں کا گھر ہے زمین پر لاوا اور آتش گیر پتھر بکھرے ہیں۔ ساحل کے بعض حصّوں میں گندھک کے گرم چشمے بھی ہیں۔ قرب و جوار درختوں سے خالی ویران اور برباد پڑا ہے۔ اگرچہ یہ جھیل قدیم زمانوں سے مچھلیوں سے معمور چلی آئی ہے لیکن ماہی

گیروں کی کشتیاں بہت کم اس کی سطح کو ہلاتی دکھائی دیتی ہیں ۔

دریائے گلیل جس پر پرانے عہدنامہ میں بہت کم توجہ کی گئی ہے بیشمار دلچسپ واقعات کا جو انجیل میں مرقوم ہیں منظر ہے۔ جس طرح یہ جھیل پہلے وقتوں میں گرم اور خشک جگہ میں واقع ہونے کے سبب فرحت بخش نظارہ پیش کرتی تھی اب بھی کرتی ہے اور کرتی رہے گی ۔ ہم بار بار خداوند مسیح کو اپنے شاگردوں کے ساتھ اس کے زندگی بخش پانی کے آس پاس دیکھتے ہیں جو گلیل کی گرم اور گردآلود پہاڑیوں کا لمبا اور تھکانے والا سفر طے کر کے یہاں آرام کرتے ہیں ۔

ہمارے منجی خداوند کے ایام میں یہ جھیل اپنے گردونواح کے ساتھ زندگی اور کاروبار سے معمور تھی ۔ کہتے ہیں کہ اس کے کنارہ پر نو شہر آباد تھے جن میں دس سے پندرہ ہزار باشندوں کی آبادی تھی ۔ ان میں کفرناحوم خرازین بیت صیدا ۔ طبریاس ۔ مگدلا اور طراقیہ شامل تھے ۔ لوگ مختلف حرفت اور پیشے مثلاً کاشتکاری ۔ ماہی گیری ۔ دباغی رنگریزی اور نمکین مچھلی بنانا وغیرہ رکھتے تھے ۔ کھیتوں میں اناج ۔ انجیر ۔ زیتون اور دیگر اقسام کے میوے پیدا ہوتے تھے ۔ عمدہ قسم کی مچھلیوں کی خوبی اور کثرت دُنیا کے دارالخلافہ روم تک مشہور تھی ۔ مذکورہ بالا شہر اب یہانتک تباہ و برباد ہو گئے ہیں کہ اُن کی جائے وقوع کا صحیح سُراغ لگانا مشکل ہے ۔

جھیل کے کنارے شہروں کا بیان ۔ **طبریاس** ۔ یہ شہر گلیل کا دارالخلافہ ہونے کے سبب ہمارے خداوند کے دنوں میں جھیل کے

تمام شہروں سے زیادہ پُر رونق اور مشہور تھا۔ ہمارے خُداوند کے اِس شہر میں جانے کی کوئی تاریخی شہادت ہمارے پاس نہیں۔ اس کے باشندے زیادہ تر غیر قوم تھے۔ یہودی اس شہر کو تعصب بھری نگاہوں سے دیکھا کرتے تھے اور اس کا سبب یہ تھا کہ ایک تو یہ شہر قدیم قبرستان پر واقع تھا اور دوسرے اجنبی رسم و رسوم کی یہاں کثرت تھی۔ اس کی ہیرودیس انطپاس نے بنیاد ڈالی اور خوبصورت محل اور باڑیوں سے سجایا اور اس میں ایک مضبوط قلعہ بھی بنایا۔ طبریاس قرب و جوار کے گرم چشموں کے لئے مشہور تھا۔ زمانہ حال میں صرف یہی جگہ جو کسی قسم کی خصوصیت رکھتی جھیل کے کنارے پر باقی رہ گئی ہے (آبادی ۵۰۰۰)

**طراقیہ**۔ نمکین اور خشک مچھلی بنانے کے کارخانوں کے لئے مشہور تھا۔ اس کا نام ایک یونانی لفظ سے جس کے معنی اچار کا گھر ہیں ماخوذ ہے۔

**کفرناحوم** جس کو یسوع نے اپنا گھر بنایا۔ بحیرہ گلیل کے شمال مغربی ساحل پر واقع تھا۔ اس کی اصل جائے وقوع زیر بحث ہے۔ چنانچہ بعض عالموں نے **خان منیاہ** کو جو یردن کے دہانہ سے پانچ میل کے فاصلہ پر ہے اس شہر کی جائے وقوع تصور کیا اور بعض نے **تال ہوم** کو قریباً دو میل پر واقع ہے ترجیح دی۔ یہاں بیشمار کھنڈرات پائے جاتے ہیں جن میں قدیم عبادت خانہ کے کھنڈر جن کا طول ۷۵ فٹ اور عرض ۵۷ فٹ ہے بھی شامل ہیں۔ غالباً یہی

وہ جگہ ہے جہاں یسوع لوگوں کو تعلیم دیا کرتا تھا اور جہاں اُس نے اُس شخص کو جس پر وہ بدرُوح چڑھ رہی تھی" چنگا کیا"۔ کفرناحوم ایک بڑی شاہ راہ پر جہاں سے ہر سمت کو راستے نکلتے تھے واقع تھا۔ یہ راستے شمال مشرق دمشق۔ فرات۔ دجلہ کے کنارے کے شہروں کو۔ شرقاً جلعاد کو۔ جنوباً سکم اور یروشلیم کو۔ جنوب مغرب مصر کو اور غرباً ناصرت سے ہو کر بحیرہ اعظم کے ساحل کو جاتے تھے۔

**بیت صیدا** ۔ یردن کے مشرق اُس جگہ کے قریب جہاں دریا جھیل میں گرتا واقع تھا۔ خرازین کی جائے وقوع اب صرف امر موہوم ہے (متی ۱۱ : ۲۱)

**اُم قیس** کے کھنڈرات یرموق کے دہانہ کے متصل گدارا کی جائے وقوع خیال کئے جاتے ہیں۔

**تند ہوائیں اور جھکڑ** ۔ بحیرہ گلیل میں تیز اور تند ہوائیں جن کا ذکر بار بار انجیلوں میں ہوتا چلا کرتی ہیں (متی ۸ : ۲۴ مرقس ۴ : ۳۷۔ لوقا ۸ : ۲۳) اس کا سبب یہ ہے کہ جھیل کی ہوا ارد گرد کی پہاڑیوں کی نسبت زیادہ گرم ہو جاتی اور پھر اس اثناء میں سرد اور بوجھل ہوا بڑے زور کے ساتھ جھیل کے کناروں کے دروں میں سے نکل کر اس گرمی کو دور کرنے کے لئے بہنے لگتی ہے جس کی وجہ سے ہیبتناک طوفان برپا ہو جاتا اور جس سے گلیلی جھوؤں کے پران کانپ اُٹھتے ہیں۔ ایک سیاح بیان کرتا ہے" دن بھر کوئی جھونکا ہوا کا نہ آیا اور گرمی

آگ کی بھٹی کی طرح جلا رہی تھی۔ مگر اُس وقت ٹھنڈی ہوا سطح مرتفع سے آنے لگی اور وادیوں میں سے گذر کر جو جھیل کی طرف جھکی ہوئی ہیں سطح آب کو جنبش میں لانے لگی۔ اندھیرا بڑھ گیا اور ہوا نے رفتہ رفتہ طوفان کی شکل اختیار کرنا شروع کی جھیل کی سطح گویا کفِ چادر بن گئی۔ سفید رنگ کی لہریں کنارے پر بڑے زور کے ساتھ ٹکر کھاتی تھیں۔ اب ہوا کی ملائم آواز ایک ہولناک اور حیرت افزا شور میں تبدیل ہو گئی جو ہوا کی سرسراہٹ اور پانی کی حرکت سے پیدا ہوا۔ کچھ فاصلہ پر ایک چھوٹا سا ڈونگا دکھائی دیا جو لہروں کے تھپیڑوں سے تہ و بالا ہو رہا تھا اور پھر غبار میں غائب ہو گیا" (معجزاتِ مسیح صفحہ ۲۹)

**یردن کے دیگر معاون** ۔ یردن کے معاون نالے بہت ہیں اور ان میں سب سے بڑے مشرق کی طرف واقع ہیں مثلاً یرموق جو بحیرہ گلیل سے چار میل نیچے یردن میں ملتا اور اُس کے بہاؤ کو دو چند کر دیتا ہے۔ یبوق جلعاد سے بہ کر آدھے راستہ میں گلیل اور بحیرہ مردار کے درمیان یردن میں گرتا۔ مغرب کی طرف سے جالُد وادیٔ یزرعیل سے اور فارہ وادیٔ سکم سے آکر گرتے ہیں ۔

ان کے علاوہ بے شمار چشمے اور چھوٹے چھوٹے نالے ہیں جن کا پانی حالتِ طغیانی میں کناروں سے بہ نکلتا اور وادی کو اتنا سیراب کر دیتا ہے کہ باوجود اس جگہ کے از حد گرم ہونے کے بہت سے حصہ میں نباتات اور سبزیات لہلہاتی نظر آتی ہیں۔ بعض جگہوں میں ملیریا بخار کی

دل لیں ہیں اور بعض جگہوں میں طراوت کی کمی یا شور کی آمیزش سے
زمین ویران اور بنجر پڑی ہے ؞

**معبر یا گھاٹ** - دریائے یردن تین سے دس فٹ تک گہرا ہے - قدیم زمانوں میں اس کے وار پار جانے کے لئے کوئی پل نہ تھا بلکہ تمام فلسطین میں پل کا نام و نشان پایا نہیں جاتا اور نہ زبان عبرانی میں پل کا ہم معنی لفظ ملتا ہے - پھر بھی عبور کرنے کے لئے گھاٹ بنے ہوئے تھے جو زیادہ تر دریا کے منبع کی طرف واقع تھے مثلاً عبارہ (بیت عبارہ) کا گھاٹ جو بیت شان کے مقابل اسکاتون اور جلعاد کی راہ کے بیچ ہے - دمیہ گھاٹ جو اس جگہ سے نیچے ہے جہاں یبوق کا نالہ دریائے یردن میں گرتا اور نیز اس راہ پر جو نابلس (سکم) اور جلعاد کے مابین ہے ؞

**وادیوں کا بیان** - الغورہ - یہ وادی ۶۵ میل لمبی بحیرہ گلیل اور دریائے شور کے بیچ واقع ہے - اہل عرب اس کو غور یعنی "شگاف" کہتے ہیں - دریائے یردن اس وادی میں بیشمار چھوٹے چھوٹے موڑوں اور پیچیدہ راہوں کے باعث ۲۰۰ میل لمبا ہو جاتا ہے - اس وادی کی دونوں طرف پہاڑوں کی چوٹیاں بڑی تیزی کے ساتھ دو ہزار فٹ سے تین ہزار فٹ تک اونچی اٹھ رہی ہیں - اس وادی کے بڑے حصہ کا عرض چار میل سے زیادہ نہیں مگر بیت شان کے مقابل جہاں جالدہ وادی یزرعیل سے ہو کر دریائے یردن میں ملتا اس کا عرض آٹھ میل اور یریحو پر چودہ میل ہے ؞

**ضُور یا ضر** - غور کی وادی میں ایک تنگ اور گہری وادی واقع ہے جو اپنی شمالی حد پر بیرونی وادی سے ۲۰ فٹ نیچے اور جنوبی میں ۲۰۰ فٹ گہری ہے اور اس کا عرض ایک چوتھائی میل سے دو میل تک ہے - اندرونی وادی جسے ضُور کہتے ہیں نباتاتی پودوں جھاڑیوں اور درختوں کا جنگل ہے جو موسم گرما کی آب و ہوا کے موزوں ہے - ان کے علاوہ یہ وادی درندہ جانوروں مثل ریچھ - تیندوا اور بھیڑیوں سے بھرپور ہے - شیر ببر بھی جن کی ہڈیاں آج کل ملتی ہیں ایک موقع پر یہاں پائے جاتے تھے گو اب نابود ہو گئے ہیں ۔

نباتات کی افزائش کے سبب ضُور کو بائبل میں "یردن کا فخر" یا پرانے ترجمہ کے بموجب "یردن کا اُبھار" لکھا ہے (یرمیاہ ۱۲ : ۵ و ۴۹ : ۱۹ و ۵۰ : ۴۴ - ذکریاہ ۱۱ : ۳) اردو کے نئے ترجمہ میں "یردن کا جنگل" ہے -

ضُور میں بلکہ اس سے بھی زیادہ نشیب سطح میں یردن کا تیز اور گدلا نالہ بہتا ہے جو معمولی موسم میں ایک سو سے دو سو فٹ تک چوڑا ہوتا ہے لیکن موسم برسات میں دریا طغیانی پر آجاتا اور کناروں سے اُچھل کر اس اندرونی وادی کی تمام چوڑائی کو ڈھانپ لیتا اور اپنی گذرگاہ بنا لیتا ہے (یشوع ۳ : ۱۳ - ۱۵ - یرمیاہ ۱۲ : ۵) اس وقت جنگلی جانور پاس کی پہاڑیوں میں جا چھپتے ہیں - یہ سالانہ طغیانیاں وادی کو لکڑیوں سے جو بہ کر آتی ہیں اور کیچ کے تودوں سے بھر دیتی

ہیں۔ زور کی دھاریں دونوں کناروں کو گھسا کر ناہموار اور بدشکل بنا دیتی ہیں۔ دریائے یردن کی گہری وادی کے عمودی کنارے اور تنگ نہریں قلعہ کی فصیل یا خندق کی طرح مُلک کے لئے پناہ کا کام دیتی ہیں ؀

یریحو۔ جس کو اسرائیلیوں نے دریائے یردن کے عبور کرنے کے بعد فتح کیا۔ یشوع ۶ باب۔ گمان کیا جاتا ہے کہ موجودہ یریحو سے ڈیڑھ میل دور ایک ٹیلے پر واقع تھا۔ اِسکی جگہ کے کھودنے سے کچی اینٹوں کی دیواروں کے ٹکڑے اور پُرانے وقتوں کے برتنوں کے ٹھیکرے ملے ہیں۔ یہ شہر جسے یشوع نے فتح کیا اونچی اونچی دیواروں سے گھرا تھا جن کے پھاٹک آفتاب کے غروب کے بعد اندھیرا ہوتے بند کر دئے جاتے تھے (یشوع ۲: ۵ و ۱۵) ؀

اس کا قُرب وجوار ایک زمانہ میں اناج کی پیداوار اور میووں کے حق میں بڑا زرخیز تھا۔ کھجور کے درختوں کے جُھرمٹوں کے باعث یریحو کو "خرموں کا شہر" کہا ہے (استثنا ۳۴: ۳) اس شہر کی دولت کا اندازہ اُس بڑی غنیمت سے کیا جا سکتا ہے جو اس کی فتح پر ہاتھ لگی (یشوع ۶: ۱۹ و ۷: ۲) شہر کی دوبارہ تعمیر کے متعلق یشوع نے قسم کے ساتھ لعنت کی اور آیندہ تواریخ میں ہم دیکھتے ہیں کہ یہ لعنت کیونکر اُس شخص پر پڑی جس نے اُس کے دوبارہ بنانے پر جرأت کی۔ (یشوع ۶: ۲۶ و ۱۔ سلاطین ۱۶: ۳۴) ؀

ہمارے خُداوند کے زمانہ میں یریحو مالدار اور مشہور شہر تھا ہیرودیس

اعظم نے اسے مستحکم کیا۔ بڑے بڑے شاندار محل اس میں بنائے اور بذریعہ محصول بہت روپیہ حاصل کیا۔ یہ بدبخت ظالم آخر کار اسی جگہ فوت بھی ہوا ؀

**بحیرہ مُردار۔** بائبل مقدس میں اس کے کئی نام ہیں مثلاً میدان کا دریا (استثنا ۴ : ۴۹ ؛ ۲ سلا ۱۴ : ۲۵ ۔) مشرقی سمندر (حزقی ایل ۴۷ : ۱۸ و یوایل ۲ : ۲۰)

**دریائے شور۔** گنتی ۳۴ : ۱۲ ۔ عربی لوگ اسے بحیرہ لوط کہتے ہیں۔ عام طور سے اس کا نام بحیرہ مردار ہے کیونکہ خیال کیا جاتا تھا کہ اس میں کوئی چیز زندہ نہیں رہ سکتی ۔ یہ سمندر وادی یردن کے سب سے گہرے حصہ میں سطح سمندر سے تقریباً ایک ہزار فٹ نیچے واقعہ ہے ۔ اس میں یردن دریا گرتا ہے پر اس میں سے کوئی ندی یا نالہ نہیں نکلتا۔ بلکہ اس کا پانی بخارات بن کر اڑتا رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کا پانی بہت نمکین اور کثیف ہے ایسا کہ اس میں کوئی چیز آسانی سے ڈوب نہیں سکتی ۔ ایک وقت یہ خیال کیا جاتا تھا کہ اس کا نام بحیرہ مُردار اس لئے ہے کہ اس میں کوئی چیز زندہ نہیں رہ سکتی تھی بلکہ اگر کوئی پرند اس کے اوپر سے اڑ کر پار جانا چاہے تو وہیں گر کے مر جاتا ہے ۔ مگر یہ درست نہیں ہے ۔ جہاں یردن دریا بحیرہ مُردار میں گرتا ہے وہاں پانی تازہ ہونے کے باعث کچھ زندگی نظر آتی ہے ؀

بائبل کے بیان کے مطابق یہ وہ جگہ ہے جہاں کسی زمانہ میں سدوم اور عمورہ کے مشہور شہر واقعہ تھے اور انہوں نے لُوط کو کھینچا تھا۔ جو بعد ازاں برباد ہو گئے تھے (پیدائش ۱۹ باب)۔ اس کی موجودہ حالت کے متعلق دیکھو ضمیمہ ۔

**میدان کے شہر**۔ بحیرہ مُردار کے کناروں پر کسی جگہ جس کی ٹھیک جگہ کا پتہ نہیں میدان کے شہر آباد تھے جو ابرہام کے زمانہ میں تباہ ہو گئے ۔ بعض اشخاص سمجھتے ہیں کہ اس جھیل کی ابتدا ان شہروں کی بربادی سے ہوئی جو اس زمین کے غرق ہو جانے سے وقوع میں آئی جہاں یہ شہر بسے تھے لیکن جیالوجسٹس (زمین کا علم جاننے والے یعنی علماء علم الارض) صاف طور پر بتاتے ہیں کہ یہ جھیل اس دردناک واقعہ سے صدیوں پہلے موجود تھی۔ بلاشک اس ثبوت ہیں کہ جھیل کا پانی اب کی نسبت اگلے زمانوں میں زیادہ زمین گھیرے تھا تاہم شہادتیں موجود ہیں پھر بھی یہ بات قرین قیاس ہے کہ ان شہروں کی جا وقوع بحیرہ مُردار کے کسی حصہ کے نیچے دب گئی ہو چنانچہ سر ولیم ڈاسن صاحب اس خیال کو مانتے اور گمان کرتے ہیں کہ یہ شہر جھیل کے شمالی گوشہ میں واقع تھے ۔

ان شہروں کی ایسی بربادی اور الٰہی نارضامندی اور ناخوشی کے بہت حوالے بائبل میں پائے جاتے ہیں (پیدائش باب ۱۹۔ استثنا ۲۹: ۲۳۔ یسعیاہ ۱: ۹ و ۱۰ و ۱۳: ۱۹۔ یرمیاہ ۲۳: ۱۴ و ۴۹: ۱۸ و ۵۰: ۴۰۔ نوحہ ۴: ۶۔ حزقی ۱۶: ۴۶ و ۵۳۔ عموس ۴: ۱۱)

# دسواں باب

## فلسطین شرقی کا بیان

**حدود اربعہ اور وسعت۔** فلسطینِ شرقی ایک طرف تو کوہ حرمون اور دریائے ارنون کے اور دوسری طرف یردن اور بیابان کے بیچ واقع ہے۔ اس کی لمبائی شمال سے جنوب تک ۱۳۰ میل اور چوڑائی مشرق اور مغرب میں ۳۰ سے ۸۰ میل تک ہے۔

**قدرتی نظارے۔** یہ سر بسر کوہستانی ملک ہے یعنی اینٹی لبنان کا پھیلاؤ جس کی اوسط بلندی سمندر کی سطح سے قریباً دو ہزار فٹ ہے۔ مغرب کی طرف سے یہ پہاڑ جہاں یہ وادی یردن سے سربلند ہوتے اور مشرقی افق کے ساتھ لمبی سیدھی لکیر پیدا کرتے بڑے دلکش نظر آتے ہیں۔ مشرق کی طرف ملک بغیر کسی قسم کی گہری غار یا روکنے والی دیوار کے کھلا ہے اور بیابان کی طرف ڈھلوان ہے۔ شمالی اور جنوبی حصے ٹیبل لینڈ ہیں اور وسطی حصہ پہاڑی سلسلوں اور وادیوں سے بہت درجہ تک منقسم ہے۔ تمام ملک میں گہرے نالوں نے ریگھاریاں بنا رکھی ہیں۔

**دریا اور نالے۔** غربی فلسطین کی نسبت شرقی حصہ بہت

زیادہ پُرآب ہے۔ اکثر بارش ہوتی رہتی ہے اور ندی نالے بھی بڑے
بڑے اور شمار میں بہت ہیں۔ خاص دریا یا نالے تین ہیں جو
گہرے دروں میں مُلک کے مشرق سے مغرب کی طرف بہتے ہیں، یعنی
یرموق - یبوق اور ارنون - ان میں سے پہلے دو یردن میں گرتے ہیں
اور آخری بحیرہ مردار میں ؛

**یرموق** - اس کا بہاؤ یردن کے اُس حصہ کے برابر ہے جو ان
دونو کے ملاپ سے پیشتر ہے **یبوق** جسے اب زرکا کہتے پُرشور
اور ٹیڑھا ترچھا نالہ ہے جو ایک بڑی زرخیز وادی میں سے ہو کر آتا
ہے۔ اس کے کنارہ پر یعقوب نے فرشتہ کے ساتھ کشتی کی (پیدا ۳۲:
۲۲ - ۳۱) **ارنون** - جو اب وادی موجب کے نام سے مشہور ہے ایک
گارج میں بہتا جو کہیں کہیں ۱۷۰۰ فٹ گہرا ہے اس کی چوڑائی تہ میں
۱۲۰ فٹ لیکن ڈھلوان کناروں کے سروں پر دو میل ہے۔ یہ نالہ مشرقی
فلسطین کی جنوبی حد ہے۔ **زرکا ماعین** - جو نخلی ایل" (خدا کی وادی)"
سمجھا جاتا (گنتی ۲۱ : ۱۹) ایک تنگ اور گہرے گارج میں جو ارنون
سے چند میل شمال کو واقع ہے بہتا ہے۔ اس کے پڑوس میں قلعہ
مکیرس واقع ہے جہاں غالباً یوحنا اصطباغی کا سر کاٹا گیا تھا۔ **وادی
حسبون** - یریحو کے گھاٹ کے قریب ایک گہرا شگاف یا غار ہے جو
موآب کے میدان کو جاتا ہے ؛

تقسیم۔ بنی اسرائیل کے فلسطین میں آنے کے موقعہ پر یہ ملک تین حصوں یعنی بسن۔ جلعاد اور موآب پر تقسیم تھا۔ بسن میں شمالی حصہ جو کوہ حرمون اور یرموق کے مابین واقع ہے داخل تھا۔ جلعاد۔ یرموق اور وادیٔ حسبون کے درمیان یہوق کے جنوب پچیس میل پر واقع تھا۔ موآب۔ ارنون کے جنوب میں تھا۔ لیکن اس کی حد مختلف تھی جو بعض اوقات شمال کی طرف وادیٔ حسبون تک منتہی ہوتی تھی۔

**بسن**۔ یہ حصہ جو بہت کچھ کھلا اور بے شجر سطح مرتفع ہے صحت بخش پُر آب اور بیوپار کے حق میں بڑا مفید ہے۔ غربی حصہ کوہستانی ہے جو ایک موقعہ پر بلوط کے جنگلوں کے لئے جن کے بعض نشان اب تک باقی ہیں مشہور تھا۔ وادیٔ یردن کے کنارے کے پاس کئی بجھی ہوئی آتش فشاں جگہیں ہیں۔ ملک کے اس حصہ میں جو آج کل جولان کہلاتا ہے قدیم زمانہ میں جسور اور میکاہ داخل تھے۔ جسور ایک چھوٹی سی خود مختار سلطنت تھی۔ داؤد بادشاہ کی بیگموں میں سے ایک جسور کے بادشاہ کی بیٹی تھی جس کا بیٹا ابی سلوم کچھ عرصہ کے لئے یہاں جلا وطن ہو کر آیا (استثنا ۳: ۱۴۔ یشوع ۱۳: ۱۳و ۲۔ سموایل ۱۵: ۱۸و ۱۔ تو ا ۲۱: ۲۳)۔

**لجن**۔ بسن کے مشرقی علاقے کو لجن کہتے ہیں جس کا بیان بطور "سنگ گشتہ بحر" کے کیا گیا ہے۔ اس میں بیشمار بجھی ہوئی آتش خیز جگہوں کے دہانے ہیں اور جا بجا لاوا کی گہری تہ جمی ہے جس

کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ یکایک رقیق حالت سے منجمد میں
آ گیا ہے۔ بعض جگہوں میں لاوا اب بھی اپنی پگھلی ہوئی حالت میں
موجوں اور لہروں کی صورت دکھا رہا ہے۔ کہیں کہیں چٹانیں چوڑے
چوڑے شگافوں اور سوراخوں میں پھٹ رہی ہیں۔ یہ علاقہ متوحش
اور نامرغوب ہے۔ لجن رومی عہد کا طراخونطس (لوقا ۳: ۱) اور قدیم
زمانہ کا ارجوب متصور کیا جاتا ہے۔ ان تینوں ناموں کا مطلب ایک
ہی ہے جس کے معنے سنگلاخ یا پتھروں کا ڈھیر ہیں۔

بسن کا کل علاقہ عام طور پر حوران کہلاتا ہے۔ مگر اصل حوران بسن
کے وسط میں جولان اور لجن کے مابین ایک بہت محدود علاقہ ہے۔ اس
علاقہ کے جنوبی حصہ کو اہل عرب اس کی نشیب جائے وقوع کے سبب
النکرہ "کھوکھلا چولہا" کہتے ہیں۔

زمانہ سلف سے سن عیسوی تک بسن بڑا آباد چلا آیا ہے۔ اس
میں بیشمار حصین شہر تھے جن کے کھنڈر اب بھی پائے جاتے ہیں۔
لکھا ہے کہ ساٹھ شہر بسن کے بادشاہ عوج نے اسرائیلیوں کو دیئے۔
(استثنا ۳: ۴) جن میں سے کئی ایک کلیۃً یا جزئیاً زمین کے اندر
بنائے گئے تھے۔ گھر پتھروں کے بنے تھے جن کی نہ صرف دیواریں
بلکہ چھت اور سقف اور دروازے بھی پتھروں ہی کے تھے۔

**جلعاد۔** بعض اوقات یہ نام وسیع معنوں میں استعمال ہوتا تھا۔
جس میں یردن پار کی ساری زمین شامل ہوتی تھی (یشوع ۲۲: ۹) یہ علاقہ

زیادہ عمومیت کے ساتھ یرموق اور حسبون کے درمیانی خطہ میں محدود اور باعتبار قدرتی خاصیت کے بشن سے سراسر مختلف تھا۔ یہ خطہ بڑا اونچا ہے جس میں درختوں سے ڈھنپی ہوئی پہاڑیاں اور کھلی سرسبز وادیاں پائی جاتی ہیں۔ چٹانوں کی سطح پر سنگِ موسیٰ اور لاوا کی جگہ لائم سٹون ہے۔ پہاڑ گہرے نالوں سے بہت ٹوٹ پھوٹ رہے ہیں۔ وادئ یبوق جلعاد کو دو حصوں میں تقسیم کر دیتی ہے۔ قدیم شاہ راہ جو سکم سے آتی اور یردن کو دمیہ گھاٹ پر عبور کرتی اسی وادی میں سے گذرتی ہے۔ ناہموار زمین وادئ حسبون تک چلی جاتی ہے لیکن یبوق کے جنوب میں جنگل زیادہ پراگندہ ہو جاتے اور آخر کار بالکل معدوم ہو جاتے ہیں ۔

**جلعاد کی زمین**۔ جلعاد بڑا سرسبز ملک ہے۔ جو اناج۔ انگور۔ زیتون اور دیگر قسموں کے میووں کی پیداوار کے لئے موزوں ہے۔ اس میں چراگاہیں جو سبزہ سے ملبّس ہیں بہت ہیں۔ یہ زمین اگلے وقتوں میں مصالح۔ خوشبودار گوند اور روغن بلسان کے لئے جو بطور دوا کے کام آتا تھا مشہور تھی (پیدا ۳۷ : ۲۵ یرمیاہ ۸ : ۲۲) ۔

**مشور**۔ وادئ حسبون اور ارنون کے بیچ زمین کا ایک ٹکڑا واقع ہے جو جلعاد سے "میدان کے ملک" کے ذریعہ امتیاز کیا جاتا اور جو مشور یا مدیبہ کا مشور کہلاتا ہے (استثنا ۴ : ۴۳۔ یشوع ۱۳: ۹ و ۱۶) یہ زمین اپنی قدرتی خاصیت میں وادئ حسبون کی شمالی سرزمین

سے نرالی ہے اور یہ بات اِس نام مسُورہے سے بھی جس کے معنی ٹیبل لینڈ کے ہیں ظاہر ہے یبوق اور ارنون کے مابین کا کل مُلک معہ جنوبی جلعاد اور مسُور کے بلند کا کہلاتا ہے ؎

**قابلِ یاد واقعات** ۔جلعاد میں تاریخی دلچسپی کے مقامات بہت ہیں۔ مگر ان میں سے صرف چند ایک پورے طور پر شناخت ہو سکتے ہیں۔ کوہ نبو۔ پسگاہ کی چوٹی جس پر سے مُوسیٰ نے مُلک موعود کو دیکھا اور جس کی جائے وقوع کا بیان ایسی صفائی سے کیا گیا ہے کہ کوئی شخص اس کی جگہ کے بارے میں جو پہاڑوں میں سے نکل کر وادئی یردن میں "یریحو کے مقابل" پتھریلی راس میں گھس رہی ہے خطا نہیں کر سکتا (استثنا ۳۴: ۱) یہاں کوہستانی علاقے جن پر سے انسانی قدموں کو گذرنے کا کبھی اتفاق نہیں ہوا متوحش درّوں میں پھٹے پڑے ہیں اور اُس قبر کے موزوں ہیں جو انسانی نگاہوں سے ہمیشہ کے لئے پوشیدہ ہے (استثنا ۳۴: ۶) ؎

اِنہیں پہاڑوں پر سے بلعام نے بنی اسرائیل کے خیموں کی ترتیب دیکھی۔ کئی ایک اونچے مقاموں پر باری باری سات قربانگاہیں بنا کر چڑھائیں تاکہ بنی اسرائیل پر لعنت کرنے کا الہام پائے۔ لیکن اُس کی یہ ساری کوششیں رائیگاں نکلیں کیونکہ جب اُس نے اسرائیل کو اپنے پاؤں کے نیچے کے میدان میں اپنے فرقوں کی ترتیب پر خیمہ زن دیکھا تو سوائے مبارکباد کے وہ اپنی زبان نہ ہلا سکا اور بولا "کیا ہی

خوب ہیں تیرے خیمے اَے یعقُوب اور تیرے مسکن اَے اسرائیل!
مبارک ہے وہ جو تجھے مبارک کہے اور ملعون ہے وہ جو تجھ پر لعنت
کرے" (گنتی ۲۴: ۵ و ۹)

یہ مقام جہاں موآب کا بادشاہ بلعام کو لایا غالباً پاک مقام تھے جو
موآبیوں کے دیوتا بعل اور دیگر دیوتاؤں کی پرستش کے لئے مقدس
تھے۔ زمانۂ حال کے محققوں نے اِس ذیل میں پہاڑیوں کے اُوپر
قربانگاہیں اور سنگہائے یادگار پائے ہیں جو قدیم عبادت کی یادگاریں ہیں۔
عموماً سات پتھر دائرے میں کھڑے عام ملتے ہیں۔ سات مقدس عدد
تھا جس کے ساتھ کوئی نہ کوئی خاص خوبی یا قدرت منسُوب ہوتی تھی۔
گنتی ۲۳: ۱و۱۴و۲۹ - خروج ۲۰: ۲۵) بیت ایل میں یعقُوب نے پتھر کا
ایک ستون کھڑا کیا اور اُسے "خُدا کا گھر" کہا (پیدا ۲۸: ۲۲) بنی اسرائیل
نے بھی دریائے یردن کو عبور کرنے کے بعد دریا کے پاٹ میں سے بارہ
پتھر اُٹھائے اور اُن کو یادگار کے طور پر دریا کے غربی کنارہ پہ جلجال
میں نصب کیا (یشُوع ۴: ۵-۹)۔

**مُلک کا فتح کرنا۔** بنی اسرائیل بیابان کو طے کرکے اِسی مشرقی
سمت سے مُلکِ موعود میں داخل ہوئے۔ ارنون اور یبوق کے بیچ کی
زمین یعنی مسوُر اور جنوبی جلعاد موآبیوں اور عمونیوں کے ماتحت تھی۔
لیکن بنی اسرائیل کی آمد سے تھوڑا عرصہ پہلے اموریوں کے بادشاہ
سیحون نے مغربی فلسطین سے آکر اُن کا قبضہ اُٹھا دیا اور خود مالک

بن گیا۔ سیحون نے بنی اسرائیل کو اپنے مُلک کے بیچ سے گذرنے کی اجازت نہ دی باوجودیکہ موسیٰ نے وعدہ کیا کہ ہم نہ تم کو کسی طرح کی تکلیف دیں گے اور نہ تمہاری کوئی چیز بلا قیمت اور معاوضہ لینگے خواہ وہ پینے کا پانی ہی کیوں نہ ہو (گنتی ۲۱: ۲۱-۲۶- استثنا ۲: ۲۶-۳۰) اس انکار سے لڑائی برپا ہوئی جس میں سیحون نے شکست کھائی۔ اِس پر عُوج شاہِ بسن نے بنی اسرائیل کی آمد سے ہراساں ہو کر اُن پر حملہ کیا مگر وہ اِدرعی کے حصین شہر کے قریب ہزیمت کھائی (گنتی ۲۱: ۳۳-۳۵- استثنا ۳: ۱-۸) غرض یوں تمام زمین ارنون سے کوہِ حرمون تک بنی اسرائیل کے ہاتھ لگی ۔

**فرقوں کی تقسیم** - روبن اور جاد کے فرقے چوپانی زندگی کے عاشق تھے اور اُن کے "پاس مواشی بھی بہت تھے" یہ لوگ جلعاد کی سرسبز اور شاداب زمین کو جسے اِنہوں نے "مواشی کے گوں کی زمین دیکھا" دیکھ کر باغ باغ ہو گئے اور موسیٰ سے درخواست کی کہ ہمیں یہ خطہ مُلکِ موعود کے حِصّہ کے عوض مل جائے (گنتی ۳۲: ۱-۳۳) یہ درخواست اس شرط پر منظور کی گئی کہ اُن کے جنگی مرد یردن پار جائیں اور مغربی فلسطین کے فتح کرنے میں باقی فرقوں کا ہاتھ بٹائیں۔ آخرکار منسّی کے آدھے فرقہ نے بھی اِنہیں شرطوں پر اس جگہ میراث حاصل کی ۔

**تقسیم اور وسعت** - روبن کی میراث وادیٔ حسبون اور ارنون

کے بیچ جسے مسور کہتے واقع تھی اور اس کا رقبہ ...۴ مربع میل تھا۔ فرقہ جدّ روبن کے شمال وادیٔ حسبُون اور بریموق کے درمیان تھا۔ اور اُس کی ملکیت کا رقبہ ...۱۲ مربعہ میل تھا منسّی کو بسن کی سرزمین ملی جس کا رقبہ ...۲۶ مربعہ میل تھا۔ لیکن ان کے حدود قُرب و جوار کی غیر قوموں کی لُوٹ مار سے بدلتے رہے۔ کبھی کبھار اسرائیلی بھی مُلک گیری سے اپنی ملکیت بڑھا لیا کرتے تھے اور اس مقصد کے لئے وہ ارتون کو عبور کر کے موآبیوں اور عمونیوں سے شہر اور قصبے چھین لیتے تھے (۲ سیمو ۱۲ : ۲۶ - ۳۱) ⁂

**سوشل حالت** - یردن کے مشرقی فرقوں کی اپنے مغربی بھائیوں سے جدائی اور چرواہی زندگی سے گہری اُلفت اُن کی ترقی کے راستہ کی نامرغوب رکاوٹیں تھیں اس وجہ سے یہ لوگ تہذیب و اخلاق کے اُس زینہ تک نہ پہنچ سکے جس تک مغربی فلسطین کے فرقے پہنچ گئے تھے ان کی وحشیانہ خصلتوں اور عادتوں کا خاکہ افتاح اور یاہو کی زندگیوں میں بڑی خوبصورتی سے کھینچا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ ان کی عادتوں اور طریقوں پر ارد گرد کی قوموں نے بھاری اثر ڈالا۔ چونکہ یہ لوگ اکثر اپنے بیابان کے بے نظم و نسق ہمسایوں کے حملوں کا نشانہ بنے ہوئے تھے اس لئے ان لوگوں نے نہ صرف شخصی محافظت کا ہنر ہی سیکھا بلکہ حملہ آوری کی طبیعت کی نمو اور پرورش بھی کی (پیدایش ۴۹ : ۱۹) ⁂

ہمارے خداوند کے زمانہ کا فلسطین شرقی۔ ہمارے منجی خداوند کے زمانہ میں یہ تمام ملک عام طور پر کوُلے سیریہ کہلاتا تھا۔ یرموق اور ارنون کے مابین کا خطہ جسے آج کل بلکا کہتے ہیں پیریہ کے نام سے مشہور تھا۔ یہ سب مٹکانہ اور مشکوک نام بعض اوقات اُس زمین کے لئے بھی بولا جاتا تھا جو شمال میں یرموق تک جاتی ہے۔ سیاست اور حکومت کے لحاظ سے پیریہ گلیل سے متعلق تھا۔ گلیل کی طرح یہاں کے باشندے بھی خاص کر یہودی تھے مگر یرموق کے شمال میں زیادہ تر یونانی اصل کے لوگ آباد تھے۔ فلپس ططرارک (چوتھائی کا حاکم) کا صوبہ یرموق کے شمال کو واقع تھا اور اس میں گالینطس۔ بطانیہ طراخونطس شامل تھے۔ فلسطین شرقی کے مشرق اور جنوب کا علاقہ عرب کہلاتا تھا۔

شہر یبوس جلعاد۔ یہ شہر اسرائیلیوں کی ابتدائی تواریخ میں بڑی ناموری رکھتا ہے اور اُس جنگ وجدل کے موقعہ پر ہمارے سامنے آتا ہے جس میں بنیامین کا فرقہ عنقریب نیست اور برباد ہوگیا تھا (قاضی الواب ۱۹ و ۲۰) یبوس کے باشندے بنیامین کے خلاف لڑائی کے لئے نہ آئے جس کے عوض میں اُنہیں سخت سزا اُٹھانی پڑی جو ایک قتلِ عام میں جس سے تمام باشندے سوائے چارسو کنواری عورتوں کے تہ تیغ ہوئے ختم ہوئی۔ اس واقعہ کے کچھ دنوں بعد جب عمونی یبوس کو ڈرا اور دھمکا رہے تھے تو ساؤل بادشاہ بڑی پھرتی سے مدد کے

لئے آپہنچا (۱۔سیمو ۱۱: ۱-۵) اِس مہربانی کا صلہ اہلِ یبیس نے ساؤل کی موت پر اُس کی اور اُس کے بیٹوں کی لاشوں کو فلسطیوں کے چنگل سے چھڑانے میں دیا (۱۔سیمو ۳۱: ۸)۔ یبیس کی جائے وقوع پر موجودہ الدّیر وادی الیبیس میں واقع ہے ؎

ربّہ۔ربّات یا ربّاتِ عمون۔ارنون کے جنوب میں عمونیوں کا صدر مقام تھا۔ عمونیوں اور موآبیوں کے خلاف بہ سبب لُوط کی اولاد ہونے کے بنی اسرائیل کا ارادہ لڑائی کا نہ تھا اور خُدا نے بھی اُنہیں اِن کو تکلیف پہنچانے سے منع کیا تھا (استثنا ۲: ۹ و ۱۹) لیکن یہ لوگ بیوفا نکلے اور بلعام کو اُجرت کا لالچ دے کر بنی اسرائیل پر لعنت کرنے کے لئے بُلایا اور ایسی عداوت دکھائی جس نے تمام لحاظ اور پاس خاک میں ملائے اور صلح کے رشتے توڑ ڈالے (گنتی باب ۲۲) ایک لمبے محاصرہ کے بعد داؤد کے زمانہ میں یوآب نے ربّہ کو فتح کیا۔ محاصرہ کے خاتمہ کے قریب یوآب نے شہر کے اُس حصّہ پر قبضہ کر دیا جس میں پانی کے تالاب بنے تھے اور یوں لڑائی ختم کر کے اُس نے داؤد کے پاس پیغام بھیجا کہ آ کر فوج کی حکومت ہاتھ میں لے اور شہر کی فتح سے اپنی حشمت بڑھائے (۲۔سیمو ۱۱: ۱ و ۱۲: ۲۶-۳۱) ہمارے نجات دہندہ کے زمانہ میں یہ جگہ فلاڈلفیہ کہلائی۔اس زمانہ کے دلچسپ کھنڈر اب تک دکھائی دیتے ہیں ؎

رامات جلعاد۔مشہور اور قلعہ دار شہر ہے جہاں سے ارجوب کا

علاقہ بلا روک دکھائی دیتا ہے۔ یہ پناہ کا بھی شہر تھا۔ شہر کی ٹھیک جائے وقوع نامعلوم ہے (استثنا ۴: ۴۳۔ ۱سلا ۴: ۱۳) یہ شہر مشہور شخص یاہو کا گھر تھا جس نے اخیاب کے گھرانے اور بعل کے پرستاروں کو صاف کیا (۲سلا البواب ۹ و ۱۰) اور اُس لمبی لڑائی کا مرکز جو شاہانِ اسرائیل اور سیریہ کے درمیان دیر تک جاری رہی۔

اِس سرزمین کی تواریخ میں سُکات پینیل اور مہانیم مشہور تھے جو ایک دوسرے کے قریب یبوق کے دہانہ کے پاس واقع تھے۔ اروعیر۔ ارنون کے کناروں پر فلسطین شرقی کا بیرسبع تھا۔

دکاپلس۔ سن عیسوی کے شروع میں فلسطین کے بعض شہر جن کے باشندے یونانی اصل و نسل تھے ایک عہدنامہ میں شریک ہوئے۔ جس کی منشاء باہمی حفاظت۔ تجارت اور اور باتیں تھیں۔ چونکہ پہلے پہل ان میں سے صرف دس شامل ہوئے۔ اس عہدنامہ کا نام دکاپلس (دس شہر) پڑ گیا۔ ان میں سے بعض کی نسبت شہادتیں متفق الرائے نہیں لیکن وہ دس شہر جن کی بابت یہ خیال کیا جاتا کہ اِس اتحاد کے بانی مبانی تھے حسب ذیل ہیں:۔ بیت شان۔ پیلا۔ دیون۔ جرجاسہ۔ ربہ۔ گدارا رفانا۔ کناتہ۔ ہپس اور دمشق۔ آخر میں اور شہر بھی شریک ہو گئے۔

اِن شہروں کی جائے وقوع۔ دکاپلس کے شہر اُن بڑی شاہراہوں پر جو فلسطین میں سے گذرتی یا اُس بڑی راہ پر جو دمشق اور عقبہ کے مابین بیابان کے کناروں کے پاس سے جاتی واقع تھے۔

صرف سنتھوپولس قدیم بیت شان دریائے یردن کے مغرب میں تھا ہر شہر کی عملداری میں وسیع اور کشادہ علاقہ داخل تھا۔ یہ شہر رومی ططرارک یا حاکم اعلیٰ سے سراسر آزاد یا خود مختار نہ تھے۔

**مذکورہ بالا شہروں کے باشندوں کے کام۔** ان شہروں اور قصبوں کے یونانی باشندے مہذب اور شائستہ تھے اور ان میں سے بہتوں نے یونانی علوم و فنون میں مہارت اور شہرت پیدا کی شہروں کو نئے سرے سے تعمیر کیا اور نئے شہر یونانی طرز پر بنائے جن کی آرائش۔ فرشوں۔ گلی کوچوں۔ بڑے بڑے امفی تھیئیٹر۔ تھیئیٹروں عالیشان مندروں عبادت گاہوں حماموں اور مقبروں سے کی۔ بعض حالتوں میں پتھر کے نلوں کے ذریعے پانی دور دور جگہوں سے لایا جاتا تھا چنانچہ اُن نالیوں کا سراغ جن سے گدارا میں پانی پہنچایا جاتا تھا دُور مشرق میں اور آعی کے آس پاس ملتا ہے۔ بعض شہروں میں بڑے بڑے تالاب بنے تھے جن کے بیچ لوگوں کی تفریح اور بہلاؤ کی خاطر بحری نمائشی لڑائیاں ہوا کرتی تھیں۔

گلیل اور دکاپلس کے درمیان آمد و رفت اور میل و ملاقات کی گرم بازاری تھی۔ ہمارا خداوند اور اُس کے شاگرد بھی یہاں آیا جایا کرتے تھے۔ ان لوگوں کے میل جول سے اور باتوں کو چھوڑ کر اُنھوں نے یونانی زبان بولنا سیکھی۔ اس مشہور و معروف خطہ میں جو ایک وقت بڑا آباد اور

**موآب۔** موآب کی سرزمین ٹھیک دریائے ارنون اور وادی

کیرک کے درمیان اِس دریا سے پندرہ میل جنوب کو واقع ہے۔ مگر یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ موآبی بعضے وقت شمالی خطہ پر قابض آ کر اُس پر اپنی ملکیت کا حق جما بیٹھتے تھے (قاضی ۱۱: ۱۲-۱۸) یہ زمین سُوئز کی طرح جوارنون کے شمال کو ہے ٹیبل لینڈ ہے۔ اگرچہ اس زمین کی وسعت بہت کم ہے لیکن بڑی زرخیز ہے اور قدیم زمانہ میں چراگاہوں کے لئے جن کے بیچ انگنت بھیڑیں چرا کرتی تھیں مشہور تھی ؛

**موآبیوں کی مختصر تاریخ**۔ موآبیوں کے تعلقات بنی اسرائیل کے ساتھ ہمیشہ مخالفانہ اور محاربانہ رہے چنانچہ دونوں فریقوں کی بہت سی لڑائیاں بھی بائبل میں مندرج ہیں۔ لیکن اس سے مختلف قسم کے واقعات بھی مذکور ہیں مثلاً اسرائیل کے ملک میں کال پڑنے کے سبب الی ملک اپنی بیوی نعومی اور اپنے بیٹوں کے ساتھ موآب میں پناہ گیر ہوا (روت ۱:۱)، اس کے بعد رُوت بیت لحم میں آئی اور داؤد بادشاہ اور اُس کے خُداوند کے باپ دادوں میں شامل ہوئی (روت ۱: ۱۶-۱۹ و ۴: ۹-۱۳- متی ۱: ۵-۱۶) خونی رشتوں نے داؤد کو ساؤل کی ایذا رسانی پر اپنے بوڑھے ماں باپ کو موآب کے بادشاہ کی حفاظت میں سپرد کرنے کی ترغیب دی- (۱- سیمو ۲۲: ۳ و ۴) لیکن اس کے بعد جب داؤد نے تختِ سلطنت پر پاؤں رکھے تو ہم اُسے موآب کے خلاف ایک سخت لڑائی میں مشغول پاتے ہیں (۲- سیمو ۸: ۲) گمان غالب ہے کہ اس تبدیلی کا سبب شاہ موآب کی بیوفائی ہوگی ؛

قاضیوں کے زمانہ کے شروع میں موآبیوں نے شمال کی طرف بڑھ کر یریحو کو فتح کیا جو اٹھارہ برس تک اُن کے قبضہ میں رہا۔ اگرچہ اخیاب کے عہد میں موآب اسرائیل کا باجگزار رہا لیکن اُس کی موت کے بعد موآب نے پھر اپنی آزادی کو بحال اور قائم کیا ؛

قریب قریب اسی موقعہ پر یہوسفط کے دورِ حکومت میں موآبیوں اور عمونیوں نے اپنے دیگر رفیقوں اور مددگاروں کے یہوداہ کی بادشاہت پر چڑھائی کی (۲-توا ۲۰: ۱-۲۶) اور بحیرہ مُردار کے جنوبی کنارہ کا چکر دے کر جھیل کے کنارے کنارے شمال کو بڑھے اور عین جدی میں ہو کر تقوآ کو آئے۔ یہاں پہنچ کر اِن میں باہمی شکر رنجی سے جھگڑا برپا ہوا۔ اس وقت یہوسفط کو صرف اتنا کرنا پڑا کہ جائے اور اپنے دشمنوں کی لُوٹ سے جو وہ چھوڑ کر بھاگ گئے تھے مالامال ہو ؛

اسی عرصہ میں چند دن بعد اسرائیل اور یہوداہ کے متحدہ لشکر نے موآب کی زمین پر دھاوا کیا (۲-سلا ۳: ۴-۲۷) اور جنوب کی جانب یہودیہ میں ہو کر ادوم کو آئے۔ یہاں سے ادومی فوج ان کے ہمراہ ہوئی۔ ان متحدہ فوجوں نے جنوب کی طرف سے موآبیوں پر حملہ کیا۔ اس وقت موآبیوں پر خوفناک بربادی اور آفت آئی سویرے اُٹھتے ہی جو اُنہوں نے دیکھا وہ خون کا دریا تھا جو حریف کے خیموں اور ڈیروں میں بہ رہا تھا۔ درحقیقت یہ خون نہ تھا بلکہ پانی جس پر آفتاب کے طلوع کی سنہری کرنوں کا عکس پڑ رہا تھا۔ اس سے موآبی سمجھے کہ

حریف آپس میں کٹ مرے جس طرح اس سے پیشتر اُن میں خون کے نالے بہے تھے مگر ع ؛ وہم تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سُنا افسانہ تھا۔ لوٹ کی حرص اور اعمال کی شامت انہیں یہاں لے آئی۔ رُوئے طمع سیاہ! آتے ہی لینے کے دینے پڑے۔ حریف جو اِن کی تاک اور گھات میں بیٹھے تھے نکلے اور سب کو قتل کر ڈالا۔ موآبیوں کا تمام مُلک برباد کیا۔ فصلوں کا ستیاناس کر دیا۔ کھیتوں میں جگہ بجگہ پتھر بکھیر دئے جنگل کاٹ کاٹ کر ڈھیر کر دئے۔ پانی کے کنوئیں مٹی سے بھر دئے شہر توڑ پھوڑ کر خاکستر کر دیئے۔ انجام کار شاہ موآب نے اپنے دارالریاست کیر حراست میں پناہ لی ؛

کیر حراست یا کیر حرص ۔ (چٹان میں آشیانہ) موآب کا دارالحکومت ہے جسے غالباً اب کیرک کہتے ہیں۔ یہ بڑا مضبوط قدرتی قلعہ تھا جو ۲،۰۰۰ فٹ اونچی پرومنٹوری پر واقع تھا۔ شہر میں جانے کے لئے صرف ایک ہی راہ تھی جو سُرنگ میں سے جاتی تھی۔ اِس قلعہ میں میسا بادشاہ پناہ گیر ہوا۔ محاصرہ کے وقت اِس نے ایک بہادرانہ حرکت کی یعنی چند کار آزمودہ اور جانباز سپاہیوں کو ساتھ لے کر بجلی کی طرح محاصرین پر گرا مگر بے سُود۔ آخرش دیوتاؤں کی ہمدردی اور خیر خواہی کی آگ کو مشتعل کرنے کے لئے اُس نے اپنے لختِ جگر کو ایک قربانگاہ پر جو شہر کی دیواروں پر بنائی گئی اور جہاں حریف اس دردناک نظارہ کو بخوبی دیکھ سکیں قربان کر دیا۔ اِس نظارہ سے اسرائیل اور یہوداہ

کے بادشاہوں کے دل تھرا اُٹھے چنانچہ اُنہوں نے محاصرہ سے ہاتھ اُٹھایا اور اپنے مُلک کو لوٹ آئے اور یہاں صرف میّسا اپنی قربانی کی تاثیر کے یقین میں باقی رہ گیا (۲-سلا ۳: ۲۶ و ۲۷)۔

بارھویں صدی کے ابتدائی حِصّہ میں جہادیوں نے بڑا مضبوط اور پائیدار قلعہ کیرک پر بنایا جس کی دیواریں اور بُرج بڑے اُونچے تھے۔ اُنکے کام کے عجیب اور دلچسپ کھنڈرات اب بھی نظر آتے ہیں۔

# گیارھواں باب

## فرات اور دجلہ کے ممالک

فلسطین کے مشرق صحرائے عرب کے پرے اور آرمینیا کے پہاڑی اضلاع کے جنوب دو توام دریاؤں کی زمین واقع ہے جس کے شمالی نصف حصّہ کو عبرانی ارام نہریم یا "دو دریاؤں کا ارام" کہتے تھے اور جسے ازمنہ مابعد میں یونانیوں نے مسوپوتامیہ یعنی "سرزمین دوآب" کے نام سے ملقّب کیا ؟

**قدرتی نظارے** - آرمینیا کے پہاڑی اضلاع - ایک میدان عنقریب ... ، فٹ سطح بحر سے اونچا جنوب کی طرف .. میل وسیع خلیج فارس تک پھیلا ہے - اس مُلک کا شمالی نصف حصّہ لائم سٹون اور ملائم پتھروں کا خطّہ ہے - یہ خطّہ شمال میں بڑا زرخیز اور شاداب ہے مگر جنوب میں زراعت کی نسبت زیادہ تر چراگاہوں کے ڈھب کا ہے ؟

اس بڑے میدان کا جنوبی نصف نشیب خطّہ ہے جو سمندر کی ریت سے جسے لہریں اِدھر پھینک دیتی ہیں بن گیا ہے - سمندر کا یہ عمل اب تک جاری ہے - دریا بھی ہمیشہ پہاڑ کی ریت کے تودے

اپنے ساتھ لے جاتے اور اپنے بوجھ کو سمندر کے ساحل پر اتار دیتے ہیں۔ یوں ہر سال نئی زمین سمندر کی لہروں اور پہاڑوں کی ریت کے تودوں سے قریباً ۷۵ فٹ سالانہ کے حساب سے بڑھ جاتی ہے یہاں زمین ہموار اور دریا کے پاس سے کم بلند ہے لیکن سمندر کے نزدیک دریاؤں کی گذرگاہ کے گہرے ہونے کے سبب مٹی اور پانی دلدل میں بدل جاتے ہیں۔ اس میدان میں معدنی یا پتھر کی قسم کی کوئی شے پائی نہیں جاتی مگر اینٹ بنانے کے لئے عمدہ قسم کی مٹی بہت ملتی ہے۔ نفت جو قدیم زمانہ میں سیمنٹ یا مارٹر کے طور پر اینٹ بنانے کے کام آتی تھی بہت ہے۔

پرانے وقتوں میں یہ میدان جو سمندر اور دریاؤں کی ریت کے جمع ہو جانے سے بن گیا ہے حیرت انگیز زرخیزی کا گھر تھا جس میں انگور۔ انار۔ انجیر اور کھجور کثرت سے پیدا ہوتے تھے لیکن یہاں کی خاص پیداوار گیہوں تھی جو دو سو گنا پھلتی تھی۔ پیداوار کا انحصار مصنوعی آبپاشی پر تھا۔ موسم گرما کی زیادہ گرمی اور خشکی کے باعث قدیم زمانہ میں ملک کے اندر نہریں زمین کی آبپاشی کے لئے کھودی گئیں جن کا تعلق دریاؤں سے قائم کیا گیا تھا۔

**دو بڑے دریا**۔ اس ملک کے دو بڑے دریا فرات اور دجلہ ہیں جو ایک دوسرے سے ۱۵۰ میل کے فرق پر آرمینیا کے پہاڑوں سے نکلتے ہیں۔ ان میں سے پہلا جھیل وان کے شمال سے اور دوسرا اس

دجلہ کے جنوب سے نکلتا ہے۔ فرات کی گذرگاہ پہلے جنوب کی طرف جاتی جس سے ایسا معلوم ہوتا کہ گویا بحیرہ روم میں گریگا مگر پھر گھوم کر جنوب مشرق کی طرف بہنے لگتا ہے اور دونوں دریا باہم جھکتے جھکتے مل جاتے ہیں اور پھر ایک طاس میں بہ کر خلیج فارس میں گر جاتے ہیں ٭

**مختصر احوال۔** جب کہ دنیا ابھی بچپنے کے عالم میں تھی یہ میدان انسانی خاندان کی جداگانہ شاخوں کا جیدہ اور دل پسند گھر تھا۔ اس ملک کے بہت سے حصے بائبل کے قصّے کہانیوں کی لڑی میں پروئے ہوئے ہیں (پیدایش ۱۰: ۹ تا ۱۲ و ۲۲ و ۱۱: ۲۷) دوستی اور برادری کے دائمی تعلق کو برقرار رکھنے کی خاطر ان لوگوں نے ایک جگہ ایک برج بنایا (پیدایش ۱۱: ۱-۹) اسی جگہ کلدیوں کے "عُور" میں ابرہام پیدا ہوا (پیدایش ۱۱: ۲۷-۳۱) نینوہ جہاں یوناہ نبی لوگوں کے بیچ توبہ کی منادی کرنے کو بھیجا گیا یہیں واقع تھا (یوناہ ۱: ۱ و ۲) اسی سرزمین میں بنی اسرائیل اسیر ہو کر گئے اور اُنہوں نے اپنی بربطیں بید کے درختوں پر ٹانگیں (زبور ۱۳۷: ۱ و ۲) یہاں "کبار" ندی کے کنارے حزقی ایل نے عجیب رویت دیکھی" (حزقی ایل ۱: ۱-۲۸) اور دانی ایل اور اُس کے تین دوستوں نے آزمائش اور اقبالمندی کے مختلف تجربے حاصل کئے (دانی ایل ۱: ۳-۶) ٭

**موجودہ حالت۔** یہ زمین جو ایک وقت پر تمام دنیا پر حکمران۔ بڑے بڑے شہروں کا مرکز۔ بادشاہی طاقتوں کا سوتا اور ابتدائی

تہذیب کا سرچشمہ تھی اب ویرانی اور سنسانی کا نمونہ ہے۔ جہاں پہلے اناج کے ہرے ہرے کھیت لہلہاتے تھے اب وہاں بدو قومیں اپنے گلّوں کے لیئے چراگاہوں کی تلاش میں آوارہ اور سرگرداں پھرتی ہیں۔ بڑے بڑے شہر جن کی بلندی آسمان کی ہمسری اور برابری کرتی تھی ہزاروں من مٹی کے نیچے دبے پڑے ہیں۔ بیشمار نہریں جو گذرے زمانوں میں بدن کی نسوں کی طرح میدان میں دوڑتی اور ہر ایک گاؤں اور کھیت کو زندگی اور تازگی پہنچاتی تھیں کوڑے کرکٹ اور مٹی سے اٹی رہی ہیں" (ہل پرچیٹ)۔

**گم شدہ شہروں کی تفتیش۔** صدیوں سے لوگوں کو یہ دُھن رہی ہے کہ اس ملک کے وہ بڑے بڑے شہر جن کے محلوں مندروں اور عالیشان فصیلوں کا بیان تواریخ میں پایا جاتا ہے کہاں گئے؟ پھر اس سوال کے ساتھ یہ سوال برپا ہوا کہ مٹی کے یہ بڑے بڑے ٹیلے جو تمام ملک میں پراگندہ ہیں کیا ہیں؟ ان کے قریب پہنچ کر اور شکستہ برتنوں کی ٹھیکریاں اور اینٹوں کے کام کے تودے جو ٹیلوں میں سے جھانک رہے تھے دیکھ کر ان جگہوں کو کدالیوں اور بیلچوں سے کھودنا شروع کیا۔ اس کھود کھدائی کو بابل اور نینوہ میں قریب ایک صدی کا عرصہ گذرتا ہے (۱۸۴۲ء) اس صدی کے نصف حصہ تک ان مقاموں کی تحقیق کا کام بہت کمی پر رہا۔

**شہر جو کھودے گئے۔** وہ قدیم شہر جن کے بیچ یہ کام جاری

ہوا نینوہ کالا ۔ اور ور شروکن سیر یہ ہیں ۔ بابل ۔ بورسپا ۔ اریدو۔ عور ۔ نپر ۔ الاسر اور ارک بابل ہیں اور سوسہ یا سوسن عیلام ہیں واقع ہیں ۔ اُن کثیر التعداد چیزوں میں سے جو ان جگہوں سے بذریعہ دریافت معلوم ہوئیں چند یہ ہیں قدیم محل اور مندر ۔ یکرخی سنگ کی تصویریں اور بت تراشی جو لڑائی پیکار ۔ بتوں کی قربانیوں اور اسیروں کی رہنمائی کرنے والے سپاہیوں کا جو اُنہیں یا تو نکیلے تیز برچھوں پر لے رہے اور یا اُن کی زندہ کھال کھینچ رہے ہیں منظر ہیں ۔ ان کے علاوہ بادشاہوں کے دیگر کار عظیم ۔ پردار بیل ۔ پردار شیر ببر سونے اور چاندی کے زیور ۔ بیش قیمت پتھر اور ہاتھی دانت ۔ تانبے ۔ پیتل اور بلور کے برتن ۔ ڈھالیں ۔ تلواریں ۔ آرے ۔ مارتول اور بیشمار اور چیزیں ہیں جن کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں ؛

سلمنزر کا "سیاہ او بیلسک" جو کالا ہیں سے ملا سب سے بڑی دلچسپ "دریافتوں" میں سے ایک ہے ۔ یہ سیاہ سنگِ مرمر کا قریباً سات فٹ اونچا تختہ ہے جس کی یکرخی سنگ تراشی کی تصویریں تواریخی واقعات اور لڑائیوں کا نظارہ دکھا رہی ہیں ۔ ایک کتبہ میں یہ تحریر ہے "میں (سلمنزر) نے یاہو کا خراج وصول پایا" ؛

پتھر کا ایک تختہ جو نینوہ کے بیچ سنخرب کے قصر کے دالان میں سے ملا لکیس کے محاصرے کی تصویر دکھاتا ہے جو اس بادشاہ نے یہوداہ پر چڑھائی کرتے وقت کیا (۷۰۱ قبل از مسیح) اس میں اسوری

بہادر کہیں اسیروں کو سُولی پر چڑھاتے اور کہیں اُن کی زندہ کھال کھینچتے دکھائی دیتے ہیں۔ اسیروں کی لمبی قطار سخرب کی طرف بڑھ رہی ہے۔ مُتکبّر بادشاہ بڑے شان اور آن بان سے تخت پر بیٹھا ہے اور پیشانی پر "سخرب بادشاہِ عالم" کندہ ہے ؛

کُتب خانے ۔ جو ان برباد شدہ شہروں سے ہاتھ لگے مٹی کی لکھی ہوئی تختیوں کا ڈھیر ہیں۔ ہوشیاری سے تیار کی ہوئی مٹی مختلف قدو قامت کی تختیوں میں کاٹی جاتی تھی۔ عام قد کی تختی کوئی چھ انچ لمبی۔ دو انچ چوڑی اور ایک انچ موٹی ہوتی تھی۔ بعض اوقات تختیوں کی بجائے مٹی کو مخروطی شکل میں کاٹ لیتے تھے۔ تحریر لوہے کے قلم سے جب کہ مٹی نرم ہوتی کی جاتی تھی اور پھر تختیوں کو دھوپ میں سکھایا بھٹی میں پکا لیتے تھے۔ حروف چھوٹے چھوٹے سیدھے خط مثلث یا پچّر کی شکل کے ہوتے ہیں جو اپنے ایک انجام یا دونو انجاموں پر پچّر یا مثلث کی شکل پیدا کرتے تھے۔ اس پچّر یا مثلث نما شکل کے بار بار واقع ہونے سے اس زبان اور لٹریچر کو مثل حروف کے کیونیفارم (مخروطی شکل) کہنے لگے ؛

صدیوں تک یہ کیونیفارم (مخروطی شکل) تحریریں سربمُہر زبانیں رہیں لیکن بہتوں کو ایک عظیم چٹان سے جو ۱۷۰۰ فٹ بلند ہمدان اور بغداد کی سڑک پر واقع ہے "سنگِ روستہ" (روسٹاسٹون) ملا جس کی تہری دھندلی تحریر سے (جو اسوری ۔ فارسی اور عیلامی زبانو

ہیں ہے) سر ہنری رالنسن صاحب نے کیونیفارم زبان کی کنجی معلوم کی ؛

وہ مضامین جن پر ان تختیوں میں بحث کی گئی ہے تواریخ جنگ وجدل۔ تعمیر عمارات۔ بادشاہوں کے کارنامے۔ وہم پرستی۔ علم نجوم۔ علم جوتش۔ علم طب اور آئین وقوانین ہیں۔ نیز دُنیا کی پیدائش اور طوفان کا دہمی قصہ اور ابرہام کے زمانہ کے حمورابی شرع وقانون۔ ان میں سے بعض قوانین مُوسوی شرع سے بہت قریبی مشابہت رکھتے ہیں ؛

**بابل**۔ میں وہ جنوبی خطہ داخل ہے جو دونوں دریاؤں کے مابین ریت کے جمع ہو جانے سے پیدا ہوگیا ہے اور فرات کے مغرب بیابان تک پھیلا ہے۔ جنوبی انتہا میں دونوں دریاؤں کے اتصال کے قریب کلدیہ یا کلدیون کا ملک جو اپنی تواریخ میں بہت کچھ بابل سے ملتا ہے واقع ہے ؛

**شہر بغداد**۔ دریائے دجلہ کے اُوپر۔ مسوپوتامیہ کے اضلاع ترکی کا دارالخلافہ ہے جس کی بنیاد ۷۶۲ء میں ڈالی گئی اور جو نسبتاً نیا شہر ہے۔ کہتے ہیں کہ اگلے زمانوں میں اس کی آبادی پندرہ لاکھ تھی لیکن اب بھی باوجودیکہ اس میں صرف ایک لاکھ اسی ہزار باشندے پائے جاتے ہیں بڑا مشہور شہر ہے۔ مجوزہ جرمن ریل گاڑی اس وادی میں سے گذر کر بغداد کو خلیج فارس سے ملادے گی ؛

بابل - جو دریائے فرات کے دونوں کناروں پر بسا تھا اب صرف موجودہ شہر حِلّہ کے قریب مٹی کا ڈھیر رہ گیا ہے اس کے گرداگرد ۲ فصیلیں تھیں بیرونی دیوار کی بلندی ۳۵۰ فٹ موٹائی ۸۵ فٹ اور محیط ۵۵ میل تھا۔ کہتے ہیں کہ یہ حمورابی کے ماتحت (۲۲۵۴ - ۲۲۹۷ ق م) بابلی بادشاہت کا دارالخلافہ تھا۔ اس نے بنوکدنضر کے عہد میں (۵۶۱-۶۰۴ ق م) بڑی رونق اور شہرت حاصل کی چنانچہ اس نے محل اور مندر بنوا کر ہر طرح سے شہر کو آراستہ کیا۔ اس کے کاموں میں بعل یا بعل مردک کا مندر اور "آویزاں باغات" تھے جن کی جائے وقوع میں شمالی ٹیلہ جس کو اب بابل کہتے داخل سمجھا جاتا تھا۔

بورسیپا - یہ شہر جو اب برس یا برس نمرود کے کھنڈروں میں نظر آتا بابل کے قریب واقع ہے کھنڈرات جو اس کے ۱۵۳ فٹ اونچے منزل دار برج یا مندر کے ہیں بعض لوگوں کے گمان کے مطابق "بابل کا برج" ہیں۔ اس سارے ملک میں یہ کھنڈر اپنی قسم کا سب سے اعلیٰ نمونہ ہیں۔

عُور - یا کلدیوں کا "عُور" (زمانہ حال کا مُگھیر یا مُگیر) دریائے فرات کے دہنے کنارے یا مغرب میں واقع ہے۔ آس پاس کی زمین بسبب نیچائی کے مارچ سے جون تک فرات کی سالانہ طغیانی سے ٹاپو بنی رہتی ہے۔ یہ شہر چاند کے دیوتا سین کی پرستش کا مرکز تھا۔ سین کا مندر جو اس شہر میں تھا ۷۰ فٹ اونچا تھا اور اس کی بنیاد

کی لمبائی ۱۹۸ فٹ اور چوڑائی ۱۳۳ فٹ تھی - عُور ابراہیم کا مولد تھا (پیدایش ۱۱: ۳۱) ۔

رنپّر - (جسے آج کل نفر کہتے ہیں) نہر عظیم یا "کبار کی ندی" کے اوپر اور بابل کے جنوبی میدان کے وسط میں بعل کی پرستش کا نامی مذہبی مرکز تھا - اس جگہ کی موجودہ تحقیقات میں سے کئی ایک بادشاہوں کی یادگار ایک عالیشان مندر ہے جہاں سے مٹی کی عجیب وغریب تختیوں کا کتب خانہ ملا ہے - یہ تختیاں متفرق زبانوں کی ہیں اور اِن میں سے بعض مسیح سے دو ہزار برس پیشتر کی ہونگی ۔

اسُوریہ - اسُوریہ خاص - دریائے دِجلہ کی درمیانی گذرگاہ کے ساتھ اس دریا کے مشرق میں تو پہاڑی اضلاع تک اور جنوب میں زیادہ اُونچے اور اُونچے اور لہراتے ہوئے میدانوں میں ہوکر بابل کے ریتیلے میدانوں تک پھیلا تھا - مشرقی حصہ جس میں دِجلہ کے بڑے بڑے معاون نالے بہتے بڑا زرخیز ہے - مغربی اسُوریہ اور خاص کر اُس کا جنوب مغربی حصہ خشک اور کم سرسبز ہے - لفظ اسُوریہ اکثر اِس سے وسیع خطہ پر بھی بولا جاتا تھا ۔

اسُوریہ کے شہر - نینوہ - (جسے سنخرب نے ۷۰۰ برس قبل از مسیح اسُوریہ کا دارالخلافہ بنایا) موجودہ شہر موصل کے مقابل دجلہ کے شرقی کنارہ پر واقع تھا - اس کی جائے وقوع پر مٹی کے دو ٹیلے کیو نجنک اور بنی یونس جنہیں لے آرڈ - رسّم اور جارج سمتھ صاحبان نے دریافت

کیا واقع ہیں جب اِن جگہوں کی مٹی کھود کر ہٹائی گئی تو اِن میں سے بادشاہی محل نکلے جن کی دیواریں بُت تراشی کے نقش و نگار سے جو قدیم بادشاہوں کی فتوحات کا اظہار ہیں آراستہ تھیں۔ سنحریب کا محل جو نینوہ میں تھا تمام اسوری بادشاہوں کی عمارتوں پر فوقیت رکھتا تھا۔ اگرچہ یہ تمام عمارت کھودی نہیں گئی پر جتنی کھودی گئی ہے اُس میں اکہتر کمرے ملے ہیں ؞

کالا ۔ جو نمرود کے کھنڈروں میں دکھائی دیتا اسوریہ کے ابتدائی صدر مقاموں میں سے ایک ہے اور نینوہ کے جنوب اٹھارہ میل کے فاصلہ پر دجلہ کے اوپر واقع ہے (پیدا ۱۰: ۱۱) کھنڈر بڑے بڑے مندروں اور محلوں کے بقیہ کا نشان ہیں جن کے اوپر یک رُخی سنگ تراشی کی تصویریں جو گذرے بادشاہوں کی فتوحات کا ایماء ہیں بکثرت پائی جاتی ہیں ۔ ان میں سے ایک محل کے بیچ سے لڑائی کے ہتھیاروں اور تانبے کے برتنوں سے بھرا ہُوا ایک ذخیرہ خانہ ملا ہے ۔ کالا کی بہت سی چیزیں جن میں مشہور و معروف "سیاہ اوبیلسک" ہے انگلستان کے عجائب گھر میں رکھی ہیں ؞

مادہ ۔ جنوب کے کوہستانی علاقوں اور بحیرۂ کیپین کے جنوب مغربی خطہ پر مشتمل تھا ۔ یہ علاقہ اب فارس میں مِلا لیا گیا ہے ؞

شہر ۔ اخمتا یا اگبتانہ ۔ جو موجودہ ہمدان سمجھا جاتا ہے مادہ کا دارالسلطنت تھا موسم گرما میں مادی فارسی بادشاہ اِسی جگہ

فرد کش ہوا کرتے تھے اور غالباً سرکاری دستاویزیں بھی اِسی جگہ رکھی جاتی تھیں (عزرا ۶ : ۲) ۔

عیلام۔ یہیں دِجلہ کے دہانہ کی طرف کا مشرقی مُلک شامل تھا۔ یہ زرخیز علاقہ پہاڑوں ۔وادیوں تُندرو نالوں کا بُوقلمون اور رنگا رنگ نظارہ پیش کرتا ہے۔ پُرانے وقتوں میں یہ ایک بڑی بادشاہت کا مرکز تھا ۔

شہر۔سوسہ یا سوسن۔ پہلے عیلام کا اور پھر مادی فارسی سلطنت کا راج دھانی تھا۔ یہ شہر جو آستر اور مردکی کے قصہ کا جیسا کہ وہ آستر کی کتاب میں مرقوم ہے منظر تھا۔ اب صرف مٹی کے بڑے بڑے ڈھیروں میں دکھائی دیتا ہے۔ نصف صدی سے زیادہ عرصہ گذرا کہ اِس مقام کی تحقیقات لافٹس اور سرفینوک ولیمس ساکن کرس نے کی ۔ کھنڈرات کی سب سے مشہور چیزوں میں سے ایک عالیشان محل ہے جس کا وسطی دالان ۲۰۰ فٹ مربعہ ہے اور جس کی چھت کو ۳۶ ستون جن کی بلندی ساٹھ ساٹھ فٹ ہے سنبھالتے ہیں (آستر ۱ : ۲) اِس مشہور دار السلطنت میں وہ جلسہ ہوا جسے دُنیا کی سب سے پہلی نمائش کہہ سکتے ہیں (آستر ۱ : ۳ و ۴) ۔

سوسن کے کھنڈرات میں سے خاص چیز جو دریافت ہوئی سنگ تراشی کا تختہ ہے جس پر ابرہام کے ہمعصر امرافل شاہ سنعار کے حمورابی قوانین کندہ ہیں ۔ اِس مجموعۂ قوانین میں ۲۸۰ احکام ہیں جن کی نسبت

وہ دعویٰ کرتا ہے کہ یہ احکام اُسے سُورج کے دیوتا شمس کی طرف سے ملے۔ ان میں سے بعض مُوسوی شریعت سے بہت نزدیکی مطابقت رکھتے ہیں ؂

فارس۔ فارسِ خاص ازمنۂ گذشتہ میں ایک چھوٹا سا صُوبہ مادہ کے جنوب اور عیلام کے مشرق میں تھا جس کا بڑا حصّہ بنجر اور خشک تھا۔ مگر پہاڑوں کے دامن میں شاداب اور زرخیز وادیاں تھیں جہاں انگور پیدا ہوتے تھے۔ اہلِ فارس جھیل ارومیہ کے علاقہ سے یہاں آکر آباد ہوئے ؂

شہر۔ پرسی پولس۔ مادہ اور فارس کے دارالریاستوں میں سے ہے جس کے عالیشان محلوں کے کھنڈر صرف باقی رہ گئے ہیں۔ ۱۳ ستون جن کی اونچائی چونسٹھ فٹ ہے ان محلوں میں سے کسی ایک سے متعلق تھے ؂

# بارھواں باب

## بابل۔ اسوریہ اور فارس وغیرہ کا تواریخی حال

فرات اور دجلہ کے ملکوں کی تواریخ جو حقیقتوں اور افسانوں کے بے ربط اور بے سلسلہ پارے ہیں سن عیسوی کے پانچ ہزار برس پیشتر تک پہنچتی ہے۔ اس سرزمین کی طوفان کے بعد کی بہت سی باتیں بائبل میں قلمبند ہیں لیکن اس ملک کی تواریخ کا زیادہ حصہ اُن کتبوں کے ذریعہ جو دبے ہوئے شہروں سے ہاتھ لگے اور دنیا کے مختلف عجائب گھروں میں ایک لاکھ ساٹھ ہزار کی تعداد میں دھرے ہیں بہم پہنچا ہے۔ ان ماخذوں کے وسیلہ اس ملک کی صحیح اور معتبر تواریخ ساز گان تک جو ۳۸۰۰ برس قبل از مسیح کے قریب شمالی بابل کے حصہ اگادے میں بادشاہت کرتا تھا پہنچتی ہے۔

زمانہ اوائل میں یہ ملک بہت سی چھوٹی چھوٹی ریاستوں کی جگہ تھا جن میں سے ہر ایک ایک خاص شہر کی نواحی کے ساتھ ایک علاقہ بناتی تھی لیکن مثل دیگر ممالک کے ان ریاستوں کے حکام میں بھی رقابت اور بزرگی کی روح جس سے ایک زورآور دوسرے کمزور پر فوقیت اور امتیاز کا خواہاں ہوتا ہے پیدا ہوگئی اور آخرکار یہ

ریاستیں مل کر ایک قومی سلطنت کی بانی ہوئیں۔ اس کے بعد بڑی بڑی فتوحات اور نبرد آزمائیاں شروع ہوئیں اور ہوتے ہوتے ایسی مملکت بن گئی جس کے ماتحت بہت سی بادشاہتیں ہوں۔ اس ترکیب سلطنت نے شہر کی عظمت کو دوبالا کر دیا اور بڑی طاقتور سلطنت کا مرکز بن گئی ۔

ریاستِ مفتوحہ کو تاوقتیکہ وہ امن و بہبودی میں مخل نہ ہو اور اپنا خراج اور بادشاہ کے لئے جنگی سپاہی برابر دیتی جائے اجازت تھی کہ اپنا اندرونی انتظام آپ کرے۔ اگر وہ ان شرائط کی پابند رہتی تو تمام باتیں درستی پر چلی جاتی تھیں پر اگر کسی قوم نے ان چیزوں کے دینے میں ذرا بھی حجت اور چون و چرا کی یا متابعت کے بعد بغاوت اور انحراف کا جھنڈا بلند کیا تو ایسی قوم کو پرلے درجہ کی سخت سزا ملتی تھی۔ دوبارہ فتح پر قلعے مسمار کر دیئے جاتے اگرچہ شہر سراسر منہدم نہیں ہوتے تھے۔ رؤساء اور شرفاء کو بادشاہت کی دور دور جگہوں میں بھیج دیتے اور ان کی جگہ اور لوگ بسا دیتے تھے۔ اسیر بادشاہ بعضے وقت پنجرے میں بند کر کے جنگلی جانوروں کی طرح لوگوں کے سامنے لائے جاتے یا گھوڑوں کی جگہ فاتح کی گاڑی میں جوت کر گلی کوچوں میں پھرائے جاتے تھے۔ بہت حالتوں میں مشہور قیدیوں کی جنہوں نے کسی طرح کی تکلیف پہنچائی ہو زندہ کھال اتاری اور شہر کی فصیل پر بذریعہ میخ چسپاں کر دی جاتی تھی ۔

بابل اور اسوریہ کی بادشاہتوں نے بڑی ترقی کی لیکن وہ کبھی
باہم متحد نہیں ہوئیں۔ بہت سی ریاستیں فوجی طاقتوں کے وسیلہ
اکٹھی رکھی جاتی تھیں فتنہ و فساد اور دوبارہ فتح کرنا اکثر ہوتا رہتا ہے۔

اہل بابل اور اسوریہ نوح کے بیٹے سام کے خاندان کی شاخ
سے متعلق تھے اور اصل و نسل اور زبان کے اعتبار سے عبرانیوں
کے رشتہ دار تھے چنانچہ ان کی تواریخ کا تانا بانا بہت کچھ ایک
دوسرے میں تنا ہوا ہے۔ یہ لوگ بڑے دیندار اور مذہب کے
پابند تھے مگر متعدد خداؤں کے ماننے میں اسرائیلیوں سے مختلف
تھے۔ ہر قسم کے دیوتاؤں کے مندر اُن کی مذہبی حکومت گاہ تھے۔
لیکن بڑے بڑے دیوتاؤں کی طاقت خاص جگہ یا حرکات پر محدود
تھی۔ انو آسمان کا۔ بعل زمین کا اور آئی یا پاتال کا دیوتا تھا۔ ہر ایک شہر
کا ایک خاص دیوتا ہوا کرتا تھا جو اس شہر کا الٰہ یا خدا تصور کیا جاتا تھا ای یا
اریادو میں۔ سین عور میں اور مروک بابل میں عالی قدر اور بلند نظر سمجھے جاتے
تھے۔ دیوتاؤں کی طاقت کی ایسی حدود کے اعتقاد کا بیان اُن لوگوں کی
حالت میں جو مشرق سے لاکر سامریہ میں بسلئے گئے بڑی صراحت اور
صفائی سے ملتا ہے (۲ سلاطین ۱۷: ۲۴-۲۹) بابل اور نینوہ کے
بادشاہ اپنے تئیں دیوتاؤں کے نائب اور جانشین خیال کرتے اور عالیشان
مندروں کی تعمیر میں اپنی وفاداری دکھاتے تھے۔

قدیم بابل۔ ابتدائی شہری سلطنتیں جو تواریخی روزنامچہ (ریکارڈ)

کی صبح صادق میں درخشاں و تاباں ہیں جنوبی (لوئر) وادیٔ دجلہ و فرات سے علاقہ رکھتی تھیں۔ اِن ریاستوں میں بابل سب سے اعلیٰ و بالا تھا۔ اس شہر نے طاقت کا خاص مرکز بننے کی شہرت تیئسویں صدی کے اوائل یعنی قریب ۲۲۸۵ برس قبل از مسیح میں جس وقت خمرابی یعنی "امرافل"، ابرہام کے ہمعصر (پیدائش ۱۴: ۱) نے پراگندہ مملکتوں کو اپنے زیر فرمان جمع کیا اور اس جگہ کو اپنی سلطنتِ عظیم کا پایۂ تخت قرار دیا حاصل کی۔ یہ حکومت جو بابلی سلطنت کے نام سے مشہور تھی اور جس کا دارالحکومت بابل تھا پندرہ سو برس سے زیادہ عرصہ تک (۲۲۸۵ - ۷۳۳ قبل از مسیح) بیشمار خاندانوں کے تبدلات اور اجنبی اور غیر ملکی بادشاہوں کے ماتحت جاری رہی۔ سارگان اوّل جس کی حکومت کی تاریخ ۳۸۰۰ برس قبل از مسیح ہے اگادے (اکاد) کو اپنا صدر مقام بنا کر ایسی قوم پر جس نے تہذیب اور شائستگی میں بڑی ترقی کی تھی بادشاہی کرتا تھا۔

اسوریہ کی سلطنت۔ اِس اثنا میں بابلی خاندان کی ایک شاخ جو کئی صدیوں تک تابعدار اور باجگزار رہ چکی تھی اُٹھ کھڑی ہوئی اور اپنے آبائی خاندان پر اپنے اقبال کا سایہ ڈالنے لگی۔ خمورابی کے عہد سے پہلے بابل کی ایک نوآبادی نے شمال کی جانب نقلِ مکان کی اور دریائے دجلہ کے غربی کنارے پر شہر اسور کی بنا ڈالی۔ اس شہر کا نام جو قوم کے بڑے دیوتا کے نام پر رکھا گیا تھا ملک کا بھی نام ہو گیا اور یہ شہر اُس کی تختگاہ بن گیا۔

اشوری مذہب - زبان اور عام رسیت ورسوم میں اہل بابل سے ملتے جلتے تھے مگر یہ لوگ جو جنگجوئی اور بہادری میں اپنی آبائی قوم سے گوئے سبقت لے گئے مغلوب قوموں کے ساتھ وحشیانہ اور ظالمانہ سلوک کرتے تھے - باوجود بابلی معبودوں کی تعظیم اور تکریم کے اسور کو اپنا قومی دیوتا مانتے اور اپنے بت خانوں میں اُسے سب سے مقدم اور بلند جگہ پر رکھتے تھے ۔

کئی صدیوں تک اشوری اپنے آبائی وطن کی انقیاد اور فرمانبرداری کا دم بھرتے رہے لیکن آخر الامر کوئی ساتویں صدی قبل از مسیح میں خود مختار بن بیٹھے - سلمنزر اول نے جو چودھویں صدی کے اختتام پر حکمرانی کرتا تھا شمال و مغرب کی طرف دجلہ اور فرات کے اوپر کی بہت بہت سی جگہوں کو فتح کر کے اپنی مملکت میں ملا لیا - اس نے نئے شہر کالا کو جو اشور سے چالیس میل شمال کو دریائے دجلہ کے مشرق میں واقع تھا اپنا دارالسلطنت بنایا - تگلت پلاسر اول بھی جو اس کے دو برس بعد ہوا بڑا جری اور جنگجو مرد تھا مٹی کے چار ستون جو اشور میں ایک بربادشدہ مندر کے کونے سے برآمد ہوئے اور جن پر ایک ہی تحریر مکتوب ہے اُس کے کارناموں کا بیان کرتے ہیں - اشور نصر پل جو ۸۸۴ قبل از مسیح میں تخت نشین ہوا اور جس کی بادشاہت کی تاریخ پتھر کے ایک تختہ پر لکھی ہوئی کالا کے ایک مندر میں ملی محتشم بادشاہ تھا ۔

اشور نصر پل قطع نظر دیگر کاموں کے ایک روزنامچہ میں بتلاتا ہے -

کہ اُس نے کیونکر ایک حاکم کی زندہ کھال کھنچوائی اور پھر اُس کو شہر کی دیوار پر ٹانگ دیا۔ اِس بادشاہ نے کالاہ میں اپنے واسطے ۳۵۰ فٹ مربعہ محل تعمیر کروایا۔

اسورنصرپل کے بعد سلمنزر ثانی تخت نشین ہوا (۸۶۰ قبل از مسیح) اُس کی مہمات اور فتوحات کا بیان سیاہ اوبلیسک میں جو نمرود سے ملا اور اب برٹش میوزیم میں رکھا ہے پایا جاتا ہے۔ اُس نے بن ہدد شاہ دمشق اخیاب شاہ اسرائیل اور ان کے دیگر رفقاء کی متحدہ سپاہ کو شکست دی چند سال بعد اُس نے حزائیل شاہ دمشق کو فتح کیا۔ یاہو شاہ اسرائیل کا خراج پایا اور بابل کو ایک مطیع ریاست کے درجہ تک گھٹا دیا۔

تگلت پلاسر ثالث۔ سلمنزر چہارم۔ سارگان۔ سنحرب۔ اسرحدون اور اسوربنی پل اسوریہ کے اولوالعزم بادشاہ گذرے ہیں چنانچہ عبرانی اور نیز غربی ایشیا کی دوسری قومیں ان کی طاقت کا لوہا مانتی تھیں۔ تگلت پلاسر بہت سے یہودیوں کو جو دریائے یردن کے مشرق میں رہتے تھے اسیر کر کے لے گیا (۱۔ سلاطین ۱۵: ۲۹) سلمنزر نے دوبارہ اسرائیل کی بادشاہت پر چڑھائی کی لیکن سارگان نے سامریہ کے تباہ وبرباد کرنے اور اُس کے خاص خاص باشندوں کے اسیر کر کے لے جانے سے اس ملک کی فتح کو کامل کیا (۷۲۱ قبل از مسیح) (۲۔ سلاطین ۱۷: ۵ و ۱۸: ۹ - ۱۲)

سارگان کے عہد میں بابل کے بیچ فتنہ وفساد برپا ہوا کیونکہ ایک کالدی شہزادہ مرودک بالدان نامے اِس جنوبی دارالریاست کو قبضہ میں لاکر بادشاہ بن بیٹھا اور عیلامیوں سے اتفاق کرکے نینوہ کے بادشاہ کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرنے لگا۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اِس غاصب نے حزقیاہ شاہ یہوداہ پر بھی اپنا اثر ڈال کر اُسے اسُوریہ کے بادشاہ کے خلاف برانگیختہ کیا (۲ سلاطین ۲۰: ۱۲ و ۱۳) ؞

سارگان کی بڑی بڑی تجاویز میں سے ایک دُر شروکِن کو شاہی رہائش گاہ بنانا تھا ؞

بائبل کا مطالعہ کرنے والوں کے لئے سنخرب کی ایشیائے غربی کی مہمات اور فتوحات بڑی دلبستہ اور دلچسپ باتیں ہیں۔ اِس کے عہد کا ابتدائی زمانہ بابل کی بغاوت سے جو بعل مرودک کی تحریک سے رونما ہوئی مخل رہا۔ یہاں کے معاملات کی اصلاح کرکے سنخرب غربی اشیاء کی جانب جہاں بہت سے شہزادوں نے اسُوری جوئے کو اپنے شانے سے اُتار پھینکا تھا روانہ ہوا۔ اوّل ہی اوّل اُس نے فنیکی پر چڑھائی کی اور اُس کی تمام جگہوں کو سوائے صور کے جلد فتح کر لیا۔ پھر اپنی سپاہ کا ایک دستہ لے کر فلسطیہ کی طرف بڑھا۔ اور عزّا۔ اسقلون۔ اکرون۔ لکیس اور لبنہ کے شہروں کو زیر و زبر کیا اور مصری فوج کو جو اِن شہروں کی اعانت اور مدد کرنے آئی تھی شکست دی۔ اِس کی فوج کا ایک اور حصہ یہودیہ کے بیچ سے گذرا۔

اور ۴۶ فصیل دار شہر اور بیشمار چھوٹے چھوٹے قصبات اور شہر جو ان کے آس پاس تھے" فتح کئے (۲۔سلاطین ۱۸ : ۱۳) فاتح یہ بھی بیان کرتا ہے" ہیں" دو لاکھ ایک سو پچاس اشخاص چھوٹے اور بڑے مرد اور عورتیں گھوڑے۔ خچریں۔ گدھے۔ اونٹ۔ مویشی اور بھیڑیں بے تعداد ان جگھوں سے اپنے ہمراہ لایا اور اُن کو مال غنیمت میں شمار کیا" ملک کو اس طرح تہ و بالا کر کے حملہ آور فوج نے یروشلیم کا محاصرہ کیا۔

ہیبت زدہ حزقیاہ نے سنخریب کے پاس جو اُس وقت لکیس میں تھا صلح کا پیغام بھیجا۔ رقم مطلوبہ زر کثیر تھا لیکن ہیکل کے ظروف دے دوا کر حزقیاہ نے فوراً ادا کر دی اور اسوری لشکر نے مراجعت کی۔ چند دن بعد اس گمان سے کہ جو شرائط اس نے مقرر کی تھیں بڑی آسان تھیں۔ سنخریب نے حزقیاہ کے پاس شہر کے حوالے کرنے کے لئے قاصد بھیجا۔ حزقیاہ نے مارے اضطراب اور گھبراہٹ کے یسعیاہ نبی کی صلاح اور مشورت کی طرف رجوع کیا۔ نبی نے اُسے کہا کہ اس مطالبہ کی مطلق پرواہ نہ کر یہوواہ تیری مدد کرے گا۔ پس ہم پڑھتے ہیں کہ خداوند کے ایک فرشتہ نے جا کے اسوریوں کی لشکر گاہ میں ایک لاکھ پچاسی ہزار آدمی جان سے مارے اور جب لوگ صبح سویرے اُٹھے تو دیکھا کہ وہ سب مارے پڑے تھے" (یسعیاہ ۳۷ : ۳۶ و ۲۔سلا ۱۹ : ۳۵ و ۲۔تو ۳۲:

(۲) عام گمان یہ ہے کہ اسوری وبا سے ہلاک ہوئے ؛

خوف زدہ سنخریب اپنی باقی ماندہ سپاہ کے ساتھ جلد مشرق

کی طرف جہاں اُس نے اپنی حکومت سخت خطرہ میں دیکھی روانہ ہوا۔ مرودک بال اَدان دوبارہ بابل میں آگیا اور تمام شہر معہ اپنے آس پاس کے مُلک کے عیلامیوں سے مدد پاکر باغی ہو گیا۔ بادشاہ کی فوجوں کو سخت صدمہ اور نقصان پہنچا۔ لیکن انجام کار اُس نے اپنے مخالفوں پر فتح کُلی حاصل کی۔ چنانچہ اُس نے بابل کو لے لیا اور اُسے خاک سے ملا دیا۔ جلنے کے قابل چیزوں کو جلا دیا اور پھر دریائے فرات کا پانی اُس پر بہا دیا۔ اِس شہر کی تباہی سے وہ ساری چیزیں جو بابلی علم ادب علم طبعی اور صنعت اور حرفت میں سب سے بڑھ کر دلچسپ اور قیمتی تھیں برباد ہو گئیں ۔

سنحرب بڑا عمارتوں کا شوقین اور جنگی مرد تھا۔ اُس کے دیگر کاموں میں نینوہ کی جو تباہ اور برباد ہو گیا تھا دوبارہ تعمیر ہے جسے اُس نے اسوریہ کا دارالخلافہ بنایا۔ لیکن ظفر مندی کے جلوس کی تقریب پر اُس کی زندگی سازش کی بھینٹ ہو گئی کیونکہ جب وہ اپنے دیوتاؤں کے مندر میں دعا اور مناجات میں مشغول تھا تو اُس کے دو بیٹوں نے اُسے قتل کر ڈالا (۲۔سلا ۱۹: ۳۷) ۔

سنحرب کے جانشین اسرحدون نے بادشاہت کو اُسکے جاہ و جلال کے سماک تک پہنچایا چنانچہ اُس نے سب سے پہلے بابل کو جسے اُس کا باپ مسمار اور چکنا چور کر گیا تھا دوبارہ تعمیر کیا۔ نینوہ میں ایک عظیم الشان محل جس کی تعمیر کے واسطے بائیس مفتوح بادشاہوں نے

سازو سامان دے کھڑا کیا۔ مندروں کے بنانے میں بھی وہ شہرۂ آفاق ہوا۔ اُس کی غربی لڑائیوں میں سے بہتوں میں فتحمند ہوا۔ نیل کی بادشاہت بھی اُس کی حکومت تلے آئی۔ منسّی شاہ یہوداہ حزقیاہ کا بیٹا اُس کی باجگزار رعیّت کے زُمرہ میں داخل ہوا۔ صرف سمندر سے مسُور شہر صور نے اُس کی طاقت اور تجویزوں کو غلط ثابت کیا اور وہ اُس کی فتح میں ناکام اور قاصر رہا۔ شمالی اسرائیل کے علاقہ میں اسرحدون نے مشرق سے لوگ لاکر بسا دیئے (عزرا ۴: ۲)۔

اس کے بعد اسور بنی پل تخت پر متمکّن ہوا۔ اس کی بادشاہت کو بابل اور مغرب کی بغاوتوں سے بڑا صدمہ پہنچا مگر اُس نے اپنے قوی بازو سے تمام فتنہ سازوں اور افترا پردازوں کو نیچا دکھایا۔ اس بادشاہ نے بھی محلوں اور مندروں کے بنانے میں نام پیدا کیا۔ اس کا محل نینوہ میں اعلیٰ قسم کی سنگتراشی سے سجا ہوا تھا۔ یکرخی سنگتراشی کی تصاویر میں ایک ایسا موقع ہمارے سامنے لایا جاتا ہے جس میں ہم دیکھتے ہیں کہ وہ اپنے باغ میں اپنی بیگم کے ساتھ ضیافت کھا رہا ہے۔ اور ایک اسیر بادشاہ کا سر درخت کے اوپر لٹک رہا ہے۔ ایک روزنامچہ یہ بھی بتلاتا ہے کہ وہ ایک دفعہ اپنی مرغوب خاطر دیوی استر کے مندر میں ایک گاڑی پر سوار ہو کر گیا جس میں چار بادشاہ جُتنے تھے۔ اس بادشاہ کی مٹی کی تختیوں کی ایک لائبریری (کتبوں کا مجموعہ) جس کا بڑا حصّہ آج کل برٹش میوزیم میں ہے اپنی قسم کے

تمام اسوری مجموعہ پر فوقیت اور سبقت رکھتی ہے ؀

اسوری تخت پر دو اور بادشاہ جلوس فرما ہوئے اور پھر یہ بڑی سلطنت عین اپنے عالم شان و شکوہ کے درمیان آن کی آن میں جاتی رہی ۔ فرعون نکوہ شاہ مصر نے اطاعت و متابعت کا جُوا اپنے کاندھے سے آتار اُس پر دھاوے کا کوچ بول دیا۔ فلسطین میں سے یلغار کرتا اور شمال کی سمت بڑھتا چلا جارہا تھا کہ راستہ میں مجدّد کے اوپر یوسیاہ شاہ یہوداہ سے دوچار ہوا مگر قتل ہو کر مارا گیا (۲۔ سلاطین ۲۳: ۲۹ و ۳۰۔ تواریخ ۳۵: ۲۰ - ۲۳) کرکمس پر اسوری لشکر سے مٹ بھیڑ ہوئی لیکن اُس نے بھی منہ کی کھائی ؀

اسی اثنا میں مادی جو مشرق میں ایک زبردست طاقت بن گئے تھے اسوری سرزمین کو چشم طمع سے دیکھنے لگے کی اکس آریس شاہ مادہ اور نبو پلاسر نے جو خاندان کلاری اور اسوری نائب تھا جس کے بیٹے نبوکد نضر نے کی اکس آریس کی بیٹی سے شادی کی تھی اسوریہ کے بادشاہ کے خلاف ایکا کیا۔ ان متحدہ فوجوں نے نینوہ کا محاصرہ کر کے اُسے بیخ و بن سے اُکھاڑ پھینکا۔ ایک روایت کہتی ہے کہ بادشاہ نے بدیں نیت کہ اپنے دشمنوں کے ہاتھ میں مبتلا نہ ہو خزانوں کا انبار لگا اور اُن کی چار سو فٹ اونچی چتا بنا اپنی بیگموں کے ہمراہ اُس پر بیٹھ گیا اور اُس کو آگ لگا کر اپنے آپ کو شعلوں میں فنا کر دیا۔ ان دونوں سرداروں نے اسوری بادشاہت کو آپس میں بانٹ لیا چنانچہ

شمالی حصہ کی آکس آریس کے اور جنوبی بنوپلاسر کے ہاتھ آیا ؎

نئی بابلی یا کلدی سلطنت۔(۵۳۸-۶۰۶ قبل از مسیح) نئی بابلی سلطنت کو کلدی سلطنت بھی کہتے تھے اور یہ مغرب کی طرف بحیرہ روم تک پھیلی ہوئی تھی۔ بنوپلاسر نے اپنے بیٹے بنوکدنضر کو سیریہ میں بھیجا تاکہ وہ اُس جگہ کی رعایا کو جس پر فرعون نکوہ شاہ مصر اپنے اختیار و اقتدار کا سکہ جمایا چاہتا تھا اپنی وفاداری اور دمسازی کی تحریک اور ترغیب دے۔ اس بادشاہ کو کرکمس پر شکست دے کر اور اُسے مصر کے سوانوں تک رگیدکر بنوکدنضر مختلف بادشاہوں سے جن میں یہو یقیم شاہ یہوداہ بھی شامل تھا نمک حلالی اور تابعداری کے عہد و پیمان لیتا بڑی عجلت سے بابل کی جانب پھرا تاکہ اپنے باپ کے تخت کو جو اُس کی موت سے خالی ہو گیا تھا حاصل کرے ؎

بنوکدنضر کا چمکیلا راج تینتالیس سال تک رہا۔ اس کی فتوحات میں سے یروشلم کی بربادی (۲ سلاطین باب ۲۵) اور صور کا تیرہ سال کا محاصرہ ہے اور تعمیر کے کام سے جو بابل میں ہوا شہر کی فصلیں شہر پناہیں منارر اور دُنیا کے عجوبات "یعنی "آویزاں باغات" جھولتے باغ تھے۔ کہتے ہیں کہ اُس نے یہ باغ اپنی مادی ملکہ کی دلجوئی اور تسلی کی خاطر جو اپنے مُلک کے پہاڑوں کو یاد کر کے غمناک رہتی تھی بنائے۔ اُس نے بابل میں بہت سے برباد شدہ مندروں کو ازسرنو تعمیر کیا اور ترقی زراعت کے لئے مُلک میں جابجا نہریں کھدوائیں ؎

بنوکدنصر کی موت پر سلطنت کے عروج میں فتور آنے لگا چنانچہ اس کے بیٹے اور پوتے کے عہد میں چند سالوں تک اندرونی لڑائی جھگڑے جاری رہے اور پھر تخت ایک غاصب بنوناد ۔یا۔ بنونیدس نامے نے لے لیا۔ سلطنت کے آخری ایام کی حقیقتوں پر تاریکی کا پردہ پڑا ہے۔ بنونیدس ایک جنگلی مرد تھا اُس کے مذاق میں سے مندروں کی تعمیر۔ دیوتاؤں کی خبرگیری اور حفاظت اور پُرانے پرانے روزنامچوں کا فراہم کرنا ہے پُرانے مندروں کی نئی تعمیر پر اُس نے اُن کے کھنڈروں کو جڑ تک صاف کردیا تاکہ اُن مخفی اور لمبی لمبی تحریروں کو جو اُن کے بانیوں نے کندہ کی تھیں معلوم کرے۔ یوں اُسے مقام سپتر میں سورج کے دیوتا شمس کی ہیکل کی دوبارہ تعمیر پر نارام سین کی تحریریں جس نے اُس کی بنا عنقریب ۳۸۰۰ برس قبل از مسیح میں ڈالی دستیاب ہوئیں لیکن جب وہ اِس طرح کے کاموں میں ہمہ تن محو اور مشغول ہو رہا تھا اُس کے دشمن سلطنت کی بربادی کے منصوبے اور تجویزیں گھڑ رہے تھے۔

مادی جن کے ہاتھ میں شمالی بادشاہت کی زمام سلطنت تھی نبوپلاسر اور بابل کے بیچ اُس کے خاندان کے دور عہد میں اپنی دوستی کا دم بھرتے رہے لیکن اب جب کہ سلطنت کی طاقت کی باگ ڈور اجنبی ہاتھوں میں آگئی تو اُن کا بادشاہ اسطیاجس بغض وعناد کی نگاہ سے سرحدوں پر سے دیکھنے لگا۔ جس وقت وہ اِس طرف لشکر کشی کی تیاریوں میں

مصروف ہو رہا تھا اُس کی رعایا میں سے ایک شخص خورس نامے فارسی نے علمِ بغاوت بلند کیا اور اُس کی بادشاہت کو اُلٹ کر بادی فارسی بادشاہت کی بنا ڈالی ۔

فارس نے خورس کے زیر فرمان مادہ کے فتح کرنے سے (۵۴۹ قبل از مسیح) شمالی بابل پر تحکم اور فرمانروائی حاصل کی۔ خورس کی فتوحات سے قومیں چونک گئیں اور اُن کے اوسان خطا ہو گئے۔ اُس کی فتوحات نے نہ فقط اکیلے بابل ہی کو بلکہ مصر۔ لدیہ۔ اور یونان کو بھی لرزا دیا۔ ان طاقتوں نے باہمی اغراض کو بجا رکھنے کے لئے ایک معاہدہ کیا لیکن قبل ازیں کہ وہ اپنی اپنی فوجوں کو ایک جگہ جمع کریں خورس ایشیاء کوچک پر چڑھ آیا اور کراسس شاہ لدیہ کو شکست دے کر مُلک کو اپنی بادشاہت میں ملا لیا اور بادشاہ کو قید کر کے لے گیا ۔

خورس کی دوسری تجویز بابل پر رزم کشی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُس وقت نبونیدس اور اُس کا بیٹا بلشضر دونوں مل کر حکومت کرتے تھے لیکن سلطنت کا انتظام اور اہتمام موخر الذکر کے ہاتھ میں تھا۔ خورس نے بابل کا جو اُس وقت بلشضر کے زیر انتظام تھا محاصرہ کیا اور اُسے بلا کسی طرح کا صدمہ پہنچانے کے فتح کر لیا۔ (دانی ایل ۵: ۳۰ و ۳۱) ۔

یہ بات کہ خورس نے دریائے فرات کا پانی کاٹ کر کسی اور طرف کو نکال دیا اور خود اپنی فوج لے کر دریا کے طاس میں سے شہر

کے اندر داخل ہو گیا بے بنیاد ہے۔ کہتے ہیں کہ بابل کے بڑے دیوتا مردک کے کاہنوں نے نبونیدس کی سورج کے دیوتا شمس کی مردک کے برابر تعظیم اور تکریم کرنے کی حرکت سے غصہ میں آکر شہر کے پھاٹک کھول دئے اور فارسی لشکر کو اندر آنے کی کھلم کھلا اجازت دیدی۔ (۵۳۹ قبل از مسیح) اس طور پر ایشیا کی تیسری بڑی دُنیوی طاقت تمام ہوئی اور چوتھی کی بنیاد پڑی ٭

**مادی فارسی سلطنت** - فارسی اُن فرمانروا قوموں سے جو ان سے پہلے گذریں مختلف تھے۔ یہ خاندان جو ایرین نسل سے تھا اور طبیعت اور مزاج میں اسوریوں اور بابلیوں کی نسبت زیادہ نرم دِل۔ حلیم الطبع تھے اور اپنی مفتوحہ قوموں کے اوپر جبر و تشدد بہت کم روا رکھتے تھے بادشاہ کو فی الحقیقت اختیارِ مطلق حاصل تھا اور جیسا کراسنر کی کتاب میں لکھا ہے وہ اپنی رعایا کے جان و مال پر پُورا پُورا اقتدار رکھتا تھا۔ پھر بھی فارسی حکومت نسبتاً ملائم دل اور بُردبار طبیعت تھی ٭

خورس نے اپنی نئی بابل کی رعایا کے ساتھ شفقت اور مہربانی کا سلوک کیا۔ اُن کے مذہب اور دیوتاؤں کی واجبی تعظیم اور عزت کرنے سے اُن کے دلوں کو موہ لیا اور اُنہیں اپنا ہوا خواہ بنا لینے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ اُس نے جلاوطنوں کو جو حالتِ اسیری میں بابل میں آئے تھے اپنے اپنے ملکوں کو لوٹ جانے

کی اجازت دی۔ یہودیوں کی طرف اُس نے خاص توجہ دی۔ خورس نے ایک فرمانِ شاہی نافذ فرمایا (یسعیاہ ۴۴ : ۲۸ و ۴۵ : ۱-۴ یرمیاہ ۲۵ : ۱۲ و ۳۳ : ۷-۱۰ - عزرا ۱ باب) جس میں اُس نے اُنہیں اجازت دی کہ یروشلیم کو جائیں اور اپنے شہر اور ہیکل کو از سرِ نو تعمیر کریں۔ اُس نے ہیکل کے ظروف بھی جو نبوکدنضر اپنے ہمراہ لے آیا تھا اُنہیں واپس دے دئے ۔

فارسیوں کا مذہب دُوئیت تھا یعنی دو بڑی روحانی طاقتوں کو مانتا تھا۔ اِن میں سے ایک کو جو نیکی کی بانی تھی اُہرمزد اور دوسری کو جو بدی کی بانی تھی اہرمن کہتے تھے۔ اُہرمزد زندگی کا دینے والا اور تمام اچھی چیزوں کا سرچشمہ تھا۔ اہرمن موت اور ہر طرح کی آفتوں مثلاً افلاس کُشت وخون۔ بیماری۔ گناہ اور موت کا منبع تھا۔ اِس کے زیر بہت سی بدروحیں تھیں جن کے ذریعہ وہ اپنے بد ارادوں کو پورا کرتا تھا ۔

فارسیوں کے پاس بُت اور مورتیں تو نہیں ہوتی تھیں۔ وہ فطرت کی چیزوں مثل سورج۔ چاند۔ ستاروں۔ آگ اور تمام روشنی دینے والے اجرام اور اجسام کو خُدا کا نشان سمجھتے تھے۔ اُن کی عبادت جو قربانی وغیرہ سے مستغنی تھی سیدھی سادی اور زیادہ تر دُعا اور ستائش سے بھری ہوئی تھی۔ اُن کی مقدس کتاب کو جس میں مذہبی قوانین۔ گیت اور دعائیں بکثرت ہیں ژنداوستہ کہتے ہیں ۔

مادی فارسی بادشاہت بہت تھوڑے عرصہ یعنی صرف دو سال

تک قائم رہی۔ خورس کے بعد اُس کا بیٹا کمبیسس جو ایک آوارہ گرد
اور سن موجی شاہزادہ تھا وارثِ تخت و تاج ہوا۔ اس کی وحشیانہ تدبیروں
اور تجویزوں کی بدولت اسے پاگل کا خطاب ملا۔ لیکن اس نے مصر
کو فتح کرکے اپنی لمبی چوڑی سلطنت میں ملحق کیا۔ اس کی بادشاہت
مغرب میں بحیرۂ ایجئن اور دریائے نیل سے لے کر دریائے سندھ
تک پھیلی ہوئی تھی۔ دارا اوّل نے سلطنت کو اس طرح مضبوطی بخشی۔
کہ اُسے صوبوں میں منقسم کیا اور حکومت کے قواعد اور طریقے مقرر کئے۔
اس نے یونان کو فتح کرنے کے عزم سے اُس پر چڑھائی کی مگر وہ اپنی
کوشش میں ناکام رہا۔ ازقسس نے جو آستر کی کتاب کا اخسویرس
سمجھا جاتا ہے ایک بھاری لشکر کی بھیڑ بھاڑ کے ساتھ جس کی مانند
لشکر دُنیا نے کبھی نہیں دیکھا تھا یونان پر اسی قسم کی چڑھائی کی۔ لیکن
وہی ہولناک نتیجہ اس کی جھولی میں پڑا (۴۸۰ قبل از مسیح) اس کے
بعد ارتخششتا لانگی مانس ("لمبے ہاتھ والا") نے جو عزرا اور نحمیاہ کے ایّام
میں بادشاہت کرتا تھا (۴۶۶-۴۲۵ قبل از مسیح) تاج شاہی زیب
سر کیا۔ اس کے دورِ سلطنت میں خورس کے فرمان کے کوئی پچھتر برس
بعد عزرا یروشلیم کو گیا ٭

ارتخششتا دوئم اپنے عجیب و غریب حافظہ کے سبب ارتخششتا
منیمون کہلاتا تھا۔ اس کا بھائی خورس جسے اس نے ایشیائے کوچک
کا عامل بنا دیا تھا باغی ہو گیا اور اُس نے اس کے خلاف وہ یورش کی

جس کا بیان زینوفن نے اے نیبیسس (بمعنی پرورش) میں کیا ہے۔
کونائی کے جنگِ عظیم میں خورس نے شکست کھائی اور مقتول ہوا (۴۰۱
قبل از مسیح) فارسی بادشاہوں کے سلسلہ میں آخری بادشاہ دارا سوئم
تھا جس کو سکندر اعظم نے ۳۳۱ قبل از مسیح میں شکست دی ॥

# تیرھواں باب

## اسور یا شام کے بیان میں

اِس کو انگریزی بائبل میں سیریہ اور عبرانی میں ارام لکھا ہے۔ پر اردو میں اسور آیا ہے اِس کے بے ٹھکانہ نام سے بعض اوقات ایک کشادہ قطعہ مراد لیا جاتا تھا جس میں فلسطین۔ فنیکی اور اِن کا شمالی علاقہ بھی شامل سمجھا جاتا تھا۔ محدود معنی میں اِس کا اطلاق صرف دمشق اور اُس کے اِرد گرد کے چھوٹے سے علاقہ پر ہوتا تھا مگر زیادہ خصوصیت سے یہ مُلک تھا جو فلسطین کے شمال کی طرف مشرق میں دریائے فرات اور مغرب میں فنیکی۔ بحر اعظم اور ایشیا کوچک تک پھیلا تھا؛

اسور کا شمالی حصّہ بلند اور مشرقی ہموار صحرائے عرب تک پھیلا ہے۔ شمال مغربی حد پر امانس اور طارس کے پہاڑ واقع ہیں۔ لبنان اور اینٹی لبنان کے متوازی سلسلے جو فلسطین کے شمال میں ہیں اِن کے مابین ایک تنگ اور لمبی وادی ہے جسے کولے سیریہ (کھوکھلا سیریا) کہتے۔ خاص دریا لطنی اور انطس اور براڈ یا ابانہ ہیں؛

کولے سیریہ۔ کولے سیریہ جو کہیں کہیں کوہ لبنان کی اُبھری ہوئی لوکوں میں چھپی پڑی ہے عرض میں مختلف تین یا چار میل سے

پندرہ میل تک ہے ۔یہ وادی اپنے شمالی سرے پر ٹیڑھی ہو کر مغرب میں بحیرہ روم کے پاس آنکلتی ہے ۔اس میں دو ڈھلوان ہیں ایک شمالی دُوسرا جنوبی ۔ دریا جو اسے سیراب کرتے مختلف طرفوں میں بہتے اور اس وادی کو سیریہ کی باقی زمین کی نسبت زیادہ زرخیز اور خوبصورت بنا دیتے ہیں ۔اسی وادی کے ذریعہ فرات اور دجلہ کے ملکوں اور ساحل بحر کے درمیان سفر کیا جاتا تھا ۔قدیم زمانہ میں اس وادی کے بیچ بڑے مشہور و معروف شہر آباد تھے جن میں سے بالبق اور حمات ہیں ۔ (عموس ۶ : ۲ ) ۔

**دریائے ۔لطنی یا لیوُنطس** ۔ بالبق کے کھنڈروں کے جنوب سے چھ میل کے فاصلہ پر ایک جھیل سے نکلتا اور پہلے جنوب اور پھر مغرب کو گھوم کر لبنان کی ایک تنگ وادی میں بہتا اور صور سے شمال کی طرف پانچ میل پر بحیرہ روم میں گر جاتا ہے ۔یہ دریا غربی فلسطین کی شمالی حد ہے ۔

اورنطس ۔ بالبق کے پاس سے نکلتا اور شمال کی طرف کوۓ سیریہ کی سرسبز اور شاداب وادی میں بہتا اور پھر کوہ امانس کے مغرب کی سمت لوٹ جاتا اور ۲۰۰ میل کا راستہ طے کر کے بحیرہ روم میں جا گرتا ہے ۔

ابانہ یا براڈا ۔ اینٹی لبنان سے نکل کر جانب شرق پہلے تو متوازی سلسلوں کی گھاٹی میں بہتا اور پھر کھلے میدان میں نکل کر

کئی شاخوں میں پھٹ جاتا ہے۔ اپنی روانی کے فیض سے دمشق کی آبپاشی کرتا اور گیہوں کے ہرے بھرے کھیتوں اور میدانوں کے مسرت افزا باغوں کو سیراب کرتا" ویرانہ کو شادمان اور گلاب کی مانند شگفتہ" بناتا ہے۔ عجب نہیں کہ نعمان کے دل میں اِس دریا کی حرمت اِس درجہ تک ہو کہ وہ ایسے حقارت آمیز الفاظ منہ سے نکالے "کیا اور فرفر دمشق کی نہریں اسرائیل کے تمام دریاؤں سے بہتر نہیں " ۲ سلاطین ۵ : ۱۲۰) اس دریا کا پانی میدان کے سیراب کرنے اور اُسے دنیا کے تمام حصّوں سے زیادہ زرخیز اور خوشنما بنانے کے بعد آگے جاکر دلدل میں یا صحرا کے پاس ایک جھیل میں گم ہو جاتا ہے ؀

مُلکی تقسیم۔ اسور قدیم زمانہ میں بہت سی شہری ریاستوں پر مشتمل تھا۔ شہری ریاست سے وہ ریاست مراد ہے جو ایک خاص شہر کو اپنا مرکز بنا کر اُس کے اردگرد کے ملک پر حکمران ہوا کرتی تھی۔ اِن ریاستوں یا بادشاہتوں میں سے بعض بڑی نامور گذری ہیں لیکن ایک بھی اِن میں سے ایسی نہیں گذری جس نے سارے مُلک پر اپنا واحد قبضہ یا حکومت حاصل کی ہو۔ یہ بادشاہتیں ہمیشہ یا تو آپس میں اور یا متفق ہو کر غیر مُلکی مخالفوں کے ساتھ جو انہیں اپنے ماتحت لانا اور اُن پر اپنی بزرگی جتلانا چاہتے تھے لڑائی جھگڑوں میں مصروف رہیں ؀

اس قسم کے اتحاد اور اتفاق کا نمونہ جب کہ بارہ بادشاہوں نے باہم مل کر سلمنذر روم کے ساتھ لڑائی کی ایک حملہ آور کے خلاف اسوری دفتر میں مندرج ہے۔ شاہِ اسوریہ کرکمس اور شمالی اسور کی ریاستوں پر اپنا اختیار بڑھا کر جنوب کی چھوٹی چھوٹی ریاستوں کی طرف بڑھا۔ اخیاب شاہِ اسرائیل بن ہدد شاہِ دمشق۔ حمات کا بادشاہ اور نو دیگر کم مشہور بادشاہ اسوریہ کے "شاہِ اعظم" کے مقابلہ پر اور انطس کے اوپر مقام کرکر میں فراہم ہوئے (۸۵۴ ق م) سلمنذر بیان کرتا ہے، کہ میدان جنگ اُس کے ہاتھ رہا لیکن وہ کسی شہر کے فتح یا خراج کے بارے میں کچھ بیان نہیں کرتا۔

خاص شہر۔ اور طاقت کے مرکز دمشق۔ کرکمس اور حمات تھے۔

دمشق۔ یہ شہر دنیا کے سب سے پُرانے شہروں میں سے ایک ہے۔ ابراہام کے زمانہ میں بھی یہ شہر موجود تھا۔ چنانچہ پیدائش ۱۵: ۲ میں ذکر آتا ہے کہ ابراہام کا بڑا وفادار نوکر الیعزر یہیں کا تھا۔ یہ شہر دریائے بردی پر واقعہ ہے جو انطاکیہ سے ۲۰۰ میل جنوب کی طرف اور یروشلیم سے شمال مشرق کی طرف ۱۲۰ میل کے فاصلہ پر تھا۔ یہ بڑے زرخیز اور شاداب قطعۂ زمین میں واقعہ ہے۔ جس میں دریا اور نہریں بہتی تھیں۔ نعمان کوڑھی بھی ابنا اور فرفر کی نہروں کا ذکر کرتا ہے۔ یہ شہر کئی صدیوں تک اسور کے بادشاہوں کا پایہ تخت

رہا ہے۔ مشرق میں یہ شہر اپنی مشہوری کے سبب چشم مشرق کہلاتا ہے۔ یروشلیم سے دمشق تک ایک بڑی شاہراہ تھی جس پر جاتے ہوئے شاؤل نے خداوند مسیح کو دیکھا اور دمشق میں حنانیاہ کے ہاتھ سے مسیحی ہوا۔(اعمال ۹ باب)۔ پرانے عہد نامہ کی تواریخ میں دمشق اور اس کے بادشاہوں کے ساتھ بنی اسرائیل کے بادشاہوں کی لڑائیوں کا ذکر ہے۔ ۱سلاطین ۱۱: ۲۴ و ۱۵ : ۱۸ و ۲ سلا ۱۴ : ۲۵ ۔ ۲۸ و ۱۶ : ۹ ۔ نبیوں کی کتابوں میں دمشق اور آرام کے متعلق بہت سی پیشینگوئیوں کا ذکر ہے۔

یہ شہر ابھی تک موجود ہے اور بڑا بھاری بارونق تجارتی شہر ہے۔ پرانے زمانہ کی مسیحی یادگاریں مثلاً وہ گھر جس میں پولوس رسول تین دن رہا جب اس کو کچھ نظر نہیں آتا تھا اور حنانیاہ کی قبر وغیرہ؛ لیکن آبنائے سوئز کے ذریعہ تجارت کے بدل جانے سے اس کی رونق پر سخت صدمہ پہنچا ہے ؛

کرکمس۔ جو فرات کے منبع پر واقع تھا اب جرابلس کے کھنڈروں میں نظر آتا ہے۔ صدیوں تک یہ مقام شمالی اسور کی حتی بادشاہت کا پایۂ تخت رہا اور ایک عام رہگذر اور بلند جگہ پر واقع ہونے کے سبب بڑا شہر بن گیا۔ ایک زمانہ تک مصر اور اسوریہ کے مابین لڑائی اور فساد کی جڑ بھی رہا۔ مجدّو کی لڑائی کے بعد (۶۰۸ قبل از مسیح)، فرعون نکوہ اس پر قابض ہوا لیکن تین سال بعد نبوکدنضر نے

اسے پھر چھین لیا (۲ تو ۱ ۳۵ : ۲۰ - ۲۴ و یرمیاہ ۴۶ : ۲) ٭

حمات - اورانطس پر - وسطی کورس کے قریب اور مُلک موعود کی شمالی حد پر واقع تھا - بائبل میں بار بار اس کا نام آتا ہے (گنتی ۱۳ : ۲۱ و ۳۴ : ۸) ضوبہ کے بادشاہ کی شکست پر یہاں کے بادشاہ نے داؤد کے پاس تحفوں کے ساتھ مبارکباد بھیجی (۲ سیمو ۸ : ۹ و ۱۰) سلیمان کے عہد میں یہ اسرائیل کے تابع تھا لیکن پھر خود مختار ہو گیا - یربعام ثانی کے عہد میں دوبارہ فتح کیا گیا (۲ تو ۱ ۸ : ۴ و ۲ سلا ۱۴ : ۲۸) آخر میں اس کا ذکر اُن جگھوں میں ملتا ہے جنہیں سنحرب نے فتح کیا (۲ سلا ۱۸ : ۱۳ و ۱۹ : ۱۳) ٭

یالبق " بعل کا گھر" یا "سورج کا شہر" یہ لفظ یونانی ہلیو پولس کا مرادف ہے - کولے سیریہ کے بیچ دمشق کے شمال مغرب ۳۵ میل پر واقع اور بعل کی پرستش کا مرکز تھا - یہ اپنے کھنڈروں کے لئے جن میں وڈے مندر بھی داخل ہیں مشہور ہے ٭

تمر یا تدمور (" کھجوروں کا شہر ") دمشق کے شمال مشرق ۱۵۰ میل کے فاصلہ پر بیابان کے بیچ ایک نخلستان میں واقع اور مشرق اور مغرب کے درمیان کاروانوں کے اُترنے کی خاص جگہ تھا - آج کل اس کی شہرت اُن کھنڈروں کے سبب ہے جن میں سورج دیوتا کا مندر اور ستونوں دار لمبی لمبی گلیاں داخل ہیں (۲ تو ۱ ۸ : ۴ و ۱ سلا ۹ : ۱۸) ٭

ربلہ - حالبق کے شمال و مشرق ۳۵ میل کے فاصلہ پر ایک سرسبز میدان میں اور انطس کے مشرقی کنارہ پر واقع تھا - یہاں مصری اور بابلی فوجیں آس پاس کی قوموں کے ساتھ لڑائی کے موقعہ پر خیمہ زن ہوا کرتی تھیں - اسی جگہ فرعون نکوہ کرکمس کی فتح کے بعد مقیم ہوا اور یروشلیم اور صور کے محاصرہ کے وقت بنوکدنضر نے ربلہ ہی کو اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا ۔

انطاکیہ - یروشلیم کے شمال مغرب ۳۰۰ میل اور اورانطس کے دہانہ سے ۱۶ میل پر واقع تھا - اس کی بنا سلوکس نکاطور نے ۳۰۰ برس قبل از مسیح میں ڈالی پہلے سلوکسوں اور پھر رومی بادشاہوں کے زمانہ میں اسور کا دارالخلافہ تھا - آبادی اور شہرت کے اعتبار سے یہ شہر رومی بادشاہت میں تیسرے درجہ پر تھا جس کا مرتبہ روم اور اسکندریہ کے بعد تھا - اس کا صدر بازار ایک سرے سے دوسرے تک چھتا ہوا تھا اور شہر کو "حسین انطاکیہ" یا "مشرق کا تاج" کہتے تھے - اس کی بڑی تجارت کے سبب بہت سے یہودی یہاں آکر آباد ہوئے اور ان تمام کو اس جگہ کی شہریت کے حقوق بھی حاصل ہوئے تھے - اگرچہ یہ شہر اپنی بداخلاقی میں بڑا مشہور تھا پھر بھی غیر قوم میں مسیحیت کی ابتدا اسی شہر سے ہوئی اعمال ۱۱ : ۲۶ ) یہ شہر رسولوں کے زمانہ میں مسیحی مشنری کام کا مرکز بنا اور پولوس اور برنباس یہیں سے کلیسیا کی طرف سے بھیجے ہوئے

پہلے مشنری دورے پر نکلے۔ اعمال ۱۳: ۱-۴ ۔ اسی جگہ "شاگرد پہلے مسیحی کہلائے" (اعمال ۱۱: ۲۶)۔

دفنی ۔ حوالئے انطاکیہ۔ پانچ میل کے فاصلہ پر۔ اپنے درختوں باغوں۔ چشموں۔ حماموں اور مندروں کے لئے مشہور تھا۔ اپالو اور ارتمی جن کی عبادت یہاں ہوتی خاص دیوتا تھے۔ دفنی اُن لوگوں کی جائے پناہ تھا جو قانون کی گرفت سے بچنے کے لئے یہاں آتے تھے۔ لہذا مفرور۔ غلام۔ قرضدار اور ہر نوع کے مجرم اس جگہ بھرے رہتے تھے۔

سلوکیہ ۔ اورانطس کے دہانہ پر انطاکیہ کی بندرگاہ تھا۔

تواریخی حال ۔ اسور کی بادشاہتوں کے تعلقات اسرائیلیوں کے ساتھ ایک پہلو پر نہیں رہے یہ عموماً مخالفانہ تھے۔ داؤد نے دمشق۔ رحوب اور بعض اور ریاستوں کو فتح کیا اور غالباً اس عہد میں یہ جگہیں مطیع اور تابعدار ریاستیں بنی رہیں (۲سموئیل ۸: ۳-۶ و ۱۰: ۶) دمشق نے سلیمان کے عہد میں اپنی آزادی بحال کی (۱سلا ۴: ۲۱ و ۱۱: ۲۴) اسرائیل کی شمالی بادشاہت اور دمشق کے درمیان جن کی حدیں باہم ملی تھیں اکثر کشت وخون کی گرم بازاری رہی۔ کبھی کبھی یہ دونو بادشاہتیں اپنے ساجھی مخالف کی مخالفت پر متفق بھی ہو جایا کرتی تھیں۔ ایک دفعہ جب یہوداہ اور اسرائیل کے بادشاہوں کے درمیان لڑائی ہوئی تو آسا

یہوداہ کے بادشاہ نے بن ہدد شاہ دمشق کو جو اسرائیل کا مددگار تھا تحفے اور نذرانے دے کر اپنی طرف کر لیا (۱ سلا ۱۵: ۱۹ و ۲ تو ا ۱۶:
۳) کچھ دن بعد بن ہدد نے عمری شاہ اسرائیل کے قبضہ سے کئی ایک شہر کھینچ لئے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ عمری کے نئے دارالخلافہ سامریہ پر ایک طرح کی بادشاہی بھی کرتا تھا (۱ سلا ۲۰:
۳۴) پھر اخیاب کے زمانہ میں بن ہدد نے بتیس باجگذار بادشاہوں کی معیت سے اسرائیل کے ملک پر چڑھائی کی۔ سامریہ کے محاصرہ پر معاملات خطرناک ہو رہے تھے کہ اسی اثناء میں من چلے اور نوجوان بہادروں کی ایک جماعت نے شہر سے نکل کر انہیں بھگا دیا (۱ سلا ۲۰: ۱-۲۱) چند مہینوں بعد اہل سیریہ یا ارامی لشکرِ جرّار کے ساتھ جو اسرائیلی جمعیت سے کہیں زیادہ تھا پھر آموجود ہوئے لیکن اب کی دفعہ بھی فتنہ انگیز ہزیمت کھائی اور بن ہدد بھی گرفتار ہو گیا۔ مگر اس ارامی نے اپنے ہوشیار اور راہ کار سفیروں کی چالاکی اور ہوشیاری کی بدولت مخلصی حاصل کی اور ایک عہد باندھا جسے اس نے کبھی پورا نہ کیا (۱ سلا ۲۰: ۲۲-۳۴) تین سال امن اور صلح رہی لیکن اس کے بعد تازہ چھیڑ چھاڑ شروع ہوئی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت اخیاب نے حملہ کیا اور اس کا ارادہ تھا کہ راماتِ جلعاد کو جو یردن کے مشرق میں واقع تھا پھر حاصل کرے (۱ سلا ۲۲: ۱-۳۸) اس موقع پر اسرائیل اور یہوداہ کے بادشاہ باہم متفق ہوئے مگر

دونوں نے شکست کھائی اور اخیاب قتل ہوا۔ ایک دفعہ یہو رام کے زمانہ میں بن ہدد نے اسرائیل پر لشکر کشی کی لیکن جب بہ سامریہ کو جو کال کے ہاتھوں تباہ اور پریشان ہو رہا تھا گھیرے ہوئے تھا تو ارامیوں کو ایک غیر معمولی آواز سنائی دی جو ممکن ہے کہ زلزلہ سے پیدا ہوئی ہو۔ پس آرامی لشکر خوف اور ہڑبڑی میں اپنا تمام مال و اسباب چھوڑ کر بھاگ گیا (۲ سلا ۶: ۲۴-۳۳ و ۷: ۱-۲۰)۔

آخرش خزائیل نے جو بن ہدد کو قتل کر کے دمشق کا بادشاہ بن گیا تھا اسرائیل اور یہوداہ کی متحدہ سپاہ کو رامات جلعاد پر زک دیکر اپنی رعیت اور سلطنت بنا لیا (۲ سلا ۸: ۲۸ و ۱۰: ۳۲ و ۳۳ و ۱۳: ۳-۷) مگر یہوداہ کے بادشاہ نے حزائیل کے پاس عمدہ عمدہ تحفے اور ہدیے بھیجنے سے اپنا دار الخلافہ بچا لیا (۲ سلا ۱۲: ۱۷ و ۱۸)۔

بن ہدد سوم شاہ دمشق کے عہد میں یہو آس شاہ اسرائیل نے پے در پے فتحیابیاں حاصل کر کے امورپوں سے اپنے علاقے پھر لیلئے۔ (۲ سلا ۱۳: ۲۵) یربعام ثانی نے اور بھی فتوحات کیں جن میں اس نے اسرائیل کے واسطے دمشق اور حمات کو فتح کیا (۲ سلا ۱۴: ۲۸) ایک سو برس بعد اسرائیل اور دمشق کے بادشاہ یہوداہ کی مخالفت پر پھر ملے ہوئے نظر آتے ہیں (۲ سلا ۱۵: ۳۷) اس موقعہ پر آخز شاہ یہوداہ نے اسور کے بادشاہ سے کمک کی التجا کی (۲ سلا ۱۶: ۵-۹) تگلت پلاسر جو آپ اسور سے لڑ رہا تھا اس

پیغام سے بڑا خوش ہوا کیونکہ اس سے اُسے اپنی فتح کی تجویزوں
کو عمل میں لانے کا عمدہ موقعہ مل گیا چنانچہ اُس نے بلا تامل
یہ درخواست فوراً منظور کر لی جس کا نتیجہ دمشق کی آخری بربادی
اور اُس کے باشندوں کی اسُوریہ میں جلاوطنی ہوا (عموس ۱: ۵) ؎

# چودھواں باب
## فنیکی کے بیان میں

**وسعت**۔ قدیم فنیکی میں ساحل کے نشیب کا تھوڑا سا حصہ جو بحیرہ رُوم اور کوہستانِ لبنان کے مابین ہے شامل تھا۔ فنیکی خاص کا طول ۲۸ میل اور مختلف عرض ایک میل سے پانچ میل تک تھا لیکن مُلک کی فضیلت دُنیا کے معاملات اور واقعات پر اس کی تاثیر رقبہ کی کمی سے کہیں زیادہ تھی ؎

اس کی وسعت مختلف زمانوں میں مختلف رہی۔ ایک وقت بحیرہ اعظم کے ساحل کے کنارے کنارے ایک سو میل بلکہ اِس سے بھی زیادہ علاقہ اس میں داخل تھا۔ یہ سرزمین "مُلکِ موعود" کی حدود کے اندر تھی لیکن بنی اسرائیل نے اسے کبھی فتح نہیں کیا۔ فنیکی نام پُرانے عہد نامہ میں کہیں نہیں آیا مگر نئے عہد نامہ میں بار بار آتا ہے (اعمال ۱۱: ۱۹ و ۱۵: ۳ و ۲۱: ۲)۔ قدیم باشندے اسے کنعان یا کنعان کے نام سے جس کے معنی نشیب قطعہ ہیں پُکارتے تھے ؎

**آب و ہوا**۔ گرم اور زمین زرخیز ہے جس میں بکثرت

میوہ جات مثل نارنگی ۔لیمو۔ انجیر۔ آڑو اور انار پیدا ہوتے تھے۔
باشندے۔ جن کو عام طور پر بائبل میں زیدونی کہا گیا ہے بڑے ذکی اور کلوں کے فن میں بڑی مہارت رکھنے والے تھے۔ اُن لوگوں نے خاصکر جہاز اور چاندی کے اسباب اور زیورات بنانے میں بڑا نام پیدا کیا اور ساحل کی ریت سے شیشہ بنانے کا ہُنر نکالا اور گاہڑا قرمزی رنگ جسے "صبادانی احمر" کہتے تھے۔ ایک عجیب و غریب گھونگے سے جو مہنگ مولا تھا بنایا کرتے تھے۔ فنیکی عورتیں کشیدہ نکالنے میں بڑی کمالیت اور دسترس رکھتی تھیں۔

اہل فنیکی تجار اور سوداگر پیشہ تھے جو دُور دُور کے مُلکوں مثلاً ہسپانیہ یا سپین ۔انگلستان ۔عرب اور ہند میں جاتے اور ان مُلکوں کی پیداوار کے ساتھ واپس آتے تھے ۔اپنے مُلک کی تنگ حُدود سے تنگ آکر بعض دوسرے مُلکوں میں جاکر بسنے لگے۔ کارتھیج جو شمالی افریقہ میں رُوم کا بھاری رقیب شہر تھا فنیکیوں نے ہی بسایا تھا۔

فنیکی اسرائیلیوں کے قریبی ہمسایا تھے اور آپس میں کمال ملنساری اور تپاک سے رہتے تھے اور تجارت کیا کرتے تھے۔ سلیمان نے ہیکل کی تعمیر کے وقت شہتیر اور لائق کاریگر فنیکی سے منگوائے اور اس کے معاوضہ یا صلہ میں اُن کو گندم اور روغن

دیا (۲ تو ا ۲ : ۱۶ و اسلا ۵ : ۹) اور حورام شاہِ صُور کو گلیل کے بیس شہر عطا کیے (۱ سلا ۹ : ۱۱-۱۳) اخیاب شاہِ اسرائیل نے ایک فنیکی شہزادی سے شادی کی ۔

فنیکی زبان کا لب و لہجہ عبرانی تھا۔ تحریری زبان کے حروف تہجی کے مُوجد جنہیں بعد میں اور قوموں نے بھی اختیار کیا یہی لوگ بتائے جاتے ہیں ۔

اہل فنیکی زیادہ تر بعل اور عستارات کی پرستش کرتے اور اُن کو اپنے خاص دیوتا سمجھ کے پوجتے تھے۔ بعل جس کے معنی مالک یا صاحب ہیں اور جو عام طور پر الٰہی وجود پر بولا جاتا تھا مختلف ملکوں میں مختلف دیوتاؤں کے لئے مستعمل ہوتا تھا بلکہ بعض اوقات سچے خدا یہوواہ پر بھی عاید ہوتا تھا (ہوسیع ۲ : ۱۶) دیوتا کے نام کے ساتھ اُس کی شخصیت یا کام کے لحاظ سے خاص قسم کے لقب بھی لگا دئے جاتے تھے مثلاً بعل زبوب، فلسطیوں کا مکھیوں کا دیوتا بعل بیور' خلا کا دیوتا "جسے موآبی پُوجتے تھے اِس کی جمع بعلیم ہے۔ عستارات یا عستاراتی جو عشق کی دیوی تھی مقدس درخت کی شکل میں اپنی شبیہہ کی جھلک دکھاتی اور درختوں کی گھنی جگہوں میں پوجی جاتی تھی۔ بدترین نفسانی اور شہوانی ناپاکیاں عبادت کا جزو تھیں۔ عستارات اُن جھوٹے دیوتاؤں میں سے ایک تھی جنہیں سلیمان نے اختیار کیا (۱ سلا ۱۱ : ۵) بعل کی پرستش کو اسرائیل کی بادشاہت

میں اخیاب کی جورو عزابیل نے رواج دیا ؏

مُلک فنیکی سیاست اور حکومت کے لحاظ سے ایک واحد حاکم کے جو اختیار مطلق رکھتا ہو ماتحت نہ تھا بلکہ خاص شہر جن میں صُور اور صیدا خاص دخل رکھتے تھے ایک عہد نامہ میں شریک ہو کر حکومت کرتے تھے۔ دوسرے بڑے بڑے شہر اور قصبے ارقوَد۔ جبَل۔ بیَرتی تس۔ صرفتہ اور اکو تھے۔ ابتدا میں صیدا فرمانروا شہر تھا لیکن بعد ازاں صُور اس پر سبقت لے گیا۔ جب دان کے لوگوں نے قاضیوں کے زمانہ میں فنیکی کی آبادی لیس کو برباد کیا تو لکھا ہے کہ صیدا سے دُور ہونے کے سبب کوئی اس کا چھڑانے والا نہ ہوا۔ اگرچہ صُور اس جگہ سے بہت قریب ہے لیکن اس بیان سے صاف ظاہر ہے کہ یاری اور مددگاری کا اصل چشمہ صیدا ہی تھا (قاضی ۱۸: ۲۸) ؏

شہر صُور۔ جو یافہ سے ۸۵ میل شمال کی طرف اور ناصرت سے قریباً ۳۰ میل پر واقع ہے پہلے پہل سمندر کے کنارہ پر بسا تھا۔ یہ شہر بڑا مضبوط اور پائیدار تھا اور تیرہ سال تک بنوکدنضر کے محاصرہ کے خلاف اڑا رہا۔ اس کے کچھ مدت بعد یہ شہر ایک چھوٹے سے ٹاپو میں جو ساحل سے قریباً آدھ میل پر تھا آباد ہوا۔ جانب ساحل ۱۵۰ فٹ اونچی دیوار حفاظت کے لئے اٹھائی گئی۔ اس نئے شہر کو سکندر اعظم نے سات ماہ کے محاصرہ کے بعد لے لیا ؏

حورام صُور کا بادشاہ لین دین اور کاروباری امور میں داؤد اور

سلیمان سے گہرا تعلق رکھتا تھا چنانچہ سلیمان اور وہ دونو بحیرۂ قلزم کی جہازرانی میں ہمساز بنے (۱سلا ۹: ۱۱-۱۳) کچھ مدت بعد صُور کے باشندے عبرانی اسیروں کو غلامی میں بیچنے کے سبب سخت عتاب اور ملامت کے مورد ہوئے (یوایل ۳: ۴ وعموس ۱: ۹) ॰

**صیدا۔** جسے یشوع کے زمانہ میں "صیدائے اعظم" کہتے تھے صور سے ۲۰ میل شمال کو واقع تھا (یشوع ۱۱: ۸ و ۱۹: ۲۸) فارسی حکومت کے ماتحت صیدانیوں نے علم بغاوت بلند کیا لیکن شکست فاش کھانے پر اپنے میں سے پانسو سرآوردہ اشخاص معافی کے لئے بطور سفارت بھیجے مگر یہ سب کے سب تلوار کا لقمہ بنے۔ اہل شہر نے بے رحم بادشاہ کے ہاتھوں میں مبتلا ہونے سے موت غنیمت جانی چنانچہ مکانوں کو آگ لگادی اور بال بچوں سمیت اُس میں جل کر راکھ ہو گئے ॰

**اروَد** (ارادس) یہ شہر جو فنیکی کی شمالی انتہا کے شہروں میں سے ایک ہے خشکی سے دو میل کے فاصلہ پر چھوٹے سے جزیرہ میں واقع تھا (پیدائش ۱۰: ۱۸ وحزق ۲۷: ۸) ॰

**جِبل** (ببلس) ادونس کی پرستش گاہ تھا۔ اہلِ جِبل جہاز سازی میں اعلیٰ دستگاہ رکھتے تھے (حزق ۲۷: ۹) ॰

**صَرفتہ۔** نئے عہدنامہ کا صارپت اُس بیوہ کا گھر تھا جس نے ایلیاہ نبی کی مہمانداری کی (۱سلا ۱۷: ۹) ॰

**بیروت** ۔ زمانۂ حال کا بیرؔتس نسبتاً نو آباد اور تجارتی شہر ہے۔ آج کل یہاں ایک عیسائی کالج ہے ۔

**اکوؔ** (اکا) انجیل کا پطولیمس اور زمانۂ حال کا ایکرؔ اشر کے فرقہ کو دیا گیا تھا (قاضی ۱: ۳۱) لیکن اصل باشندے کبھی بیدخل نہیں ہوئے۔ پولوس یروشلیم جاتے وقت یہاں آیا (اعمال ۲۱: ۷)۔

# پندرھواں باب

## مصر کا بیان

**تقسیم اور نام۔** مصر عام طور پر بائبل میں مصرائم کہلاتا ہے جو مصر کا صیغۂ تثنیہ ہے۔ نام کی ایسی صورت جس کے معنی "دو مصروں" کے ہیں غالباً ملک کے دو قدرتی حصوں کے دکھلانے کے لئے ہوگئی جن کو فراز اور نشیب مصر کہتے ہیں۔ اور نام جو بائبل میں استعمال ہوئے حام کی سرزمین (زبور ۷۸: ۵۱ و ۱۰۵: ۲۳ و ۲۷) رہب (زبور ۸۷: ۴ و یسعیاہ ۵۱: ۹) اور فتروس (یسعیاہ ۱۱: ۱۱ و یرمیاہ ۴۴: ۱ و ۱۵) ہیں۔ مصر کا قدیم نام کمت (سیاہ) تھا جو غالباً ساحل بحر کی زمین کے رنگ کے سبب دیا گیا۔

مصر افریقہ کے شمال مشرق میں واقع اور دو قدرتی حصوں یعنی فراز اور نشیب پر تقسیم ہے۔ مصر فراز میں دریائے نیل کی تنگ اور پیچ دار وادی ڈیلٹا تک دو سے بارہ میل چوڑی شامل ہے اور مصر نشیب میں بحیرہ اعظم کے کنارے کا چوڑا اور ہموار میدان جو ڈیلٹا کے نام سے مشہور ہے داخل ہے۔

ان دونو حصوں میں کوئی ۱۱۳۴۲ مربعہ میل زمین ہوگی مگر زراعت

اور کاشت کے قابل زمین اس کل رقبہ کی صرف ایک تہائی ہے۔ ملک کی دو نو طرفوں پر سمندر کی ریت نے بنجر ریگستان پیدا کر دیئے ہیں۔ مصر فراز میں تنگ اور زرخیز وادیٔ نیل چٹانی پہاڑوں سے محیط ہے۔

دریائے نیل۔ جو ملک کی تمام لمبائی میں بہتا بغیر کسی معاون کے اکیلا دریا ہے۔ مصر نشیب میں داخل ہو کر یہ دو شاخوں میں پھٹ جاتا اور پھر آگے جا کر اور کئی شاخیں بن کر بحیرہ روم میں جا گرتا ہے۔

نیل کا منبع وسط افریقہ کی جھیلوں میں ملتا ہے۔ چونکہ اس کے منبعوں کے آس پاس بارش کثرت سے ہوتی یوں موسم برسات میں طغیانی پر آجاتا ہے اور مہینوں تک ڈیلٹا کی نشیب زمین کو ڈھانپے رکھتا ہے۔ مصر نشیب میں یہ طغیانی جون کے آخر میں شروع ہوتی اور پانی متواتر تین مہینوں تک بڑھتا رہتا ہے بعض جگہوں پر یہ طغیانی دریا کی معمولی سطح سے ۲۵ فٹ اوپر ہوتی ہے اور کبھی اس سے بھی زیادہ۔ اس موقع پر ملک گویا سمندر بن جاتا ہے۔ دہانہ کے قریب طغیانی بہت کم ہوتی اور نومبر کے آخر میں زمین بونے کے لئے کافی خشک ہو جاتی ہے۔ درو کے ایام ماہ مارچ ہیں۔

مصر زرخیز اور سرسبز ملک ہے جو قدیم زمانوں سے اناج کی پیداوار کے لئے مشہور چلا آیا ہے۔ متقدمین اسے "دنیا کا ذخیرہ" کہتے تھے گیہوں بڑی بڑی مقداروں میں مصر سے روم کو جاتی تھی چنانچہ وہ جہاز جس پر پولوس روم کو جا رہا تھا مصری گیہوں ہی سے لدا تھا (اعمال

۲۷: ۶ و ۳۸) ؎

مصر نشیب میں لگا ہے بارش بھی ہوتی ہے لیکن کاشتکاری
سراسر آبپاشی پر موقوف ہے۔ اس کی پیداوار کی کثرت کی ایک
بڑی وجہ تو وہ مصنوعی نہریں ہیں جو دریا سے نکلتی اور زمین کو پانی
پہنچاتی ہیں اور دوسری گاڑھی سیاہ مٹی ہے جو سالانہ طغیانی کے
تھم جانے پر پیچھے رہ جاتی ہے ؎

انواع و اقسام کے اناج کے علاوہ مصر میں سن۔ روئی۔ خربوزے
پیاز اور دیگر گرم ملکوں کے میوے جن میں نارنج اور لیمو داخل
ہیں پیدا ہوتے ہیں۔ پے پی رس ایک قسم کی گھاس جو یہاں بہتات
سے پیدا ہوتی تھی اور بطور کاغذ استعمال کی جاتی تھی اب کم
ملتی ہے ؎

جشن۔ وہ قطعۂ زمین تھا جو فرعون بادشاہ نے یُوسف کے
زمانہ میں اُس کے بھائی بنی اسرائیل کو عطا کیا۔ یہ زمین جو ڈیلٹا
کے مشرق بحیرہ قلزم اور ڈیلٹا کے مابین واقع تھی اور جو اُس وقت
بڑی سرسبز اور زرخیز تھی اب غفلت اور لاپرواہی کے سبب ویران
اور سنسان میدان پڑی ہے جس میں بیابان کی ریت اُڑ اُڑ کر جمع
ہو رہی ہے۔ قدیم زمانوں میں اس کے بیچ ایک نہر بہتی تھی جو
دریائے نیل سے نکل کر بحیرہ قُلزم میں گرتی تھی۔ ساحل بحر
کے مُلک کا ایک حصہ رفتہ رفتہ بحیرہ روم میں ملتا جاتا ہے مگر

برخلاف اس کے خلیج سویز کے دہانہ کے پاس نئی زمین جہاں پہلے سمندر کی لہریں موج مارتی تھیں اب خشکی بن گئی ہے ؛

**شہر** ۔ مصر کے پرانے دو بڑے شہر میمفس اور عون تھے جو ایک دوسرے کے قریب ڈیلٹا کے سرے پر واقع تھے ۔ دوسرے شہروں میں سے الیسمبول ۔ تھیبس ۔ ضوآن ۔ پتھوم ۔ رعمیسیس ۔ تحفنیس ۔ مجدال اور پلوزیم تھے ۔ سکندریہ اگرچہ نئی آبادی ہے پھر بھی پرانا سمجھا جاتا ہے ؛

**قاہرہ** ۔ مصر کا موجودہ پایۂ تخت افریقہ کا سب سے بڑا شہر ہے جو ڈیلٹا کے سرے کے نزدیک دریائے نیل سے کوئی ایک میل مشرق کی طرف واقع ہے ۔ یہ شہر جس کی بنا ۹۷۰ء میں ڈالی گئی مسلمانوں کے دارالعلوم یا کلیہ اور کئی عالیشان مساجد کے لئے مشہور ہے ۔ اس کے پڑوس میں مصر کے مشہور مینار ہیں ؛

**میمفس** ۔ مصر کا قدیم دارالخلافہ دریائے نیل کے غربی کنارہ پر قاہرہ سے دس میل جنوب کو واقع تھا ۔ کہتے ہیں کہ اس کی بنا مینس نے جو مصری بادشاہوں کے پہلے خاندان کا بانی تھا ڈالی ۔ یہ شہر مسلمانوں کے اس ملک پر قابض ہونے کے ابتدائی حصہ میں بالکل تباہ و برباد کر دیا گیا ۔ میمفس کے قریب سراپیم ہے جہاں مقدس سانڈ دفنائے جاتے تھے ؛

**ضُوآن یا طانس** ۔ ڈیلٹا کے شمال مشرق ہکساس بادشاہوں

برخلاف اس کے خلیج سویز کے دہانہ کے پاس نئی زمین جہاں پہلے سمندر کی لہریں موج مارتی تھیں اب خشکی بن گئی ہے ۔

شہر۔ مصر کے پرانے دو بڑے شہر میمفس اور عون تھے جو ایک دوسرے کے قریب ڈیلٹا کے سرے پر واقع تھے ۔ دوسرے شہروں میں سے الیمپول تھیبس ۔ خوآن ۔ پتھوم ۔ رعمیسیس ۔ تحفنیس ۔ مجدآل اور پلوزیم تھے ۔ سکندریہ اگرچہ نئی آبادی ہے پھر بھی پرانا سمجھا جاتا ہے ۔

قاہرہ ۔ مصر کا موجودہ پایۂ تخت افریقہ کا سب سے بڑا شہر ہے جو ڈیلٹا کے سرے کے نزدیک دریائے نیل سے کوئی ایک میل مشرق کی طرف واقع ہے ۔ یہ شہر جس کی بنا ۹۷۰ء میں ڈالی گئی مسلمانوں کے دارالعلوم یا کلیۃ اور کئی عالیشان مساجد کے لئے مشہور ہے ۔ اس کے پڑوس میں مصر کے مشہور مینار ہیں ۔

میمفس ۔ مصر کا قدیم دارالخلافہ دریائے نیل کے غربی کنارہ پر قاہرہ سے دس میل جنوب کو واقع تھا ۔ کہتے ہیں کہ اس کی بنا مینس نے جو مصری بادشاہوں کے پہلے خاندان کا بانی تھا ڈالی ۔ یہ شہر مسلمانوں کے اس ملک پر قابض ہونے کے ابتدائی حصہ میں بالکل تباہ و برباد کردیا گیا ۔ میمفس کے قریب سراپیم ہے جہاں مقدس سانڈ دفنائے جاتے تھے ۔

ضوآن یا طانس ۔ ڈیلٹا کے شمال مشرق ہکساس بادشاہوں

کا پایۂ تخت اور بڑا پرانا شہر تھا (گنتی ۱۳ : ۲۲) گمان کیا جاتا ہے
کہ یوسف اسی شہر میں رہتا تھا۔ ضُوآن کے کھنڈروں میں رعمسیس
دوم کا بُت ملا ہے جس کے ٹکڑے سب سے بڑے قد کی مُورتوں
کے ہیں۔ ان ٹکڑوں کے ملنے پر اصل مورت کی بلندی کا اندازہ جو
لگایا گیا ۹۲ یا چبوترہ ملا کر ۱۲۵ فٹ ہے۔ یہ بُت شاہان مابعد میں
سے کسی نے توڑ ڈالا اور اُس کے ٹکڑے پھاٹک میں لگائے ۔

پیتھوم۔ ذخیرہ خانہ کے شہروں میں سے ایک ہے جو بنی اسرائیل
نے بنائے۔ گمان کیا جاتا ہے کہ یہ ضوآن کے قریب واقع تھا ۔

پلوزیم۔ خاکنائے کے قریب سرحدی قلعہ تھا۔ اسی جگہ کمبیسس
نے مصر کے بادشاہ کو شکست دی اور مصر کو فارسی صوبہ بنایا ۔

تحفنیس۔ مصر کی شمال مشرقی سرحد پر واقع تھا اور جس وقت
بنوکدنضر نے یہوداہ کی بادشاہت اکٹ دی تو یہ کسی قدر شہرت رکھتا
تھا۔ یرمیاہ نبی اپنے ہم وطنوں کے ایک گروہ لے ساتھ جو یوحنا کی
سرپرستی میں تھا یہاں آیا (یرمیاہ ۴۲ : ۷ - ۱۳ و ۴۴ : ۱) ۔

رعجاداال ۔ بنی اسرائیل کے خروج کے موقعہ پر اُن کے
راستہ میں پڑا ۔

سکندریہ ۔ اس کی بنا سکندر اعظم نے ۳۳۲ قبل از مسیح
میں ڈالی ۔ یہ شہر ڈیلٹا کے شمال مغرب بحیرۂ اعظم پر واقع تھا اور
طالیموس کے عہد میں مصر کا دارالخلافہ تھا ۔ اس عہد میں اس نے

یونانی تعلیم کا بڑا مرکز بننے اور ایک بھاری کُتب خانہ کے سبب شہرت حاصل کی۔ بہت سے یہودی اِسی عرصہ میں یہاں آکر آباد ہوئے اور پُرانے عہد نامہ کا یونانی ترجمہ جیسے سپٹواجنٹ کہتے اِسی شہر میں ہوا۔ اسکندریہ جلد ترقی کر گیا اور روم سے دُوسرے درجہ پر رومی سلطنت کا سب سے بڑا شہر بنا۔ جب مسلمانوں نے اُسے فتح کیا تو اُسکے کُتب خانے جلا دیے گئے تھے۔

باشندے۔ قدیم مصری جو حام کی نسل سے تھے بڑے ذہین اور ترقی کرنے والے اور اپنے زمانہ کی بہت سی قوموں سے بڑھ چڑھ کر قدم مارنے والے لوگ تھے۔ اجنبی قوموں سے تلطفانہ اور مہمانہ برتاؤ سے اپنے تئیں اور قوموں سے افضل سمجھتے۔ اپنی عورتوں کے ساتھ عزت سے پیش آتے کاشتکاری کو معزز پیشہ جانتے مگر چوپانی زندگی کو حقارت اور نفرت کی آنکھ سے دیکھتے تھے۔

مصری اقلیدس۔ حساب۔ نجوم۔ کیمیا۔ سنگ تراشی اور معماری۔ آبگینے۔ برتن۔ اور مہین کتان بنانے۔ کشیدہ نکالنے اور لاشوں میں خوشبوئیاں بھرنے کے ہنروں میں بڑی قابلیت رکھتے تھے۔ پتھر کی بڑی بڑی سلیں جنہیں وہ کام میں لائے عجیب و غریب جرِ ثقیل کی طاقت پر دلالت کرتی ہیں۔

لاشوں میں خوشبو بسانا بہت روپیہ طلب کرتا تھا اور دولتمندوں کے سوائے اوروں کی گنجائش سے باہر تھا۔ تجہیز و تکفین کی رسمیں بڑے اہتمام اور دھوم دھام کے ساتھ منائی جاتی تھیں۔ لاشوں

کے ساتھ نوحہ گروں کی جماعت ہوتی تھی۔ ماتم کا عرصہ ۷۰ دن تک منتہی ہوتا تھا (پیدایش ۵۰: ۳)

رسومات جو یعقوبؑ کے دفن پر ادا کی گئیں مصری ریت و رواج کے مطابق تھیں (پیدایش ۵۰: ۲) عجیب ہے کہ لوگ جو یعقوبؑ کی میت کے ہمراہ گئے حبرون کی سیدھی راہ لینے کی بجائے بحیرۂ مردار کے جنوب کا چکر دے کر اور شمال میں موآبیوں کے ملک کے بیچ سے گذر کر ٹھیک اسی جگہ سے جہاں یشوع کے ماتحت اسرائیلیوں نے دریائے یردن کو عبور کیا ملکِ موعود میں داخل ہوئے (پیدایش ۵۰: ۱۰ و ۱۱)۔

**زبان**۔ مصریوں کی ابتدائی تحریری زبان تصویری حرفوں میں لکھی جاتی تھی اور یونانی جو اسے پڑھ نہیں سکتے تھے ہیروگلیفیکل یا "مقدس سنگ تراشی" بولتے تھے۔ مندروں کی دیواریں سنگھلائے یادگار اور مقبرے ہیروگلیفیکل کتبوں سے بھرے پڑے تھے۔ زمانہ کی گردش اور انقلاب میں آ کر زبان کا استعمال جاتا رہا اور اس کے پڑھنے کا فن گم ہو گیا۔

تصویری تحریر جو آج تک اہل لغت کو حیرت کا پتلہ بناتی رہی اب سنگِ روستہ کے مل جانے سے اس کی چابی اُن کے ہاتھ لگ گئی ہے۔ یہ پتھر جو فرانسیسی سپاہیوں کو دریائے نیل کے دہانہ پر روستہ کے قریب کھود کھدائی کے وقت ملا تھا اور اب ولایت کے

عجائب گھر میں ہے سیاہ سنگِ موسیٰ کا بنا ہے اس پر تین تحریریں یعنی ہیروگلیفیکل۔ عام مصری اور یونانی جن کے معانی و مطالب ایک ہی ہیں مکتوب ہیں۔ ان تینوں مختلف تحریروں کے مقابلہ سے پتہ ہیروگلیفیکل زبان کا چل گیا ؀

تاریخی تذکرہ۔ قدیم مصری تاریخ کے ماخذوں کا بڑا حصہ ہیرودوتس اور منتیھو مصری کاہن کی جو ۲۵۰ قبل از مسیح کے قریب زندہ تھا تصانیف بائبل اور سنگہائے یادگار ہیں۔ ابتدائی حالات اور واقعات کی کرونالوجی (تاریخ) بڑی مشکوک ہے اور مختلف معتبر شہادتوں سے نہیں ملتی بعض مصنفوں کے مطابق صحیح تاریخ ۵۰۰۰ برس قبل از مسیح تک پہنچتی ہے لیکن دوسرے جو زیادہ اعتدال کو نگاہ میں رکھتے اس حساب سے کوئی دو ہزار برس گھٹا دیتے ہیں۔ اس فرق کی وجہ وہ طریقہ ہے جو منتیھو کے شجرۂ نسب کے بیان کے سمجھنے میں اختیار کیا جاتا ہے۔ یہ مصنف کل بادشاہوں کو اکتیس ۳۱ خاندانوں میں منقسم کرتا اور ہر ایک کے زمانہ کا عرصہ بھی بتاتا ہے۔ جس بات پر شبہ کا احتمال ہوتا وہ یہ ہے کہ آیا یہ خاندان من کل الوجوہ ایک سلطنتِ واحد پر یکے بعد دیگرے جلوس فرما ہوئے یا بعض حالات کے سبب انہیں ایک دوسرے کے ہمعصر خیال کرنا چاہیئے جو مصر نشیب اور فراز کی مختلف ریاستوں پر حکمرانی کرتے تھے۔ سنگہائے یادگار کی تحریرات مقدم الذکر خیال کی تائید کرتی ہیں ؀

مینس پہلے تاریخی بادشاہ نے میمفس کو اپنا دارالحکومت بنایا
اور اُسے دریائے نیل کی طغیانی سے بچانے کے لئے خندقیں کھودیں۔
چوتھے خاندان کے بادشاہ بڑے نامی تعمیر کنندہ تھے۔ اس خاندان
کے بادشاہ چیاپس نے غازہ کا بڑا مینار بنایا ؞

ایک طویل عرصہ کے بعد جس کی نسبت تاریخ اور اخبار سے
بہت کم اطلاع بہم پہنچی ہے مصر بارھویں خاندان کی تخت نشینی پر
تاریکی اور ظلمت کے پردہ سے باہر نکل آتا ہے (۲۳۰۰ ق م) اس وقت
میمفس کے عوض تھیبیس دارالخلافہ بنا۔ "تھیبانی بادشاہوں" کا زمانہ
کیونکہ یہ عرصہ اسی نام سے معروف ہے بڑی روشنی کا زمانہ تھا۔ مصری
تہذیب اس وقت اپنے معراج کے اعلیٰ پایہ پر پہنچی ہوئی تھی۔ اس
چمکیلے زمانہ کے بعد وہ زمانہ آیا جو ہکساس یا گلّے بان بادشاہوں کے
زمانہ کے نام سے مشہور ہے۔ عرب یا سیریہ کی گلّہ بان قوموں نے
اس مُلک پر حملہ کر کے مصر کے باشندوں کو اپنا مطیع بنالیا۔ یہ لوگ
گنوار اور وحشی تھے اور انہوں نے ملک کی ابتدائی تہذیب کے
سنگہائے یادگار کو سخت صدمہ اور ضرر پہنچایا۔ لیکن رفتہ رفتہ یہ لوگ
اپنی مفتوحہ قوم کے اوضاع و اطوار کے قبول کرنے سے زیادہ مہذب
اور شائستہ ہو گئے۔ غالباً گلّہ بان بادشاہوں ہی کے عہد میں یُوسف
نے مصری دربار میں اعزاز اور اختیار حاصل کیا اور اُس کا باپ
یعقوب مصر میں آیا ؞

ہکسا س خاندان کے بدر کئے اور نکالے جانے پر (قریباً ۱۵۲۵ ق.م) اٹھارھواں خاندان جو نئی بادشاہت سے مشہور ہے تخت پر بیٹھا۔ اس وقت علم اور معماری کے مردہ قالب میں سر نو جان پڑی اور سیریہ اور اسوریہ کے خلاف جنگ و جدل کی حکمت عملی ایجاد ہوئی۔ تھاٹ میز سوم اس خاندان کے بزرگ بادشاہ نے اپنی فتوحات فرات تک بڑھائیں۔ تھیبس کے بیچ کرنک کے مندر کا بڑا حصہ تعمیر کیا اور وہ ادبیلسکس (یادگار کے مینار) جو زمانۂ حال میں دُور دُور کے شہروں مثلاً قسطنطنیہ۔ روم۔ لنڈن اور نیو یارک میں لے جائے گئے اور نصب کئے۔

اُنیسواں خاندان ایک بڑے چکدار زمانہ پر راج کرتا تھا جس کے ممتاز اور مشہور بادشاہ سیتی اوّل اور رعمسیس دوم گذرے ہیں۔ یہ دونو فلسطین کے شمال حتّیوں کے ساتھ لڑائی بھڑائی میں مصروف رہے اور ان کے دارالخلافہ کرکمس کو لے لیا۔ ان بادشاہوں کے کارناموں کی شہادتیں ایشیاء کوچک کے چٹانی ٹیلوں پر پائی جاتی ہیں۔ کرنک کے مندر کا ستون دار دالان سیتی اوّل نے بنایا اور نیز اپنے لئے ایک سب سے عمدہ قبر چٹان میں بنوائی۔ اس کی بادشاہت کا عرصہ جو دنیا کی تاریخ میں سب سے دیرپا ہے ۶۸ سال تک رہا۔ گمان کیا جاتا ہے کہ سیتی اوّل ہی وہ بادشاہ تھا" جو یوسف کو نہیں جانتا تھا" (اعمال ۷: ۱۸) یعنی ظالم فرعون اور کہ رعمسیس

دوم وہ تھا جس کے دربار میں موسیٰ نے پرورش پائی اور کہ اُس کا بیٹا منفتاہ بنی اسرائیل کے خروج کے زمانہ کا فرعون تھا۔ سیتی اوّل اور رعمسیس دوم کی لاشیں ۱۸۸۶ء میں معلوم ہوئیں اور اب اِس مُلک کے عجائب خانہ قاہرہ میں پڑی ہیں ؛

خروج کے بعد کئی صدیوں تک اسرائیلیوں کی آمد و رفت مصر میں کم رہی لیکن سلیمان بادشاہ نے مصر کے ساتھ تجارت اور سوداگری کو رواج دیا اور مصر کی ایک شاہزادی سے شادی کر کے جذر کا شہر جہیز میں لیا (۱ سلا ۹: ۱۶) رحبعام کے عہد میں سیسک شاہ مصر نے یہوداہ پر حملہ کیا اور بنی ہیکل کو جو سلیمان نے یروشلیم میں بنائی تھی لُوٹ لیا ؛

مصر کی قومی زندگی کی آخری صدیاں زیادہ تر اسوریہ اور بابل کے ساتھ لڑائیوں اور معرکوں میں کٹیں اور اِس باعث سے یہ مُلک مختلف موقعوں پر اُن کی باجگزار ریاست بھی ہوتا رہا یہوداہ کے آخری بادشاہ اِن مشرقی طاقتوں کی یورشوں اور چڑھائیوں پر مصر کے بادشاہوں کی مدد کے خواستگار ہوئے لیکن اِس یاری اور مدد پر یسعیاہ ۔ حزقی ایل ۔ ہوسیع اور یرمیاہ نبیوں نے بنی اسرائیل پر سخت لعنت ملامت کی ۔ آخر ش ۵۲۵ قبل از مسیح میں کمبیسس شاہ فارس نے مصر کو فتح کیا اور اس طرح اُس کی اپنی ملکی بادشاہت کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکا ؛

# سولھواں باب

## دشتِ آوارگان

حدودِ اربعہ ۔ بحیب کے جنوب کا مثلث نما خطہ جس کے جنوب میں مصر اور خلیج سوئز اور مشرق میں عرب اور خلیج عقبہ ہیں وہ سرزمین ہے جہاں بنی اسرائیل مصر سے نکلنے کے بعد چالیس برس تک آوارہ اور سرگرداں پھرتے رہے ۔ شمالاً مشرق اور مغرب کے درمیان مصر کے سوانے سے لے کر بحیرۂ مردار تک ۲۰۰ میل اور شمال اور جنوب بحیرہ اعظم اور راس محمد جزیرہ نما سینا کی جنوبی راس کے درمیان ۲۲۵ میل ہے ۔ اس ملک کا رقبہ جو یوں محیط ہے ۲۳۰۰۰ مربعہ میل ہے ۔

یہ تمام ملک مختلف بلندی کا ویران اور سنسان حادب ہے جس کی زمین کوہستانی سلسلوں میں جنوب کی طرف سطح بحر سے ۸۰۰۰ فٹ بلند ہے ۔ اس ملک کا شمال مغربی حصہ جو بحیرۂ روم سے لگا ہوا ہے شور یا ایتام کا بیابان کہلاتا ہے اس کے جنوب میں فاران کا بیابان ہے جسے آج کل التیہ ("آوارہ گرد") کہتے ہیں اور جنوبی حصہ سینا کا بیابان ہے ۔

خلیج سوئز ۔ خلیج سوئز شمالی گوشہ پر پایاب ہے اور موجودہ زمانہ

کی بہ نسبت اگلے دنوں میں زیادہ تر بحیرہ روم کی طرف بڑھی ہوئی تھی۔ گمان کیا جاتا ہے کہ بنی اسرائیل نے اس خلیج کو شہر سویز کے قریب جہاں یہ ایک میل سے کم چوڑی ہے عبور کیا۔ خلیج سویز جس کے بیچ قایم زمانوں میں آمدورفت کم تھی اب بذریعہ نہر سویز بحیرہ روم سے ملاکر مغربی یورپ اور ہندمیں چین۔ جاپان اور آسٹریلیا کے مابین شاہراہ بنادی گئی ہے ؛

اس خلیج سے لگا ہوا ایک ساحل ہے جو جنوب کی طرف بڑا تنگ اور شمال کی طرف کسی قدر چوڑا ہے۔ اس کا شمالی حصہ ایتام کا بیابان اور جنوبی سین کا بیابان ہے۔ جب بنی اسرائیل مصر سے نکل کر بیابان میں آئے تو اسی ساحل کی زمین میں سے سفر کیا۔ اسی جگہ مارہ کے تلخ پانی اور اس کے پانچ چھ میل جنوب کی طرف آگے جاکر ایلیم تھا جہاں بارہ میٹھے پانی کے چشمے اور ستر کھجور کے درخت تھے ؛

**خلیج عقبہ** ۔ جو آج کل دنیا کی تجارت میں بہت کم قدر رکھتی ہے سلیمان اور یہوسفط کے ایام میں اسرائیلیوں کی غیرملکی تجارت کا دروازہ تھی۔ اس کے ساحل کی طرف پہاڑ بہت قریب آجاتے اور عمودوار بلندی میں خلیج کی طرف اُتر آتے ہیں ؛

**شہر۔ ایلات یا ایلوت** "(کھجوریں") خلیج عقبہ کے سرے پر موجودہ گاؤں عقبہ کی جگہ پر ادومیوں کا شہر تھا ؛

**رابیزن جبر**۔ جہاں اسرائیلی قادس میں آنے سے پہلے خیمہ زن

ہوئے اور جہاں بعد میں سلیمان نے اپنی بحری چھاؤنی بنائی خلیج کے سرے کے پاس واقع تھا ؂

**بیابان سینا کے پہاڑوں کی فطرتی حالت۔** بیابان سینا کے پہاڑ اپنی عظمت میں دلکش اور اپنی خموشی اور سنجیدگی میں اسنوحش۔ عُریاں اور سنسان ہیں " یہ عرب کے ایلپس ہیں لیکن ایسے ایلپس جو سبزی سے خالی ہیں۔ ایسے ایلپس ہیں جو سنسان صحرا میں واقع ہیں لہٰذا اُس تمام لباس سے عُریاں ہیں جس سے سوئیزرلینڈ کے اور انگریزی پہاڑوں کا نقشہ ہمارے دلوں میں جما ہوا ہے یعنی بلوط اور برچ۔ اور صنوبر اور فر اور گھاس اور کائی کے بُوقلموں لباس سے محروم ہیں بلکہ برعکس اس کے "جنگلی اور عُریاں اور سخت اور ویران سے معلوم ہوتے ہیں" ؂

اس کوہستانی قطعہ میں گراں بہا معدنی اشیاء پائی جاتی ہیں۔ موسیٰ کے زمانہ سے ہزاروں برس پہلے اہل مصر تانبے کے لئے یہاں آیا کرتے تھے ؂

ان پہاڑوں کی بڑی بڑی اور خاص چوٹیاں تین مجموعوں پر شامل ہیں جن میں سے ایک کوہ سربل ہے جو بیابان کے شمال مغرب ساحل کے میدانوں کے قریب۔ دوسری کوہ سینٹ کیتھرین جو کوہ سربل سے بیس میل جانب جنوب مشرق اور تیسری اُمّ شوُمر ہے جو سب سے بلند اور اور بھی جنوب کو ہٹ کر واقع ہے ؂

**کوہ سربل** ۔(۶۷۱۲ فٹ) جو مغرب میں ساحلِ بحر کے میدان

اور شمال میں فاران کے نخلستان سے بڑی تیزی سے بلند اور اپنی چوٹی پر پانچ چوٹیوں میں منقسم ہو جاتی جزیرہ نما کی سب سے عالیشان چوٹی سمجھی جاتی ہے اگرچہ سب سے بلند نہیں ہے بعض عالم خیال کرتے ہیں کہ یہی وہ پہاڑ ہے جس پر موسیٰ کو شریعت دی گئی ۔

مجموعۂ سینا ۔ جس میں جبل موسیٰ (موسیٰ کا پہاڑ) اور جبل کیتھرین (سینٹ کیتھرین کا پہاڑ) شامل ہیں خاص قسم کے خوبصورت رنگ کے پتھروں کا مجموعہ اور اپنی ہیبت ناک عظمت میں ناہموار اور عریاں ہیں ۔ بائبل میں سینا اور حورب کا استعمال اِن مقاموں کے ہمنام ہونے یا ایک ہی کے تمام مجموعہ کے عام نام اور دوسرے کے ایک خاص چوٹی ہونے کے معنوں میں آتا ہے ۔

جبل موسیٰ ۔ (۷۳۶۳ فٹ) بموجب روایت "شریعت کا پہاڑ" ہے اور معتبر شہادتیں اس کو بائبل کا حورب یا سینا ہونا تسلیم کرتی ہیں ۔ گمان کیا جاتا ہے کہ اسی جگہ موسوی شریعت دی گئی تھی ۔ اس پہاڑ کے شمالی پہلو میں الرّاحا کا بڑا میدان جو ایک میل سے زیادہ لمبا اور قریباً آدھ میل چوڑا ہے اور جہاں بنی اسرائیل نے پہاڑ کے مقابل خیمے کھڑے کیئے واقع ہے ۔

مقارسہ کیتھرین کا پہاڑ (۸۵۴۰ فٹ) جبل موسیٰ کے قریب شمال و مغرب میں واقع ہے بعض مصنف اِن دونو پہاڑوں کو ایک ہی پہاڑ کی دو مختلف چوٹیاں بتاتے ہیں ۔ پہاڑ کے دامن میں ایک وادی

کے بیچ سینٹ کیتھرین کی خانقاہ ہے جسے شاہنشاہ جسٹینین نے ۵۲۷ عیسوی میں تعمیر کیا۔اسی خانقاہ سے ٹشنڈارف نے ۱۸۴۴ء میں نسخہ سینا جو نئے اور پُرانے عہد ناموں کا چوتھی صدی عیسوی کا یونانی نسخہ ہے دریافت کیا ؟

**قدرتی حالت** ۔ بیابان سراسر بنجر اور ویران ہے اور پہاڑ وادیوں میں جن کے بیچ سے سال میں چند ہفتوں کے لئے موسم برسات میں تیز ندی نالے بہنے لگتے ہیں ٹوٹے پڑے ہیں لیکن دوسرے موقعوں پر سال کے بڑے حصّہ میں یہاں ویرانی اور سنسانی برستی ہے ۔تو بھی کہیں کہیں "سبزہ زار اور ہریالی موسمی جگہیں" ہیں جہاں گھاس پات۔ تاڑ اور ببول کے درخت اور زراعتی باغات جو گرم ملکوں کے میوؤں سے مالا مال ہیں ملتے ہیں ۔ یہ "سدا بہار" جگہیں کسی چھوٹے سے چشمہ کے قریب جو کسی پہاڑی پر پوشیدہ ہے اور جس میں سے کوئی چھوٹا سا نالہ نکلتا اور نشیب میں اُتر کر وادی کو زندگی اور تازگی پہنچاتا ہے پائی جاتی ہیں ؟

جگہ بجگہ پیالہ کے سے گڑھوں میں نخلستان ہیں جہاں ارد گرد کی پہاڑیوں کے پانی بہ کر جمع ہو جاتے ہیں ۔اس قسم کی زمین کا ایک ٹکڑا تمام بیابان میں سب سے زیادہ زرخیز کوہِ سربل کے شمال وادیٔ فاران ہے جو غالباً خروج کا رفیدیم ہے جہاں اسرائیلیوں اور عمالیقیوں کی لڑائی ہوئی ۔اس کی پھلداری کی وجہ سے دونو مخالف

فوجیں قبضہ کے لئے باہم لڑتی مرتی تھیں ؛

اس امر کے متعلق کہ یہ زمین گذرے وقتوں میں آج کی بہ نسبت زیادہ سرسبز اور آباد تھی ہمارے پاس کافی شہادتیں موجود ہیں۔ گمان غالب ہے کہ عمالیقی جو اُس وقت اس بیابان میں بستے تھے جب کہ بنی اسرائیل اس کے بیچ سفر کر رہے تھے تعداد اور طاقت میں اسرائیلیوں سے زیادہ تھے۔ اس کی آبادی آج کل کوئی چھ ہزار بدوؤں کی ہوگی ؛

قادس برنیع ۔ اسرائیل کوئی ایک سال کوہ سینا کی نواحی میں مقیم رہے اور پھر وہاں سے شمال مشرق کی طرف کوچ کر کے اُن پہاڑوں کے غربی پہلو سے جو خلیج عقبہ اور عربہ سے متصل سنجاف لگے ہیں اور ایک لائم سٹون کے بیابان میں سے گذر کر قادس برنیع میں آئے۔ اس سفر کے واقعات گنتی کی کتاب میں لکھے ہیں ؛

قادس برنیع کی جائے وقوع کا اندازہ لگانا دشوار ہے۔ ڈاکٹر ایچ۔ کلے ٹرمبل کے مطابق غالباً یہ وہ نخلستان ہے جو حبرون سے ۹۰ میل جنوب کی طرف واقع ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ جگہ بڑی خوشنما اور پُرفضا ہے جو بیشمار جھاڑیوں سے بھری اور پھولوں اور پھلوں سے لدی ہے۔ بارہ جاسوسوں کی ملکِ موعود کی جاسوسی سے واپسی تک بنی اسرائیل اسی جگہ مقیم رہے ؛

# سترھواں باب

## ادوم کے بیان میں

**حدود اربعہ اور قدرتی حالت** - ادوم یا کوہِ شعیر جس پر عیسو اور اس کی اولاد بسے تھے اور جو نئے عہدنامہ میں ادومیہ کہلاتا عرب کے مشرق ایک پہاڑی قطعہ ہے جس کو شمال کی جانب موآب کی سرزمین سے نالہ زرد علیحدہ کر دیتا ہے - قدیم ادوم کوئی ۱۰۰ میل کے قریب لمبا اور ۲۰ میل کے قریب چوڑا تھا - اس کے پہاڑ چونے - آتش خیز چٹانوں اور سرخ ریتیلے پتھر کے بنے ہیں جن کے بیچ ایسی سکڑی اور پیچ دار وادیاں اور درّے ہیں جہاں عمود نما اور خوش رنگ پہاڑیوں اور چٹانوں کے سبب سورج کی روشنی نہیں پہنچتی ۔

**کوہِ ہُور** "(وہ پہاڑ)" عربہ کے مشرق ادوم کی شمال مغربی سرحد پر واقع ہے (گنتی ۲۰: ۲۲و۲۳: ۳۷) اس کی دو عریاں اور ننگی چوٹیاں ہیں جو بحرِ مردار کی سطح سے ۴۸۰۰ فٹ اور عربہ کی سطح سے ۴۰۰۰ فٹ اونچی ہیں - ان چوٹیوں میں سے ایک پر مسلمانوں کی مسجد بموجب ایک روایت کے ہارون کی قبرگاہ پر بنی ہوئی ہے اس پہاڑ کی شہرت اسرائیلیوں کے پہلے سردار کاہن کی موت اور

مدفن اور اس نظارہ کے سبب سے ہے جو اس کی چوٹی پر سے دکھائی دیتا ہے۔ اِس کے نیچے قریب ہی مغرب کی طرف ایک چٹان کے ذریعہ نظروں سے اوجھل پطرا واقع ہے۔ اِس کی ایک اور مقابل کی چوٹی مسمیٰ بہ کوہِ حُور شمال مشرق ۳۰ میل پر ہے ؞

عربہ - سمندر کی سطح سے زیادہ سے زیادہ ۵۰۰ فٹ بلند کوہ حُور کے مقابل واقع ہے اور ٹھیک اس جگہ پر یہ جنوب میں خلیج عقبہ اور شمال میں بحیرہ مُردار کی طرف ڈھلوان ہو گیا ہے ؞

زرخیزی - ادوم کی وادیاں اور زینہ نما پہلو بڑے زرخیز تھے جن کے بیچ اناج اور میوے۔ گھاس اور سبزہ سے لدی ہوئی چراگاہیں پائی جاتی تھیں۔ یوں ہم دیکھتے ہیں کہ وہ برکت جو اضحاق نے عیسوؔ کو دی تھی پوری ہوئی "دیکھ زمین کی چکنائی سے اور اوپر کے آسمان کی اوس سے تیرا قیام ہوگا" (پیدا ۲۷: ۳۹) ؞

ادومی ریتلے پتھر کی پہاڑیوں میں گھر بنا کر رہنے کے عادی تھے ؞

شہر - بُصرہ - قدیم ادوم کا دار الخلافہ جو آج کل بصیرہ کے گاؤں سے نامزد ہے بحیرہ مُردار سے دس میل جنوب کو واقع تھا ؞

عصیون جابر اور ایلات - خلیج عقبہ کے اوپر بندرگاہ تھے اور سلیمان کے جنگی بیڑے یہیں رہتے تھے (۱ سلا ۹: ۲۶) ؞

سلع یا یقتئیل - (۲ سلا ۱۴: ۷) بحیرہ مُردار کے جنوب عنقریب

۲۰ میل پر ایک پہاڑی درہ میں واقع تھا اور اِس میں جانے کے لئے صرف ایک ہی راہ تھی جو ایک پہاڑی تنگ وادی میں سے جاتی تھی۔ یہ معماری کے قدیم کھنڈروں کے لئے جو مضبوط چٹانوں کو کاٹ کر بنائے گئے اور خوبصورت رنگ کی پہاڑیوں کے لئے جو درّہ کے اوپر جھک رہی ہیں مشہور ہے۔ اِن کھنڈروں میں سے چٹان میں کھُدا ہوا اِس کا ایک مندر اور تھیٹر جس میں تین ہزار تماشبین بیٹھ سکتے اور ایک قبر ہیں۔ اِس جگہ کی تاریخ ابرہام کے زمانہ تک جب کہ کدرلاعمر اور اُس کے رفیقوں نے کوہِ شعیر کے علاقہ پر جو اُس وقت حوریوں ("پہاڑی لوگ") سے آباد تھا ہاتھ صاف کئے جاتی ہے (پیدا ۱۴ : ۶)۔

**مختصر تاریخ** - ادومی یا بنی عیسوٗ اپنی تاریخ کے تمام عرصہ میں وہی پرانی اور روایتی آبا و اجداد والی عداوت اور دشمنی یعقوب کی نسل سے رکھتے رہے۔ اِن لوگوں نے اسرائیلیوں کو بیابان میں سفر کرنے کے موقعہ پر اپنے ملک کے بیچ سے گذرنے کی اجازت دینے سے انکار کیا (گنتی ۲۰ : ۱۴-۲ قاضی ۱۱ : ۱۷ و ۱۸) داؤد نے انہیں فتح کیا۔ سلیمان نے اپنی رعیت بنایا اور یہوداہ کی بادشاہت کے عرصہ کے بڑے حصّہ میں اُس کے زیرِ قبضہ رہے (۲ سیمو ۸ : ۱۴ و ۲ سلا ۸ : ۲۰ و ۱۴ : ۷ و ۲ توا ۲۵ : ۱۱ و ۱۲) یہوداہ کی اسیری پر یہ کسدیوں سے مل گئے۔ اِس سبب سے نبیوں نے اِن پر سخت لعنت

تھے اُن کی بلندی ۶۰ فٹ اور قطر ۶ فٹ تھا۔مندر اور اُس کی حدود بڑی متبرک اور پاک اور ہر قماش کے لوگوں کے لئے خواہ جرائم پیشہ ہی کیوں نہ ہوں جائے پناہ تھیں اور خزانوں کی حفاظت میں بطور بینک کے کام دیتی تھیں۔افسس کے اور مقاموں کی طرح عمارت بھی اب کھنڈروں کا ڈھیر ہے۔پولوس نے افسس کو اپنے مشنری سفروں کا کا خاص مرکز بنایا۔گمان غالب ہے کہ پولوس بذاتِ خود تو اس ملک کے آس پاس کے شہروں میں نہیں گیا پر اُس نے اپنے مددگاروں کے وسیلہ اپنی زیر نگرانی ان جگہوں میں کام کھولا کہتے ہیں کہ یوحنّا رسول نے اپنی زندگی کے آخری ایام افسس میں بسر کئے اور وہاں کا پاسبان تھا۔

**سمرنا**۔ایک سرسبز اور زرخیز قطعہ میں جو ایک وقت اپنے انگوروں کے واسطے مشہور تھا بحیرہ ایجیئن کے اوپر افسس سے جس کے ساتھ یہ اب بذریعہ ریل ملحق ہے ۴۰ میل شمال کی طرف واقع اور نمیسس دیوتا کی پرستش کا مندر تھا۔اس کے دیوتاؤں میں سے ایک دیونیسس مے کا دیوتا تھا جس کی عبادت کا بڑا جزو مے نوشی تھا۔ اُلمپیا کی کھیلیں بڑی دھوم دھام اور زور و شور کے ساتھ تھیں اور دیوتاؤں کی پرستش غیر قوموں کی اعلیٰ درجہ کی رسموں کے ذریعہ کی جاتی تھی۔ اسی شہر میں بزرگ اگنیشئیس انطاکیہ کا اُسقف تماشہ گاہ میں جنگلی درندوں کے آگے ڈالا گیا اور عمر رسیدہ پالیکارپ یوحنّا رسول کا شاگرد

بڑا اور تاریخی دلچسپیوں میں سب پر فائق تھا اور اس میں مسیہ۔ لدیا۔ کبریہ اور فروگیہ کا غربی حصہ شامل تھا۔ شمال مغرب میں ٹروڈ تھا جس میں قدیم ٹرائے داخل تھا اور جنوب مغرب میں آئی اونین اور دیگر یونانی آبادیاں تھیں۔ اس صوبہ کے مشہور مقامات افسس۔ سمرنا۔ پرگمس۔ تھواتیرہ۔ سردیس۔ فلاڈلفیہ اور لاودوقیہ تھے یعنی "آسیہ کی سات کلیسیاؤں" کے شہر جن کے نام یوحنا نے سات خط لکھے۔ (مکاشفہ ۲ و ۳ ابواب) ؛

افسس۔ اس صوبہ کا صدر مقام تھا جو ایک زرخیز قطعہ میں واقع تھا۔ اس شہر کا ایک حصہ نشیب میں اور ایک حصہ کسٹر کے دہانہ کے نزدیک ایک پہاڑی پر بنا تھا۔ یہ عمدہ بندرگاہ اور سن عیسوی کے پہلے طارس کے شمالی جزیرہ نما کا تجارتی شہر تھا۔ اس کی تجارت کی رونق بہ سبب بندرگاہ کے ریت سے بھر جانے کے سمرنا میں منتقل ہو گئی۔ افسس ڈائنہ دیوی کی پرستش کا جو یونانیوں کی ارتمس کے مشابہ تھی مرکز تھا۔ اس دیوی کی پوجا ایشیائے کوچک میں مختلف ناموں سے ہوتی تھی۔ چاندی۔ سنگِ مرمر اور دیگر اشیاء سے مندروں کا نمونہ بنا کر فروخت کرنا افسس میں بڑا نفع بخش پیشہ تھا (اعما ۱۹ : ۲۴ - ۲۷) ڈائنہ کا مندر جو ہفت عجوبات دنیا" میں سے ایک تھا آئی اونی فنِ معماری کا اعلیٰ نمونہ تھا۔ عمارت کا طول ۴۲۵ فٹ اور عرض ۲۲۰ فٹ تھا اور ستون جو تعداد میں ۱۲۷

ہے

**پرگہ** - ملک کے اندر سات آٹھ میل پر دریائے سسطس کے قریب واقع اور پمفولیہ کا دارالخلافہ تھا ۔

**اطالیہ** - خاص بندرگاہ تھا ۔

حیرانی کی بات ہے کہ پولوس اپنے پہلے مشنری سفر میں پمفولیہ نہیں ٹھہرا ۔ پروفیسر ڈبلیو ۔ ایم ۔ رامسے اس کی تشریح اس گمان سے کرتے ہیں کہ اُس کو یہاں ملیرل بخار ہو گیا جس کے سبب اُسے جلد اندرونی پہاڑوں میں جانا پڑا ۔

**لوقیہ** - پہاڑی مُلک ہے سلسلۂ کوہ طارس ساحل کے کنارے کنارے ہوتا بڑی بڑی پتھریلی راسوں میں ختم اور گہری کھاڑیوں میں منقسم ہو جاتا ہے ۔ یہ مُلک تاریخ و اخبار میں بڑی شہرت رکھتا ہے اس کی قدامت کے بیشمار نمونے برٹش میوزیم میں موجود ہیں ۔ لوقیہ اور پمفولیہ ایک زمانہ میں ایک ہی صوبہ میں متحد تھے ۔

**مورہ** - دارالحکومت ۔ ایک دریا کے پاس جس میں سے جہاز گذرا کرتے تھے سمندر سے تین میل کے فاصلہ پر واقع تھا (اعما ۲۷ : ۵) ۔ دلچسپ معماری کے آثارِ قدیمہ اس کی پہلی شان پر گواہ ہیں ۔

**پطرہ** - دریائے ژانطس کے دہانہ کے قریب اور لبِ ساحل مشہور تجارتی شہر تھا جس کے باشندے اپالو کے پرستار تھے (اعما ۲۱ : ۱و۲) ۔

**آسیہ** - ایشیائے کوچک کے تمام صوبوں میں غالباً سب سے

جانتے ہیں کہ مذکورہ بالا خط انکریہ اور شمالی گلاتیہ کے دیگر شہروں کے واسطے لکھا گیا۔ نیز وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ پولُوس اپنے دوسرے سفر اور شاید تیسرے میں بھی ان شہروں میں آیا۔ اس خیال کے معتقد اُسے فارورن گلاتیہ تھیوری" یعنی "شمالی گلاتیہ کا قیاس" کہتے ہیں اور اپنی رائے خط کے بعض اشاروں پر جن سے ان لوگوں کی متلوّن مزاجی اور غیر مستقل خاصیت ٹپکتی قائم کرتے اور گمان کرتے ہیں کہ یہ خاصیت اہل گال کی تھی۔ دوسرے خیال کے مطابق جو "سوتھ گلاتیہ تھیوری" یعنی "جنوبی گلاتیہ کا قیاس" کے نام سے مشہور ہے یہ خط انطاکیہ۔ اکونیم۔ لسترا اور دربے کی کلیسیاؤں کو لکھا گیا۔ پروفیسر ڈبلیو۔ ایم۔ رامسے جو اس خیال کے بڑے حامی ہیں مانتے ہیں کہ نہ صرف پولُوس کے شمالی گلاتیہ کے شہروں میں جانے کی نسبت شہادت ہی نہیں ملتی بلکہ اس قسم کی آمد اُس کے دوسرے سفر سے جو اعمال کی کتاب میں مرقوم ہے موافقت نہیں کھاتی ؎

کلکیہ۔ خاص کر ساحلی زمین تھی جو سلسلۂ کوہ طارس کے جنوب میں واقع اور سیریہ سے بذریعہ کوہ اماتس علیحدہ تھی۔ شرقی حصّہ میں سیر حاصل میدان تھے۔ اس کا دارالخلافہ ترسس خاص شہر اور تعلیم کا مرکز سڈنس پر واقع تھا۔ پولُوس کی جائے پیدائش اور وطن یہی تھا۔

پمفولیہ۔ ساحل کی نشیب زمین کے متصل جو شمال پر ناہموار میدانوں سے محیط ہے واقع ہے۔ اس کی آب و ہوا گرم اور مفرحت

زیادہ صحیح طور پر پسدیہ کی طرف کا انطاکیہ کہتے تھے کیونکہ یہ شہر فروگیہ میں واقع تھا۔ پولوس کی آمد کے وقت یہاں بہت یہودی اور یہودی مریدآباد تھے (اعما ۱۳: ۱۴-۵۲)۔

**اقونیم**۔ انطاکیہ سے ساٹھ میل پر افسس۔ ترسس۔ سیریہ کے انطاکیہ اور فرات کے شہروں کے مابین کے سفری راستہ پر واقع تھا۔ اس کے گرد و پیش کے میدان خوشنما باغوں اور گلزاروں سے ڈھکے ہیں۔

**لُسترا**۔ اقونیم کے جنوب و مغرب پندرہ میل پر لقونیہ کا شہر تھا۔ لُسترا میں ہی پولوس اور برنباس آدمیوں کے لباس میں دیوتا تصور کئے گئے اور اُنہوں نے بڑی مشکل سے لوگوں کو اپنی الہی تعظیم سے روکا۔

**دربے**۔ یہ بھی لُسترا کے جنوب مشرق بیس میل کے فاصلہ پر اور کلکیہ کے پھاٹک کے متصل لقونیہ میں واقع تھا (اعما ۱۴: ۱-۲۱)۔

**گلاتیہ** مشتبہ نام ہے جس سے بعضے وقت جیسا اوپر بیان ہو چکا رومی صوبہ اور کبھی قومِ گال کا ملک جس میں صرف صوبۂ مذکور کا شمالی حصہ شامل تھا مراد لیا جاتا تھا۔ ان مشکوک معانی سے بہت بحث مباحثے اُن کلیسیاؤں کی جائے وقوع کے بارے میں جن کے نام پولوس نے گلاتیوں کا خط تحریر کیا برپا ہوئے۔ بہت سے عالم اس خیال کو

والے مسیحیوں کی طرف کرتا ہے۔ پولوس رسول کو کسی وجہ سے بتونیہ
جانے کی اجازت نہ دی گئی ؛

کپدوقیہ۔ ایشیائے کوچک مشرق میں واقع ہے جس کو سلسلۂ
کوہ طارس کلکیہ سے الگ کر دیتا ہے۔ یہ خطہ ٹھنڈا اور اونچا حارب
ہے۔ یہاں کے بعض باشندوں نے عید پنتکوست کے دن پر پطرس
کا وعظ سنا اور وہ اپنے پہلے خط میں اس صوبہ کے مسیحیوں کے جاننے
کا اعتراف بھی کرتا ہے ؛

گلاتیہ۔ جس میں گلاتیہ خاص یا شمالی گلاتیہ جہاں پولوس کے
اس ملک میں آنے سے پہلے گال لوگ سکونت پذیر ہوئے اور
جنوبی گلاتیہ جو لکونیہ۔ لپدیہ اور فروگیہ کے مشرقی حصہ سے
مشترک تھا داخل تھے۔ اس کے خاص شہر انکریہ۔ طاویم اور
پیسی نس شمالی گلاتیہ میں اور انطاکیہ۔ اقونیم۔ لسترا اور دربے
جنوبی گلاتیہ میں تھے ؛

انکریہ۔ اس صوبہ کا دارالحکومت تھا جو اب انگورا کے نام سے
مشہور ایک ضلع میں جس کی شہرت بکریوں کے پالنے کے سبب
ہے واقع ہے ؛

انطاکیہ۔ جنوبی گلاتیہ کا صدر مقام ہے جو رومی آبادی اور
اس صوبہ کی حکومت کا مرکز تھا۔ چونکہ اس نام کے کئی اور شہر بھی تھے
اس لئے اُن سے امتیاز کرنے کی غرض سے اسے پسدیہ کا انطاکیہ

کی مخالفت بہ سبب غیر قوموں کے ملا لینے کے کی (اعمال ۱۳: ۴۵ و ۱۴: ۲ و ۱۹ و ۱۷: ۵ و ۱۳)۔ وہ موقعے جو بُت پرستوں کی مخالفت دِکھاتے کسی خاص جگہ کی مسلمہ رسموں یا تجارت یا معاملاتِ سوداگری کے سبب بپا ہوئے۔ چنانچہ اِس قسم کے فساد کی ایک نظیر افسس کے وحشیانہ ہنگامہ میں ملتی ہے (اعمال ۱۹: ۲۳-۴۱ و ۱۶: ۲۳)۔

**صُوبہ جات**۔ رومیوں نے ایشیائے کوچک کو مختلف صوبوں میں تقسیم کیا لیکن اِن صوبوں کے نام اور حدود وقتاً فوقتاً تبدیل ہوتے رہے۔ نئے عہد نامے کا مطالعہ کرنے والوں کو گڑبڑی سے بچنے کے لئے ضرور ہے کہ وہ اِس بات کو یاد رکھیں کہ عہد جدید کے مصنفوں نے پرانے ناموں کو جواب بلا امتیاز حکومت مشہور ہیں استعمال کیا مثلاً پولوس رسول کے سفروں کے وقت لقونیہ۔ پسدیہ اور فروگیہ کا مشرقی حصہ صوبۂ گلاتیہ کا ایک حصہ تھے اور مسیہ۔ لُدیا کیریہ اور فروگیہ کا مغربی حصہ صوبۂ آسیہ میں ملا دیئے گئے تھے۔ اِس وقت جزیرہ نما مندرجہ ذیل صوبوں پر مشتمل تھا یعنی بتونیہ اور پنطس کپدوقیہ۔ گلاتیہ۔ کلکیہ۔ پمفولیہ۔ لوقیہ اور آسیہ۔

**بتونیہ پنطس**۔ شمال کی طرف بحیرہ یوزائن (اسود) کے کنارے سے مربوط ہیں۔ نئے عہد نامہ میں اِس علاقہ کا بہت کم ذکر آیا ہے۔ پطرس رسول اپنے پہلے خط کا خطاب بتونیہ اور پنطس کے رہنے

تھے۔ اضلاع زراعت میں دوسری قوموں کے علاوہ زیادہ تر یونانی اصل کے لوگ آباد تھے۔ ان میں سے بعض قدیم قوم آئی اونین اور غربی ساحل کی نوآباد یونانی نسل سے تھے اور بہت سے سکندر اعظم کے اس ملک کو فتح کرنے کے بعد آکر آباد ہوئے۔ ان یونانی آبادیوں کے سبب یونانی تہذیب اور زبان کا رواج اور استعمال یہاں بھی جاری ہو گیا۔ یہودی بھی یہاں بہت تھے۔ جو خاص کر مصر، سیریہ اور بابل کے دور دراز ملکوں سے آکر یونانی اور رومی زمانوں میں آباد ہوئے۔ رومی دور میں یہودیوں کو مذہبی ریت و رسوم کی ادائیگی میں بڑی آزادی حاصل تھی۔ بہت رومی بھی خاص کر حکام کے جرگہ سے رومی فتوحات کے وقت یہاں آکر بسے۔ یونانی۔ رومی اور یہودی بالخصوص شہروں میں رہا کرتے تھے۔

مذہب۔ یہودیوں اور یہودی مریدوں کو چھوڑ کر ایشیائے کوچک کے باقی تمام باشندے بُت پرست تھے۔ یہ لوگ بیشمار دیوتاؤں کے ماننے والے تھے۔ جس سے ان کی عبادت ایسی بٹ گئی تھی کہ نیا دیوتا یا نیا طریق عبادت اُن کے نزدیک ادنیٰ اور ہلکی باتیں سمجھی جاتی تھیں۔ پس اس صورت میں یہ بُت پرست لوگ اُس مذہب کی برداشت کر سکتے تھے جو اُن کے مذہب کا مخالف ہو اور یہی وجہ ہے کہ انہوں نے یہودیوں کو اپنی عبادت گاہیں بنانے اور بلا روک ٹوک اپنی مذہبی رسموں کے بجالانے کی اجازت دیدی۔ یہودیوں نے مسیحی مذہب

اُون کی زمین کہتے تھے پھیلی تھی۔ پرگمس اُس ملک سے جو مسیبہ کے نام سے مشہور اور بحیرہ ایجئین پر واقع ہے متعلق تھی ؛

تیسری صدی قبلِ مسیح کے کسی وقت میں یورپ کی گال قومیں ایشائے کوچک کے شمال مشرق اُس ملک کی حدود میں جو اُس وقت فروگیہ کہلاتا تھا آباد ہوئیں۔ اِن لوگوں کے نام سے یہ صوبہ گلاتیہ کہلایا جو بعد میں ایک وسیع رومی علاقہ پر عاید ہوتا تھا۔

انطیاکس اعظم سیریہ کے بادشاہ نے ہیلسپانٹ کو عبور کر کے یونان کی فتح کے لئے چڑھائی کی۔ یہاں اُس کا مقابلہ رومی سپاہ سے ہوا اور چاروناچار اُسے ایشیا کی طرف لوٹنا پڑا۔ رومیوں نے پیچھا کیا اور شکست دے کر ایشیائے کوچک میں اُس کے تمام علاقوں کو فتح کر لیا۔ رومیوں نے خود اس مُلک پر حکومت نہیں کی۔ انہوں نے یہ علاقے یومینس شاہ پرگمس کی بادشاہت سے ملا دئے (۱۹۰ ق م) کوئی نصف صدی بعد اطالس پسر یومینس نے اپنی ساری بادشاہت کو روم سے ملا لیا۔

پنطس اب تک مطلق العنان اور خود مختار حکومت رکھتا تھا۔ اِس کے لینے میں رومیوں کو بڑی کشمکش اور جانفشانی کرنی پڑی کیونکہ اس کا بادشاہ متری داتس بڑا بہادر اور جنگی مرد تھا جو بہت عرصہ تک رومی تجویزوں کو باطل کرتا رہا لیکن آخرش رومی سپہ سالار پامپے نے اُسے بالکل فتح کر کے بادشاہت کو روم کے ساتھ ملا لیا (۶۶ ق م) ؛

**باشندے**۔ ایشائے کوچک کے باشندے مخلوط النسل

قصہ کے مطابق اُس کے بیٹے میداس کو دیوتا نے یہ خوبی عطا کی کہ جس چیز کو وہ چھوتا سونا بن جاتی تھی ۔

لُدیا ابتدا میں ایک چھوٹی سی ریاست تھا جو بحیرہ ایجئن کے ساحل پر محدود تھی لیکن بعد میں اس کی حدود بڑھ گئیں اور ان کے ساتھ آس پاس کا علاقہ جس میں ساحل کے یونانی شہر اور مشرق کی طرف فروگیہ داخل تھے مل گیا ۔ دریائے ہرمس کے نزدیک سردیس اس کا پایہ تخت تھا ۔ اہل لُدیا تہذیب میں ایشیائے کوچک کی اور ریاستوں پر فوقیت لے گئے ۔ ان کے پاس بھی اہل فروگیہ کی طرح ایک عجیب و غریب باجہ تھا یہ لوگ بانسری اور بربط نوازی کی مہارت میں مشہورِ زمانہ تھے ۔ لُدیا کا آخری بادشاہ کراسس تھا جو دولت اور تعلیم کی حمایت میں شہرت رکھتا ہے ۔

لُدیا کی فتح پر تمام ایشیائے کوچک خورس کے ہتّے چڑھا ۔ (۵۴۶ ق م) اور جس وقت تک فارسیوں کی بڑی سلطنت کو سکندر اعظم نے ملیا میٹ نہ کیا اس کا صوبہ بنا رہا ۔ (۳۳۱ ق ۔ م) سکندر کے انتقال پر (۳۲۳ ق ۔ م) جزیرہ نما کا جنوبی حصہ سلوکس کے ماتحت سیریہ کی بادشاہت کا حصہ بن گیا ۔ اب چار خود مختار بادشاہتیں ایشیائے کوچک میں تھیں یعنی کپدوقیہ ۔ بتونیہ ۔ پنطس اور پرگمس جن میں سے پچھلی دو زیادہ مشہور تھیں ۔ پنطس یوزائن کے کنارہ کے ساتھ دریائے ہیلس سے کاکس تک جسے متقدمین سنہری

زمانہ سلف میں بحیرہ ایجئن کے ساحل پر بکثرت یونانی نوآبادیاں جن کو ایشیائی یونان بولتے تھے قائم ہوئیں۔ ان میں سے بارہ شہروں کے موجد اور بانی مہانی یونانیوں کی آئی اونین شاخ کے جرگہ کے لوگ تھے جن کے نام پر اس ضلع کا نام آئی اونہ پڑ گیا۔ ان میں کے بڑے بڑے شہر سمرنا۔ افسس اور ملیطس تھے۔ آئی اونہ کے شمالی ساحل پر جس میں لسبس کا جزیرہ بھی شامل تھا آئی اولئین رہنے لگے۔ پھر آئی اونہ کے جنوب میں ڈورین آبادیاں تھیں اور ان کے شہروں میں سے ایک ہیلی کارناسس تھا۔

وہ لوگ جنھوں نے ابتدائی تاریخ میں ایشیائے کوچک میں نام پیدا کیا اہل فروگیہ اور لڈیا تھے۔ فروگیہ میں حدب کا وسطی حصہ جو کوہستان طارس کے شمال میں ہے داخل تھا۔ اس کا پایہ تخت گاردم تھا جو دریائے سنگیریئیس کے قریب واقع اور اس لئے مشہور تھا کہ یہاں سکندر اعظم نے روایتی "پیچیدہ گرہ" (جس کو انگریزی میں گارڈونین ناٹ کہتے ہیں) کو کاٹا تھا۔ اہل فروگیہ سائیبلی دیوی کی جسے "قدما" دیوتاؤں کی بڑی اماں" کہتے تھے پرستش کرتے تھے۔ اس دیوی کے کاہن کاری بنٹیں تھے۔ میلوں کی تقریب پر جو اس دیوی کی تعظیم میں کئے جاتے وحشیانہ ناچ ہوا کرتے تھے جن کے ساتھ فروگیہ کے مذاق کے عجیب اور جوش دلانے والے باجے بجتے تھے۔ ان لوگوں کے قدیم بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ گارڈئیس تھا جس نے اس حکائتی گرہ کو لگایا تھا۔ ایک

کھینچی اس لئے کہ اس دل چلے نوجوان نے اُسے بانسری اور بربط کے ایک موسیقی مقابلہ میں ہرا دیا تھا ؂

ایشیائے کوچک کو یورپ اور ایشیا کے درمیان پُل کہتے ہیں۔ اس کے پہاڑوں پرسے مشرق اور مغرب کے بیچ بڑی بڑی سڑکیں جاتی ہیں جن کے اُوپر سے تجارتی کاروان اور ٹڈی دل لشکر گذرا کرتے تھے۔ اسی راہ سے دارا اور اخسویرس یونان کو فتح کرنے آئے اور سکندر اعظم نے اپنی فوج کو گذارا جب وہ مشرقی دُنیا میں مزید فتوحات کو نکلا۔ لیکن ان تمام فاتحوں کا سرتاج جس نے اس پُل کو عبور کیا اور مشرق سے آکر یورپ کے کناروں پر صلیب کا جھنڈا گاڑا مقدس پولوس مشنری تھا ؂

تاریخ کی صبح صادق میں ایشیائے کوچک بہت سی چھوٹی چھوٹی بادشاہتوں اور ریاستوں کی جگہ تھا جن کی حدیں جنگ و جدل کے بعد فتح و شکست کے مطابق بدلتی رہتی تھیں ؂

قدیم حتّیوں کی حد مشرق کی طرف دریائے فرات سے ایشیائے کوچک تک پھیلی تھی۔ موجودہ گاؤں بوغز کیوئی میں جو قدیم پٹیرا سمجھا جاتا ہے حتّیوں کے ایک پرانے شہر کے دلچسپ کھنڈر پائے جاتے ہیں چنانچہ پتھر میں تراشے ہوئے شکستہ محل کے کمروں کی دیواروں پر جو یہاں ملے حتّیوں کی عجیب سنگ تراشی کے کام بنے ہوئے ملتے ہیں ؂

پراگندہ ہیں ۔

آب وہوا ۔ پہاڑی خطے موسم گرما میں گرم اور خشک لیکن موسم سرما میں سخت بارش اور برف باری کی وجہ سے سرد ہوتے ہیں ۔ ساحل کے نشیب قطعے بحر اعظم کے نزدیک گرم ۔ مرطوب اور موسم کے بعض حصوں میں بخار پیدا کرنے والے ہیں ۔

پیداوار ۔ حارب کا بڑا حصہ کاشتکاری کی نسبت زیادہ تر چراگاہوں کے مطلب کا ہے ۔ بعض ضلعوں میں انگورہ بکری پالتو جانوروں میں سب سے زیادہ منفعت بخش اور مفید جانور ہے ۔ زراعتی پیداوار میں سے گیہوں اور مکی ۔ انگور اور زیتون ۔ انجیر اور افیون اور ملٹھی ہیں ۔ دساوری انجیریں خاص کر ایشیا ، کوچک ہی سے آتی ہیں ۔

تاریخی حالات ۔ ایشائے کوچک تاریخ اور اساطیر الاولین کے لئے مشہور ہے جن کے ساتھ حقائق اور توہمات ایسے باہم ملے اور لپٹے ہوئے ہیں کہ اس بات کا صحیح صحیح جاننا کہ کہاں ایک ختم اور دوسری شروع ہوتی محال اور مشکل ہے ۔

اس بیشمار افسانوں کے ملک کا ایک قصہ بتاتا ہے کہ کیونکر راستباز فلیمون اور اس کی بیوی باسس نے جو اس علاقہ میں رہتے تھے جہاں زمانہ مابعد میں پوٹس اور برنیاس غلطی سے دیوتا سمجھے گئے مشتری اور عطارد کی مہمانداری اور خاطرداری کی ۔ پھر ایک اور قصہ یہ بتاتا کہ کیونکر مارسیاس کی زندہ کھال غضبناک دیوتا اپالو نے

سمندر میں چلی گئی ہیں۔ ساحل کے قریب بیشمار چھوٹے چھوٹے جزیرے واقع ہیں۔ اس جگہ حدب بہت سی وادیوں یا دریاؤں کی گذرگاہوں میں جن میں سے وادئی ہرمسؔ اور میانڈرؔ دُور تک ملک کے بیچ چلی گئی ہیں پھٹا پڑا ہے۔ جنوبی ساحل کی لمبائی کا بڑا حصّہ سرسبز ایک نشیب زمین کے سنجاف سے ٹکا ہے ؎

**کوہستان طارس۔** حدب کے جنوبی کنارہ کو گھیرتے ہیں اپنی مغربی حد پر یہ پہاڑ سمندر کے نزدیک آجاتے ہیں مگر مشرق کی طرف دُور جاکر اور ساحل کا چوڑا میدان چھوڑنے کے بعد موقوف ہو جاتے ہیں۔ یہ سلسلہ جس کی بلندی زیادہ سے زیادہ سمندر کے کنارے سے دو میل ہوگی کھُردرا اور ناہموار ہے اور گہرے دروں میں سے جو برساتی نالوں کی گذرگاہ ہیں پھٹ رہا ہے ؎

**راستے۔** کوہستان طارس کے بیچ سے ایک راستہ جو کلکیہ کا پھاٹک "کہلاتا تھا جاتا تھا اور گذرے وقتوں میں کلکیہ اور اندرونی ملک کے ما بین تجارتی راہ کا کام دیتا تھا۔ ایک اور راہ جو اماتس سے گذرتی" سیریہ کا پھاٹک" کہلاتی اور کلکیہ کو سیریہ سے ملاتی تھی ؎

بڑے بڑے دریا کزل ارمق (قدیم ہیلس) اور سیکیریہ (سنگیرئیس) تھے جو بحیرہ اسود میں گرتے اور سرابت (ہرمس) کیسٹرا اور میانڈر ہیں جو بحیرہ ایجئن میں گرتے ؎

بیشمار جھیلیں جن میں سے بعض کھاری ہیں ملک میں جا بجا

# اٹھارھواں باب

## ایشیائے کوچک

حدود اربعہ۔ برّاعظم ایشیائے غرب ایک بڑا جزیرہ نما جو جوایشیائے کوچک کہلاتا اور حکومت ترکی کے علاقۂ اطولیہ سے مربوط ہے واقع ہے۔ مشرق کی طرف برّاعظم ایشیا کی سمت پر کھلا ہے اور باقی تمام جوانب پر سمندر سے محیط ہے چنانچہ شمال میں بحیرۂ اسود یا یوزائن جسے رومی پنطس یوزینس کہتے تھے۔ مغرب میں آبنائے قسطنطنیہ یا باسفورس۔ بحیرہ مارمورہ جو سلف میں پروپانطس کہلاتا تھا۔ ڈارنڈلز یا ہلس پانٹ اور بحیرۂ ایجیئن اور جنوب میں بحیرہ روم جسے رومی وسطی سمندر اور عبرانی بحرِ اعظم کہتے تھے واقع ہیں۔ اس کا کل رقبہ ڈیڑھ لاکھ مربع میل ہے۔

قدرتی نظارے۔ ایشیائے کوچک کا بڑا حصہ بلند حدب ہے جو مغرب میں دو اور تین ہزار فٹ کے بیچ بیچ اور مشرق میں اس سے دوچند اونچا ہے۔ کوہستان اکثر بڑی سرعت اور تیزی کے ساتھ سمندر سے اونچے اٹھ رہے ہیں۔ شمال کی طرف خاص ساحل کے میدان دریاؤں کے ڈیلٹے ہیں۔ مغرب میں بہت راسیں ہیں جو

ملامت کی (زبور ۱۳۷: ۷ و حزقی ۲۵: ۱۲-۱۴) یہوداہ کی اسیری
کے وقت انہوں نے عمالیقیوں کو جو اس ملک کے جنوب نجب میں
رہتے تھے نکال دیا اور یہوداہ کے جنوب کے کئی ایک مقامات چھین
لئے ۔ پھر اسمٰعیل کی اولاد میں سے ایک قبیلہ جو نبایوتی کہلاتا تھا (پیدا
۲۵: ۱۳ و ۱ تو ۱: ۲۹ و پیدا ۳۶: ۳) ادومیوں پر قابض ہوا اور اس
جگہ ایک بڑی سلطنت کی بنیاد ڈالی جو عربی پطریہ کے نام سے موسوم
ہے ۔ اراتس اس علاقہ کا بادشاہ ہیرودیس انطپاس کا سسر تھا (متی
۱۴: ۳ و ۴ و اعمال ۴: ۲۷) ۔

آگ کے شعلوں کے بیچ میں درجۂ شہادت کو پہنچا۔ موجودہ پُر رونق سمرنا جس کی آبادی دو لاکھ ہے قدیم شہر کی جائے وقوع سے دو میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔

پرگمس یا پرگیم سمرنا سے شمال و مشرق ۵۰ میل کے فاصلہ پر واقع تھا۔ کہتے ہیں کہ ایک زمانہ میں یہ ایشیائے کوچک کا عظیم الشان شہر تھا۔ اس کے کھنڈر اب بھی بڑے دلکش اور دلفریب ہیں۔ یہ شہر سنگ تراشی اور دیگر صنعتی کاموں اور ایک قلمی کُتب خانہ کے لئے جس کا بڑا حصّہ سکندریہ میں منتقل کیا گیا ہے مشہور تھا۔ اس شہر میں عالیشان مندروں کا ایک مجموعہ ہے جسے نسبفوریم کہتے اور جس میں منفرق دیوتاؤں کی پرستش کے لئے مندر بنے ہوئے تھے جن میں سے افروڈائیٹس کا مندر سب سے زیادہ جلیل الشان تھا۔ اُس کو بیٹش شہر کے خاص دیوتاؤں میں سے تھا۔ رومی زمانہ میں پرگمس بادشاہ کی پرستش کا مشہور مقام تھا۔ قدیم مسیحیوں پر اس پرستش کے انکار کے سبب سخت ایذائیں آئیں پرگمس کی کاریگری اور صنعت کے اعلیٰ نمونے برلن کے عجائب خانہ میں محفوظ ہیں جن میں سے معماری کے مشہور و معروف نقش و نگار جو زیوس کے بڑے مذبحہ کی سجاوٹ ہیں قدیم قصّے کہانیوں کے زمانہ پر دلالت کرتے ہیں۔

تھوائتیرہ۔ جسے اہل مقدونیہ نے سکندر اعظم کے ایشیائے کوچک کو فتح کرنے کے بعد بسایا پرگمس اور سردیس کی سڑک پر واقع ہوا ہے۔

یہ شہر ایسے خطہ میں ہے جس کی زمین کاشتکاری اور چراگاہوں کے خوب مناسب ہے اور جہاں قدیم ایام میں دستکاری نے بڑا عروج پایا پشمینہ کی اشیاء رنگنا یہاں کا خاص پیشہ تھا۔ گمان کیا جاتا ہے کہ لدیا جس نے فلپی کے باہر ندی کے کنارے پولوس رسول سے کلام سُنا اور ایمان لے آئی رنگ سازوں کی ایسی جماعت سے تعلق رکھتی تھی جو اعلےٰ قسم کا رنگ تیار کرتے تھے جن سے شاہانہ پوشاک رنگی جاتی تھی (اعمال ۱۶: ۱۴)

شہر دلیس سوریا ئے جس کے نزدیک اور تھواتیرہ سے تیس میل جانب جنوب کراسس کی بادشاہت کا دار الخلافہ تھا جو چاروں طرف زرخیز ملک سے محیط اور بھاری تجارتی مرکز تھا جہاں اونی اشیاء رنگی جاتی تھیں۔ سردیس ہیں سائبلی کا مندر جو حیرت انگیز گلکاری سے سجا تھا عظیم الشان عمارت تھی جس کے کھنڈر اب بھی موجود ہیں۔ عہد جدید کے زمانہ میں سردیس مثل اس خطہ کے دوسرے شہروں کے وبائی بخار سے برباد ہو گیا اور اس آفت کے سبب شاہی محصول پانچ سال تک معاف رہے ؞

فلادلفیہ۔ سمرنا کے مشرق اسّی میل کے اوپر ایک آتش خیز قطعہ میں کوہ تموتس کے نشیب ڈھلوان پر واقع اور انگوروں کے لئے مشہور تھا۔ اردگرد کے ملک کی طرح یہاں بھی بھاری بھاری زلزلے آیا کرتے تھے ؞

قُرب وجوار کے شہر لاودقیہ۔ کلسیہ اور ہیراپلس سرسبز اور خوشنما وادی لکاس ہیں جو میانڈر کی معاون ہے واقع اور افسس اور مشرق

کے مابین جنوبی راستہ پر تجارت کے مرکز تھے۔ لادوقیہ ایسا مالدار شہر تھا کہ ایک موقعہ پر جب وہ زلزلہ سے عنقریب تباہ ہو گیا تو اُس نے رومی حاکم کی مدد قبول کرنے سے انکار کیا۔ اِس ضلع میں غالباً پولُس رسُول نہیں گیا۔ تیسرے سفر میں اُس نے گلاتیہ کے مغرب سے گذر کر افسس کی اور بالا راہ اختیار کی۔ لادوقیہ اور کلسّیہ کی کلیسیائیں غالباً پولُس کے افسس میں رہتے کے عرصہ میں اُس کے ہم خدمتوں نے قائم کی ہوں گی۔ کلسّیہ ہی فلیموؔن۔ انیسمسؔ۔ ارخِپسؔ اور اپفرسؔ کا گھر اور وطن تھا (کلسّی ۴: ۹ و ۱۲ و ۱۷)۔ پولُس کے خطوں میں سے ایک خط کلسّیہ کی کلیسیا کے نام پر پایا جاتا ہے۔ ایک اور خط جو اُس نے لادوقیہ کی کلیسیا کو لکھا اور جس کا اشارہ اِس خط میں کیا جاتا غور طلب ہے (کلسّی ۴: ۱۶)۔ ہراپلیس پلوٹوؔ کے مُتبرک غار اور گرم چشموں کے لئے مشہور اور استوئیقی فیلسوف اپکطیطس کی ولادت گاہ تھی۔

**ملیطس** ۔ آئی اونیو کے سرآوردہ شہروں میں سے ایک تھا اور ایک چھوٹی سی خلیج کے جنوب میں بانڈر کے دہانہ پر واقع تھا۔ یہ افسس سے خلیج مذکور کے سرے سے گھوم کر بیس یا تیس میل پر ہے۔ ایلچی جنہیں پولُس نے بھیجا کہ افسس کے بزرگوں کو بلا لائیں خلیج کے بحری راستہ سے جو چھوٹا تھا گئے ہونگے (اعما ۲۰: ۱۷)۔ یہ خلیج یا بندرگاہ اب دریا کی ریت اور کوڑے کرکٹ سے بھر گئی اور یوں ملیطس کی جائے وقوع سمندر سے دس میل دور پڑ گئی ہے۔

**قنیدس** ۔ یُونانیوں کا پرانا شہر ایک راس کے اوپر جو قوس اور رودس کے جزیروں کے مابین ہے جنوب مغربی ساحل پر واقع تھا (اعما ۲۱: ۱)۔

# اُنیسواں باب

## یُونان کے بیان میں

قدیم یونان کا کچھ حصّہ براعظم کے ساتھ ہے اور کچھ سمندر میں ہے۔ بڑی یونان یورپ کے جنوب مشرق کے جزیرہ نما پر مشتمل تھا۔

یونانی لوگ مختلف فرقوں مثلاً آئی اونین۔ ڈورین۔ اخائن اور ایولین میں منقسم تھے۔ باوجود حکومت مختلف ہونے کے یہ لوگ اپنے آپ کو ایک ہی خاندان کے شریک جانتے اور باقی قوموں کو اپنے سے نیچ سمجھتے تھے۔ کسی قدر لب و لہجہ کے ردّ و بدل کے ساتھ وہ ایک ہی زبان بولتے تھے۔

**یونانی بُت پرستی۔** یونانی مذہب کے بڑے ماننے والے اور دیوی دیوتاؤں کی بڑی پُوجا کرنے والے تھے۔ جس طرح ہندو بہت سے دیوی دیوتاؤں کو مانتے ہیں۔ مبادا وہ اپنی نادانستگی سے کسی دیوتا کے غضب کی آگ بھڑکائیں اُنہوں نے "نامعلوم خُدا" کے لئے بھی قربان گاہیں بنا رکھی تھیں (اعمال ۱۷: ۲۳) یونانی دیوتا خیالی ہستیاں تھے جو انسانی شکل و شباہت رکھتے اور جن میں تمام انسانی جذبات مثل محبت۔ حسد۔ رشک اور انتقام وغیرہ پائے جاتے تھے۔ ان کے مرتبے اور درجے

بھی مختلف تھے چنانچہ زیوس سے لیکر جو تمام دیوتاؤں میں افضل اور اعلیٰ تھا اِن کے درجے گھنے درختوں اور دریاؤں کے ادنیٰ دیوتاؤں تک اُتر آتے تھے ۔

**قومی کھیلیں ۔** جو یونانیوں کے درمیان باہمی اتحاد اور یگانگت کے لئے خاص عہد و پیمان کا کام دیتی تھیں چار قسموں یعنی اولمپیان ۔ استیھمیان پیتھین اور نیمین پر مشتمل تھیں ۔ اِن میں سے پہلی دو بڑی مشہور تھیں ۔ کھیلوں میں لوگ مقابلہ میں دوڑتے ۔ کودتے ۔ لکہ بازی کرتے ۔ چکر پھینکتے اور گاڑیاں دوڑاتے تھے ۔ اِن کاموں کے واسطے مہینوں پہلے تیاریاں ہوا کرتی تھیں ۔ مقابلے جن کے قواعد بڑے سخت تھے ۔ تماشائیوں کے بڑے مجمع کے رُوبرو ہوتے تھے ۔ فتح مند کا انعام ایک معمولی شے یعنی پتوں کا تاج اور ہاتھوں میں کھجور کی شاخوں کا دیا جانا ہوتا تھا ۔ پولُوس اور عہد جدید کے دیگر مصنفوں نے اِن کھیلوں کے اشارے اکثر کئے ہیں ۔ (دیکھو ۱کرنتھیوں ۹: ۵-۱۲)

## استوئیقی اور اپی کیوُرین فیلسوف ۔

**استوئیقی ۔** اس فرقہ کا بانی زینو جزیرہ کیپرس کا باشندہ تھا ۔ جو مسیح سے قبل سن ۳۰۰ میں تھا ۔ اپنی اوائل عمری میں سوداگری کی جستجو میں بہت رہا ۔ پر ایک دفعہ جب اُس کا جہاز ڈوب گیا تو وہ شہر اتھینے میں آیا اور اپنی توجہ فلاسفی کی طرف لگائی ۔ اُس کے اصُول کے مطابق اخلاقی

خوبی سب سے اعلیٰ نیکی ہے اور جہاں تک انسان داتا ہے وہاں تک وہ نیک ہے اور دانائی میں انسان اور خُدا کی نسبت علم شامل ہے۔ اُس کی تعلیم کے مطابق مادہ اور عقل دونوں ازلی ہیں۔ اور کہ یہ دونوں ایک دوسرے کے مخالف نہیں ہیں بلکہ ان میں متحدہ یگانگت ہے اور دُنیا پر یہ دونوں مل کر حکومت کرتے ہیں۔ لہذا چاہے غلط ہوں یا صحیح ہوں اس حکومت کے فیصلہ کو ماننا چاہیئے۔ اس طرح یہ فلاسفر وہی اُصول رکھتے تھے جو قسمت کو ماننے والے رکھتے ہیں۔ ہر قسم کی خوشی اور غمی میں وہ ایک اعلےٰ قانون کے فیصلہ کے آگے سر جھکاتے تھے۔ کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ ایسا ہونا ضرور تھا اِس لئے ہم اس میں کچھ نہیں کر سکتے۔ اس طرح وہ ایک خُدا کے جو پاک اور نیک ہے اور جس کی مرضی نیک اور پاک اور پسندیدہ ہے قائل نہیں تھے۔ ان کے اصول کے مطابق اخلاقی نیکی اس میں ہے کہ انسان فطرت کے قانون کے مطابق زندگی بسر کرے اور ہر طرح سے اُسی ہی کی تابعداری کرے۔

اسوئیقی فلاسفروں کی کئی باتیں ماننے کے قابل تو تھیں مگر وہ ایک زندہ اور پاک اور نیک خُدا کے قائل نہیں تھے اس لئے ان کی بہت سی تعلیم مسیحی تعلیم کے خلاف تھی۔ پولوس رسول کے ساتھ وہ بہت بحث کیا کرتے تھے۔ اعمال ۱۷: ۱۸ ؎

**اپی کیوُرین۔** یہ فرقہ فلاسفر اپی کیوُرس کی تعلیم ماننے والا تھا۔ یہ شخص مسیح سے پیشتر سن ۳۴۴ میں پیدا ہوا اور اپنی اوائل عمری میں

بہت مطالعہ اور سفروں میں مشغول رہا۔ آخر یونان کے دار الخلافہ ایتھنز میں سکونت اختیار کی۔ اس کی تعلیم کی بڑی بات یہ تھی کہ انسان کا بڑا کام یہ ہے کہ جس طرح ہو خوشی کو حاصل کرے۔ اور اس کے حصول میں مشغول رہے۔ یعنی جو چیزیں اُس کو دماغی یا جسمانی طور سے دُکھ دینے والی ہیں اُن سے اپنے آپ کو بچائے رکھے۔ اس کی تعلیم کے دو حصے تھے۔ ایک جسمانی طور سے خوشی حاصل کرنا۔ یعنی اپنی جسمانی صحت کو قائم رکھنا اور بیماری وغیرہ سے بچے رہنا۔ دوسرا اخلاقی یا دماغی خوشی۔ جس میں دماغ کو ایسی باتوں سے بچائے رکھنا جن سے فکر یا ڈر یا بے چینی پیدا ہو۔ اپی کیورس الہٰی ہستی کا قائل تو تھا مگر اس کی تعلیم یہ تھی کہ خدا کسی طرح سے انسان کی باتوں میں دخل نہیں دیتا بلکہ تمام انسانی معاملات سے اعلےٰ اور بے نیاز ہے۔ اس پہلو سے اسکی تعلیم مسیحی تعلیم سے فرق بلکہ مخالف تھی۔ یہ لوگ بھی پولوس رسول سے بحث کرتے تھے پولوس نے اپنی اس تقریر میں جو اس نے اریوپگس میں کی (اعمال ۱۷: ۲۵-۲۰) اس کی طرف اشارہ کیا ہے ؀

**یونانی ریاستیں** - ابتداء اتینی اطیقہ کا دار الحکومت اور لکونیہ میں سپارٹا یونانی ریاستوں کے درمیان سرآوردہ اور رقیب حکومت گاہیں تھیں۔ اہل اتینی نے تہذیب و اخلاق۔ علم و ہنر اور فلسفہ اور لٹریچر میں نام پیدا کیا تھا۔ اہل سپارٹا زیادہ گنوار اور غیر مذہب تھے۔ مگر بدنی طاقت اور جنگی شجاعت میں بڑے مشہور ؀

مقدونیہ ۔ یونان کی تواریخ کے آخری زمانہ میں ایک نئی ریاست جس کو مقدون یا مقدونیہ کہتے تھے اُٹھ کھڑی ہوئی ۔ یہ ریاست تھسلی اور بحیرہ ایجیئن کے شمال میں واقع تھی اور یونان کا حصہ شمار نہیں کی جاتی تھی ۔ اس کے باشندے ہیلن شاخ کے بزرگ تھے جو اگرچہ غیر مہذب اور گنوار تھے مگر بڑے جفاکش اور بہادر تھے ۔ یونانی عظمت اور بزرگی کے خاتمہ پر مقدونیوں نے اپنے بادشاہ فیلبوس مقدونی کے ماتحت تمام یونان کی سلطنت کی باگ اپنے ہاتھ میں لی (۳۳۸ ق م) ۔

اس وقت تمام مغربی ایشیا پر فارس کا تسلط تھا اور اس کے بادشاہوں نے مختلف موقعوں پر یونان کی فتح کے لئے کوششیں کیں ۔ ان کی یورشوں کے جواب میں فیلبوس کے بیٹے سکندر اعظم نے فارسیوں کے ساتھ جنگ و جدل شروع کئے اور ایشیا کو چک ۔ صور ، فلسطین اور مصر پر اپنے دبدبہ اور اقبال کا سکہ بٹھا کر مشرق کی طرف روانہ ہوا اور شاہ فارس کو اربیلا کی لڑائی میں قدیم نینوہ کے نزدیک شکست دی ۔ اس وقت یونان سکندر اعظم کے ماتحت تمام مہذب اور شائستہ دنیا کا مالک و مختار بنا (۳۳۱ ق م) ۔

سکندر اعظم کی حکومت تھوڑے عرصہ تک رہی ۳۲۶-۳۲۳ ق م ، لیکن اس سے بڑے بڑے نتیجے پیدا ہوئے چنانچہ اس کی فتوحات نے متفرق قوموں کو باہم ملا دیا اور انسانی ہمدردی کو جو اس سے پہلے معدوم اور نامعلوم تھی وسیع کر دیا ۔ ان فتوحات کی بدولت

تمام غربی ایشیا اور شمالی افریقہ میں یونانی آبادیاں قائم ہوئیں جن کے سبب یونانی تہذیب اور زبان کا رواج بڑے زور سے دوسری قوموں میں جاری ہوا اور جس کے ذریعہ خاص کر مسیحی دین کے پھیلاؤ کے لئے راہ تیار ہوئی۔ نئے عہد نامہ کے یونانی زبان میں لکھے جانے کی وجہ یہی ہے۔

**یونان رومی حکومت کے تحت۔** سکندر اعظم کی موت (۳۲۳ ق م) کے بعد اُس کی بادشاہت چار بڑے حصّوں یعنی مصر۔ سیریہ۔ مقدونیہ اور طراقیہ میں منقسم ہوگئی جن میں سے پہلی دو خاص تھیں۔ اگرچہ یونانِ خاص کی چھوٹی چھوٹی شہری ریاستیں باہمی عہد و پیمان کے ذریعہ کسی حد تک اپنی خود مختاری قائم رکھتی تھیں تو بھی مقدونیہ حکمران اور سربلند طاقت تھی لیکن انجام کار مقدونیہ اور ان خود مختار ریاستوں کو رومیوں نے فتح کر کے انہیں رومی صوبہ بنا لیا (۱۴۶ ق م)۔

انجیلی زمانہ میں یونان دو رومی صوبوں یعنی مقدونیہ اور اخایہ میں منقسم تھا۔ مقدونیہ کے صوبہ میں تھسلی اور طراقیہ اور بعض حصّے الیرقم کے شامل تھے۔ یہ صوبے بسبب پولوس کی خدمت کے اور یورپ کی پہلی کلیسیاؤں کا منبع ہونے کے بائبل کا مطالعہ کرنے والوں کے لئے بڑی دلچسپی رکھتے ہیں۔

**صوبۂ مقدونیہ۔** پولوس رسول ایشیا کے شہر طرو آس کو عبور کر کے پہلے پہل مقدونیہ کے صوبہ میں آیا (اعمال ۱۶: ۹-۱۱) مقدونیہ

رومیوں کا صوبہ تھا جس پر پرو کانسل کی حکومت تھی۔اس کے خاص شہر تسلونیقہ۔امفی پلس فلپی۔نیاپلس۔اپلونیہ اور بریا تھے ؎

تسلونیقہ۔بحیرہ ایجئین کی خلیج تھرمک پر واقع تھا۔اس کا پہلا نام تھرما تھا لیکن بعد میں سکندر اعظم کی بہن تسلونیقہ کے نام سے موسوم ہوا۔یہ مقدونیہ کا دار الخلافہ تھا اور زمانۂ حال میں سلونیقی کہلاتا اور یورپی ترکی کے دوسرے درجہ کے شہروں میں سے ہے۔شاہ اگستس قیصر نے بسبب اُس مدد کے جو اُس نے رومی سینٹ کے خلاف لڑائی میں اس جگہ کے لوگوں سے حاصل کی شہر کو آزاد کر دیا۔یہ شہر بسبب دریا اگنیشیا کے اوپر واقع ہونے اور بندرگاہ بننے کے تجارت کا مرکز اور ارد گرد کے شہروں پر اثر ڈالنے کا منبع بن گیا (تسلو ۱: ۷، ۸) رسولی زمانہ میں یہاں بہت یہودی رہتے تھے اور اب بھی اس کی آبادی کا بڑا حصہ یہودی لوگ ہی ہیں ؎

امفی پلس۔دریائے سٹرائمون کے دہانہ سے تین میل پر واقع تھا۔کہتے ہیں کہ اس شہر کو یہ نام اس وجہ سے دیا گیا کہ یہ دریا اسے عنقریب گھیر لیتا ہے (امفی۔دائرہ اور پلس شہر) ؎

فلپی۔ایک چھوٹے سے دریا کے اوپر سمندر سے آٹھ یا نو میل پر واقع تھا۔اس کی جائے وقوع کے نشان میں اب صرف کھنڈروں کے ڈھیر دکھائی دیتے ہیں۔دریا کے کنارے کے پاس کی پرانی دیواروں کے کھنڈروں کا پتہ لگتا ہے ان میں ایک شگاف ہے جس کی بابت

گمان کیا جاتا ہے کہ وہ پھاٹک ہوگا جس کے بیچ سے گذر کر پولُس رسول دریا کے کنارے عبادت کی جگہ کو گیا (اعما ۱۶ : ۱۳) فلپّی رومی آبادی تھا اور یہ عزت اِسے اس فتح سے حاصل ہوئی جو اگستس اور اور انطونی نے بروٹس اور کےسیس پر اس کے قرب و جوار میں پائی۔ اس کے مجسٹریٹوں کے اختیارات وہی تھے جو روم والوں کے تھے اعمال کی کتاب میں فلپّی کو "مقدونیہ کی اُس قسمت کا مقدّم شہر" لکھا ہے (اعما ۱۶ : ۱۲) چونکہ یہ شرف ان دنوں میں امفی پُلس کو حاصل تھا اس لئے بعض اشخاص اس کا "پہلا" شہر یعنی جس میں یہ مسافر پہلے پہل وارد ہوئے ترجمہ کرنا زیادہ پسند کرتے ہیں۔ نیاپُلس اس کا بندرگاہ اسی کا حصہ خیال کیا جاتا ہے ۔

**نیاپُلس** (نیا شہر) موجودہ کوالا ایک بلند پروِمنٹوری پر واقع اور فلپّی کا بندرگاہ تھا جو اس سے آٹھ یا نو میل کے فاصلہ پر تھا ۔

**اپولونیا**۔ ویا اگنیشیا کے اُوپر تسلونیقی اور امفی پُلس کے وسط میں واقع تھا ۔

**بریا**۔ موجودہ وریہ تسلونیقے سے ۳۵ میل جنوب کو واقع ہے۔ (اعما ۱۷ : ۱۱) ۔

**صوبہ اخایہ**۔ رومی صوبہ اخایہ میں جزیرہ نمائے یونان یعنی مقدونیہ کا جنوبی حصہ اور الیرقم معہ چند جزائر متعلّقہ کے داخل تھے۔ پہلے پہل اخایہ مقدونیہ کے صوبہ میں شامل تھا لیکن پھر ایک جدا

صوبہ ہو گیا ( ۲۷ ق ۔ م ) پولوس رسول کی آمد پر یہ رومی سینیٹ کے زیرِ اہتمام تھا اور اس لئے یہاں کا حاکمِ اعلیٰ گالیو پرو کانسل کہلایا۔ (اعمال ۱۸ : ۱۲ ) ؂

مُلک کا جنوبی حصّہ جسے مُتقدمین پیلوپونیسس کہتے تھے اور اب موریا کہلاتا ہے مغرب میں خلیج کارنت اور مشرق میں خلیج سرونک کے ذریعہ منفصل ہے ۔ خاکنائے کارنت کا سب سے تنگ حصّہ جو چار یا پانچ میل چوڑا ہے ان دونوں کے بیچ واقع ہے ۔ پیلوپونیسس پہاڑی ملک ہے خاص کر اپنی مغربی طرف پر۔ اخایہ کے شہر جو انجیل میں بیان ہوئے اتھینے ۔ کارنت اور کنخریہ ہیں ؂

اتھینے ۔ قدیم یونان کا بڑا مشہور شہر اور دارالخلافہ ہے اور اپنے بندرگاہ پیرس سے جو خلیج سرونک پر ہے پانچ میل کے فاصلہ پر واقع ہے ۔ یہ مورتوں ۔ بُتوں اور مقدس جگہوں کا شہر تھا ۔ تمام دیوتا مثلاً زیوس بیکیس ( ۔ اپالو ۔ مرکری ۔ کیرس اور دیگر معبودوں کی یہاں تعظیم ہوتی اور ہر ایک کے لئے منارہ بنائے جاتے تھے ۔ اگورا یا مارکٹ کی جگہ بُتوں اور مذبحوں سے بھری تھی ۔ گلی کوچے زرنگار درختوں سے سجے تھے اور چھپی ہوئی روشیں خوشی بخش جائے مجالس تھیں جہاں زینو اور دوسرے فیلسوف اپنے شاگردوں کے ساتھ گفتگو کیا کرتے تھے ؂

اگورا کے جنوب میں ایک پتھریلی اونچی جگہ تھی جس کو اریوپگس یا

مارس کی پہاڑی کہتے تھے ۔ اس کی چوٹی پر ہموار چبوترہ تھا جس کے گرداگرد چٹان میں کھدی ہوئی بیٹھنے کی جگہیں بنی تھیں اور چبوترہ پر جانے کے لئے چٹان میں سیڑھیاں بنائی گئی تھیں۔ یہاں مشہور کونسل یا عدالت کا جو "اریوپگس" کہلاتی اجلاس ہوتا تھا۔ یہ کونسل یا مجلس مذہب ۔ تعلیم اور دوسری بڑی بڑی باتوں پر اختیار رکھتی تھی ۔ ایتھنی اپنے ابتدائی زمانہ میں بعض لائق علمائے یونان مثلاً سولن ۔ سقراط اور افلاطون کی زاد بوم تھا۔ لیکن جب پولوس رسول یہاں آیا تو کوئی خاص مشہور فلاسفر تو نہیں تھا تاہم اس وقت فلسفہ کے چند فرقے جو استوئیقی اور اپی کیورین کہلاتے رہ گئے تھے ۔

کارنتھ ۔ اپنے دو بندرگاہوں یعنی مغرب میں لکھیم اور مشرق میں کنخریہ کے ساتھ خاکنائے کے وسط میں واقع تھا اور یوں "پیلوپنیس کا دروازہ" اور "سمندر کا پل" ہوکر بڑا تجارتی اور دولت مند شہر اور استھمیانی کھیلوں کے سبب جو اس کے قرب وجوار میں ہوتی تھیں تفریح اور کھیل تماشہ کا مرکز ہوگیا۔

کارنتھ رومیوں کے ساتھ لڑائی جھگڑوں میں بالکل برباد ہو گیا اور کوئی سو برس تک کھنڈروں کا ڈھیر بنا رہا۔ لیکن پھر دوبارہ تعمیر ہوکر اور رومی بستی بن کر اس نے بڑی ترقی اور رونق حاصل کی یہاں تک کہ اخایہ کے صوبہ کا دارالخلافہ اور پروکانسل کی رہائش گاہ بن گیا ۔ رسولی زمانہ میں یہاں رومی اور یہودی بکثرت آباد تھے ۔

دُنیا کے تمام شہروں میں یہ شہر اپنی بداخلاقی کے سبب بہت بدنام ہوا۔ وینیس (زہرہ) کی پرستش کے ساتھ جو اِس شہر میں کی جاتی پرلے درجہ کی شہوت رانی ہوتی تھی پولُس پہلی مرتبہ یہاں آنے پر ڈیڑھ سال رہا اور اُس کے خطوں میں سے دو لمبے چوڑے خط اُس کلیسیا کے نام جو اُس نے یہاں قائم کی لکھے گئے ۔

# بیسواں باب
## بائبل کے جزیرے

مفصلۂ ذیل جزیرے یعنی سموتراقیہ۔ امروس۔ ملناس۔ لیسبس۔ خیوس۔ ساماس۔ پطمس۔ قوس۔ روڈس۔ کپرس۔ کریت اور ملیطے جو بحیرہ ایجئن اور شرقی بحیرہ روم میں واقع ہیں بائبل میں بیان کئے گئے ہیں ؛

سموتراقیہ۔ جسے اب سموتراقی کہتے ہیں ایک چھوٹا مگر بڑا اونچا جزیرہ ہے جو بحیرہ ایجئن کے شمالی حصہ میں ۵۲۵۰ فٹ اونچا واقع ہے۔ یہ جزیرہ مع اپنے آس پاس کے جزیروں امبروس اور ملناس کے کبیری دیوتاؤں کی پرستش کا مرکز تھا ؛

لسبس۔ جس کو کبھی کبھی مطی لین بھی کہتے بحیرہ ایجئن میں پہاڑی جزیرہ ہے۔ اس کا صدر شہر مطی لین ہے ؛

خیوس۔ سمرنا سے پانچ میل جنوب کی جانب ایک چھوٹا سا پہاڑی اور زرخیز جزیرہ ہے نیز یہ اُن بیشمار جگہوں میں سے ایک ہے جو ہومر کی ولادت گاہ بتائی گئی ہیں ؛

ساماس۔ ملیطے کے مغرب بڑا مشہور جزیرہ ہے۔ برّاعظم کا

کوہستانی کرارا جو اس کے مقابل واقع ہے طرا گلیم کہلاتا تھا جس سے
یہ جزیرہ ایک میل چوڑے رود بار کے ذریعہ علیحدہ ہو گیا ہے (اعمال
۲۰ : ۶ و ۱۳) فیثا غورث جس کو اکثر "ساموس کا حکیم" کہتے ہیں اسی
جزیرہ میں پیدا ہوا تھا ؏

پطمس ۔ ساموس سے جنوب کی طرف بیس میل کے فاصلہ پر
ناہموار اور ویران جزیرہ ہے ۔ جسے رومی حکومت بطور کالا پانی استعمال
کرتے تھے جہاں وہ مجرم جنہیں جلاوطن کرنا ہوتا تھا بھیجے جاتے تھے ۔
مکاشفات ۱ : ۹ کے مطابق یوحنا رسول پطمس میں جلاوطن ہو کر آیا
جہاں کہتے ہیں کہ کسی غار میں اُس نے اپنے مکاشفات پائے ۔ اسی
غار پر ایک گرجا بنا ہوا ہے ؏

قوس ۔ جس کا رقبہ پچانوے مربع میل ہو گا تاکستانوں اور
انگوروں کے لئے مشہور تھا ۔ یہاں الیکولیپئس کی شان میں مندر بنا
تھا جس کے ساتھ ایک طبّی مدرسہ ملحق تھا ۔ یہ جزیرہ اپلیس اور ہپو
کریٹیس کا مولد تھا ؏

رودس ۔ جس کا رقبہ ۵۷۰ مربع میل ہے پہاڑی اور بڑا سرسبز
جزیرہ ہے ۔ یہ جزیرہ نوآبادیوں کی جگہ اور ہنر اور فصیح البیانی کا مشہور
مرکز اور تجارتی معاملات کا بازار تھا ۔ سکندر اعظم کی سلطنت کے
ٹوٹ جانے پر یہ ایشیائے کوچک کے ساحل کے جزیروں اور شہروں
کے معاہدین کا سر و سردار ہو گیا ۔ اس کا دار الخلافہ رودس ایک

ڈیوہیکل بُت کے لئے جس کی اونچائی ایک سو پانچ فٹ تھی اور جو سورج دیوتا ہیلیاس کا مظہر تھا مشہور تھا۔ یہ بُت جس پر ۱۰ لاکھ روپے سے زیادہ خرچ آیا "ہفت عجوبات دنیا" میں سے ایک سمجھا جاتا تھا۔ یہ بُت بندرگاہ میں ایسی جگہ پر نصب کیا گیا تھا کہ جہاز اس کے نیچے سے گذرتے تھے۔ بعد ازاں ایک زلزلے سے گر کر برباد ہوگیا تھا۔

کپرس۔ کلکیہ کے جنوب تانبے کی کان کے لئے جس کے سبب اس کو یہ نام بھی دیا گیا مشہور تھا (یونانی کپراس۔ انگریزی کاپر۔ اردو تانبا) گمان کیا جاتا ہے کہ پرانے عہد نامہ میں یہ کیتم کے نام سے مرقوم ہے (یسعیاہ ۲۳: ۱۲) یہ خوش منظر اور زرخیز جزیرہ ۳۵۸۰ مربعہ میل ہے۔ اہل کپرس کا ولیپنا اور چہیتا معبود افرددائیتی دیوی تھی جس کی ابتدا ایک افسانہ کے بموجب سمندر کی پھین سے ہوئی جو سواحل بحر پر تھی۔ اس کے خاص شہر سلامس کیتم۔ اماتس اور پافس تھے۔ پولوس کی آمد پر یہ سینیٹ کا صوبہ تھا جس پر پروکانسل کی حکومت تھی۔ برنباس اسی جزیرہ کا رہنے والا تھا۔

کریت یا کانڈیا۔ بحیرہ ایجن میں یونان کے جنوب مشرق ساٹھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اس کا رقبہ ۲۳۰۰ مربعہ میل ہے یہ پہاڑی قطعہ ہے جس کی وادیاں بڑی زرخیز ہیں۔ اس کی پیداوار میں سے گندم۔ انگور اور میوے ہیں۔ یونانی قصص و حکایات کے بموجب شاہ مینس کریت

کا مشہور شارع دیوتاؤں کی طرف سے عالمِ سفلی کا منصف اور قاضی مقرر
کیا گیا۔ اہلِ کریت کا کیریکٹر جیسا کہ پولُس نے مشہور شاعر اپی مینی
دس سے اقتباس کر کے بیان کیا (طیطس ۱: ۱۲) دوسرے مصنف
بھی اُس کی تائید کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ کریت میں ایک سو شہر تھے۔
ان میں سے بہت سے یہودی جزیرہ میں رہتے تھے (اعمال ۲: ۱۱)
طیطس یہاں کی کلیسیا کا نگران مقرر ہوا (طیطس ۱: ۵) جہاز جس پہ
سوار ہو کر پولُس روم کو جا رہا تھا کریت کے جنوب تُند ہوا سے جو پہاڑوں
سے نکلی تباہ ہو گیا۔ حسین بندر جہاں جہاز نے مقام کیا لنگرگاہ تھا
لیکن محفوظ بندرگاہ نہیں ٭

ملیطے۔ اٹلی کے جنوب بحرِ روم میں ایک جزیرہ ہے جس کا رقبہ
پچانوے مربعہ میل ہے۔ اس کی پیداوار روئی۔ گندم اور گرم ملکوں
کے میوے ہیں۔ یہ مجمع الجزائر مسمّٰی بہ مالطیس کا ایک جزیرہ ہے۔ روم کو
جاتے ہوئے پولُس کا جہاز یہاں تباہ ہوا (اعمال ۲۷: ۳۹-۴۴) اُس
وقت یہ جزیرہ بلحاظ حکومت و سیاست رومی صوبہ سسلی سے متعلق تھا اور
یہاں کا صدر اعلیٰ سسلی کے عامل کے ماتحت تھا (اعمال ۲۸: ۷) اس
جگہ کے باشندوں کو "بربری" کہا ہے جس سے مراد غالباً یہ ہے کہ
وہ یونانی زبان نہیں بولا کرتے تھے ٭

# اکیسواں باب

## روم کے بیان میں

رومی جمہوری بادشاہت بابل اور اسوریہ کی طرح شہری ریاست تھی جو شہر روم کے ساتھ شروع ہوئی اور جس کی ترقی اور رونق پر یہ شہر جس کے گرد وپیش اس بادشاہت نے وسعت پائی نہ صرف بطور جغرافیہ اس کا مرکز بنا بلکہ اُس کی زندگی اور طاقت کی رُوح رواں تھی۔ روم ایک اُبھرے ہوئے ٹیلے بنام پیلاتائن کی پہاڑی اور دریائے ٹائبر کے کناروں پر اُس کے دہانہ سے پندرہ میل دُور پہلے پہل ایک چھوٹا سا گاؤں تھا۔ آبادی کی ترقی کے ساتھ اس کی حدود بھی بڑھنے لگیں بعد ازاں آبادی نے چھ اور پہاڑیوں کو ڈھانپ لیا جس پر اسے "سات پہاڑیوں کا شہر" کہنے لگے۔

ابتداً باشندگان روم متفرق جرگوں پر مشتمل تھے۔ شریف زادے یعنی پیٹریشین جو اس امر کے مدعی تھے کہ ہم ہی اس جگہ کے ابتدائی آباد کنندے ہیں اعلیٰ اور حکمران اشخاص تھے جنہوں نے اوّل ہی اوّل جمہوری حکومت وسیاست کی عنان سنبھالی۔ ادنیٰ خاندان "پلیبین" "اجنبی" تھے جو تلاش معاش میں اور جگہوں سے آ کر آباد ہوئے۔

انہیں زمین اور دیگر جائیدادوں کے تصرف کی اجازت مل گئی مگر انتظام ملکی کی شمولیت نہ ملی۔ چند عرصہ بعد ان لوگوں نے بلوہ شروع کیا اور شریف زادوں کو اپنے واسطے حقوقِ شہریت کی دہش پر مجبور کیا۔ ایک اور گروہ منیب (کلائینٹ) کہلاتا تھا اور یہ لوگ شریف زادوں کے خدمت گذار تھے جو اپنی حفاظت کے صلہ میں ان کی خدمت کرتے تھے۔ ان لوگوں کے تعلقات وہی تھے جو فیوڈل سسٹم میں رعیت اور نوابوں کے ہیں۔ منیبوں کی زیادتی سے شریف زادوں کے مرتبہ اور اختیار کا اندازہ کیا جاتا تھا۔ غلام بھی تھے جو بیشتر ایسے لوگ تھے جو لڑائیوں میں اسیر ہوئے ۔

روم کی ابتدائی تواریخ اساطیر الاولین اور مختلف روایتوں سے بھری پڑی ہے۔ سب سے قدیم تواریخ جو اس شہر کی بنا کی نسبت ہے ۷۵۳ قبل مسیح ہے جس کا زمانہ حز قیاہ شاہ یہوداہ سے تھوڑا ہی عرصہ پیشتر کا ہے۔ ابتدائی طریق حکومت جو قریباً ۲۵۰ برس تک جاری رہا وہ تھا جس کے مطابق ایک شخص واحد سب پر اختیارِ مطلق رکھتا ہو۔ اس طریقِ حکومت کے ساتھ ہی ایک عدالتی (جوڈیشل) اور مشورتی جماعت ہوتی تھی جسے سینیٹ کہتے اور خاندانوں کے بزرگوں یا سرداروں پر مشتمل تھی۔ پھر اس سے بڑی جماعت بھی تھی یعنی مجمعِ عام جس میں وہ تمام شریف زادے شامل ہوتے جو سنِ بلوغت کے تھے۔ یہ مجمع قانون بناتا اور بادشاہ کو چنتا تھا۔ از منۂ مابعد

میں ادنیٰ خاندان بھی مجمعِ عام میں داخل کر لئے گئے۔ بادشاہ ایسے ظالم تھے کہ اُن کے جور و ستم سے دِق آکر لوگوں نے انجام کار اس شاہی طرزِ حکومت کو توڑ ڈالا (۵۰۹ ق۔م)۔

**مذہب۔** رومیوں کا مذہب یونانیوں کے مذہب کی مانند تھا۔ اِن کے بیشمار دیوی دیوتا تھے جو اپنے اپنے شخصی کام رکھتے یا خاص علاقہ کے نگران اور مختار تھے۔ جوپیٹر سب سے اعلیٰ دیوتا تھا۔ جونو جوپیٹر کی بیوی اور منروا اُس کی دختر دانائی کی دیوی دونوں کیپتولین پہاڑی کے مندر میں اُس کی شریک تھیں۔

**رومی سلطنتِ جمہور۔** نئی حکومت جو بادشاہوں کی معزولیت اور علیحدگی کے بعد جاری ہوئی جمہوری حکومت تھی۔ یہ حکومت دراصل زیادہ تر آلی گار کی (امیروں کی حکومت) کی مانند تھی۔ ابتدا میں انتظامی امورات کا اہتمام محض شریف زادوں کے ہاتھ میں تھا لیکن بعد ازاں متعدد پیشواؤں کے ہاتھ میں آگیا۔ بادشاہ کی جگہ دو مجسٹریٹ جن کو کانسل کہتے تھے ایک سال کے لئے منتخب ہوتے تھے۔ کانسل کے ہمرکاب ہمیشہ بارہ سردار رہتے تھے جنہیں لکٹر کہتے تھے اور جن میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں قمچیوں کا ایک مٹھا ہوتا تھا جس کے ساتھ کلہاڑی بندھی ہوتی تھی۔ یہ چیزیں اِس بات کا نشان تھیں کہ بادشاہ کو چھڑیوں سے مارنے یا قتل کرنے کا اختیار حاصل ہے۔

سلطنتِ جمہور کے عرصہ میں روم کی بادشاہت ہر سمت پھیلنے اور بڑھنے لگی۔ فتوحات کے ذریعہ تمام جنوبی اور وسطی یورپ شمالی افریقہ اور غربی ایشیا اس کی حدود میں آ گئے۔ غیر ملکی فتوحات نے لوگوں کے اخلاق پر اثرِ بد پیدا کیا جس سے وہ عشرت پسند اور ہر طرح کی بدی کے مورد بن گئے۔ حکومت بیشتر ایسے لوگوں کے ہاتھ چڑھی جو حریص۔ بدنیت اور کوتاہ اندیش تھے اور فوج کے وسیلہ اپنی طاقت کے غلبہ کا سکہ بٹھاتے تھے۔

سن عیسوی سے پیشتر کی نصف صدی میں روم کے بیچ دو نامی گرامی اشخاص یعنی گئیس جولیئس قیصر اور گنیس پامپیئس تھے قیصر جنگ آزمائی۔ سیاست اور تصنیف میں یکتائے زمانہ تھا۔ اس کی جنگی مہمات میں سے گال اور برٹن کی فتوحات تھیں۔ پامپیے قیصر کا داماد تھا جس نے فوجی افسر ہو کر کمال شہرت حاصل کی۔ اس نے بحری قزاقوں کو جنہوں نے مشرقی بحر روم کا ناک میں دم کر رکھا تھا قید کیا۔ جنگجو متراد یطس شاہ پنطس کو فتح کیا اور الیث پاسے کو چابک سے ہانک دیا۔ سیریہ کی سلوکیائی بادشاہت کی استیصال اور بیخ کنی کی اور یروشلیم کو مسخر کیا۔ پہلے پہل قیصر اور پامپیے نے باہم تجویز کی کہ کشورِ روم کو آپس میں بانٹ لیں لیکن اُن کی اُمنگ اور آرزو نے قدم لمبے کئے اور وہ عظیم اقلیم اُن دونوں کے لئے مکتفی نہ ہوئی۔ آخرش ہر دو پوری سلطنتِ روم کے مالک بننے کے مدعی بن گئے۔

اور تیغ و تبر سے اس کا فیصلہ کرنے لگے۔ دونوں نے اپنی اپنی فوجیں
جنگ کے لئے ایک دوسرے کے مقابل کر لیں۔ یہ جنگ فارسلیا واقعہ
تھسلی میں ہوئی جس میں پمپے نے شکست کھائی اور مصر کو بھاگ گیا
جہاں وہ جاتے ہی قتل ہو گیا۔ فتح مند قیصر جولیس روم کو واپس آیا
جس کے لئے بڑی دھوم دھام سے ایک ایسے شاہی جلوس کا
انتظام کیا گیا جس کی مثال روم کی تواریخ میں نہیں ملتی۔ اب قیصر
پورے روم کا جس کی سلطنت ساری مہذب دنیا پر تھی شاہنشاہ
ہو گیا۔ مگر اس کی طاقت اور حیات کا پیالہ جلد لبریز ہو گیا۔ جب وہ
سینیٹ کے کمرے میں بیٹھا تھا۔ باغیوں کے ایک گروہ نے اس پر
حملہ کر کے اُسے مار ڈالا۔ کہا جاتا ہے کہ اُس کے بدن پر ۲۳ زخم
تھے۔ اس کے بعد سلطنت روم کے اور کئی دعویدار اُٹھ کھڑے
ہوئے اور ان میں اور سلطنت جمہوری کے حامیوں میں کشمکش جاری
رہی۔ کئی شکست کھا کر بھاگ گئے۔ کئی مارے گئے۔ کئی نے
خودکشی کر لی۔ آخر کار میدان آگستادُنیس کے ہاتھ آیا۔ جسے روم والوں
نے اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا۔

**روحی بادشاہت** ۔ اس بادشاہت کی بنیاد خاص طور پر
اکٹیم کی لڑائی کے وقت پڑی لیکن بعض اوقات یہ خیال کہ اس
کی بنیاد زیادہ تر اُس وقت پڑی جب لوگوں نے خاص صورت میں
اگستاوئیس کو خلعتِ شاہی پہنایا زیادہ قابلِ تسلیم سمجھا جاتا ہے۔

(۲۷ ق م) سینیٹ نے اُس کو ایمپریٹر اور پانٹی فیکس میکسیمس کا کا خطاب اور دیوتاؤں کا مرتبہ دیکر اگسٹس (منور) نام دیا۔ اکٹاویئن یا اگسٹس جیسا کہ وہ ان ناموں سے معروف ہے اب لامحدود اختیار رکھتا تھا لیکن اُس کی طاقت حتی الامکان پڑانے طریقوں میں مخفی تھی۔ سینیٹ اور جمہور کے دیگر بہت سے حکام اب تک موجود تھے لیکن وہ بادشاہ کے جس کا ہاتھ ہر تحریک اور تجویز میں ہوتا تھا مطیع تھے ۔

رومی بادشاہت اٹیلانٹک سے دریائے فرات اور وسط یورپ سے وسط افریقہ تک پھیلی ہوئی تھی اور اس کی آبادی میں قریباً ۱۲ کروڑ باشندے تھے۔ حکومت و سیاست کے لحاظ سے دو قسم کے صوبوں یعنی سنیٹیوریل (سینیٹ کا) اور امپریل (بادشاہ کا) میں تقسیم تھی ۔

سنیٹیوریل صوبہ یعنی وہ صوبہ جو سینیٹ کی زیر نگرانی تھا اس حد تک رومی حکومت کا بالکل مطیع اور تابع فرمان ہوا کرتا تھا کہ اُس کا انتظام اور انصرام بغیر کسی قسم کی فوجی طاقت کے ہوسکتا تھا۔ ایسے صوبہ کا حاکم اعلیٰ پروکانسل کہلاتا تھا جسے نئے عہد نامہ (انجیل) میں صوبہ کہا ہے (اعمال ۱۳: ۷، ۸ و ۱۲) اور وہ ایک سال تک اس عہدہ پر مامور رہتا تھا ۔

امپریل صوبہ کے انتظام اور بندوبست کے لئے فوجی طاقت

کی حاجت تھی - یہ صوبہ براہِ راست بادشاہ کی زیرِ نگرانی تھا اور اِس کا حاکم اعلیٰ لیگٹ یا نائب (لفٹنٹ) ہوتا تھا جس کو نئے عہد نامہ کے پُرانے ترجمہ میں حاکم (گورنر) کہا گیا ہے ؞

**رومی نو آبادی** - نو یافتہ ملکوں کو رومی تاثیر کے ماتحت لانے کے لئے نئی آبادیوں کو قائم کرنے کی ضرورت پڑی - رومی نو آبادی سپاہیوں یا ایسے لوگوں کے گروہ سے مرکب ہوتی تھی جن کو رومی شہریت کے حقوق حاصل تھے اور جو اپنے بال بچوں سمیت کسی قصبہ یا ضلع میں بھیجے یا بسائے جاتے تھے - ان لوگوں کو جو جماعت میں فرمانروا جرگہ تھے ملک کے اصل باشندوں کی زمینیں عطا کی جاتی تھیں اور وہ روم کے شہری سمجھے جاتے تھے - اس طرح کے شہر یا جماعت ادنیٰ درجہ پر روم کے نمائندے ہوتے تھے - اِس کی حکومت روم کی حکومت کے موافق ہوتی تھی اور اُس کے مجسٹریٹ پریٹر کہلاتے تھے جو دوسرے شہروں کی نسبت بلند مرتبہ سمجھے جاتے تھے - کارنتھ - فلپی اور لپاریہ کا انطاکیہ رومی نو آبادیاں تھیں ؞

**آزاد شہر** - بادشاہت کے بعض شہروں کو آزاد شہر ہونے کے خاص حقوق بخشے گئے تھے - وہ اپنے مجسٹریٹ خود انتخاب کرتے اور بہت درجہ تک اُس صوبہ کی حکومت سے آزاد ہوتے جس میں وہ واقع تھے - اتینی - افسس - انطاکیہ - سیریہ - اور شرقی فلسطین میں

(کلاپلس کے شہر اس قسم کے شہر تھے ؂

**رومی شہریت**۔ رومی شہریت میں قسم قسم کے حقوق اور اختیارات ملا کرتے تھے۔ رومی شہری کو کوڑوں کی سزا نہیں دی جاتی تھی (اعمال ۱۶: ۳۷ و ۳۸ و ۲۲: ۲۵) ایسا شخص صوبہ کی ادنیٰ عدالت سے بادشاہ کے پاس اپیل کرنے کا مجاز اور مختار تھا (اعمال ۲۵: ۱۰-۱۲) اس اپیل سے مزید کارروائی بند ہو جاتی تھی حتیٰ کہ قیدی کو بھی بادشاہ کے حکم کے بغیر رہا نہیں کر سکتے تھے۔ (اعمال ۲۶: ۳۲) رومی شہریت کا حق یا تو پیدائشی ہوتا بشرطیکہ ماں اور باپ دونوں کو یہ حق حاصل ہو یا داموں سے خریدا جاتا (اعمال ۲۲: ۲۸) یا جنگی خدمت کے صلہ یا بطور مہربانی کے ملا کرتا تھا۔ بعض اوقات یہ حق تمام شہروں کو دیا جاتا تھا ؂

**فوج**۔ رومی بادشاہت کا نظم و نسق بھاری فوج کا محتاج تھا۔ سپاہیوں کی کمپنی میں ایک سو سپاہی ہوتے تھے جس کا کپتان صوبہ دار کہلاتا تھا۔ اس قسم کے کئی حاکموں کا بیان نئے عہد نامہ میں ہے جو سب کے سب لائق اور قابل اشخاص نظر آتے ہیں (متی ۸: ۵ و ۱۳ و ۲۷: ۵۴۔ اعمال ۱۰: ۱ و ۲ و ۲۷: ۱) چھ کمپنیوں کا کوہارٹ ہوتا تھا۔ کلادیس لسیئس جس نے پولوس کو یہودی ہلڑ کے وقت بچایا کوہارٹ (پلٹن کا سردار) تھا (اعمال ۲۱: ۳۱ و ۲۲: ۲۶)۔ دس ایسے کوہارٹوں کا لجن (لشکر) ہوتا تھا ؂

محصول ۔ سپاہ کی پرورش ۔ پبلک عمارتوں کی تعمیر ۔ سڑکوں کے بنانے اور بیشمار دیگر مطالب و مقاصد کے لیئے رومی حکومت کو بھاری مالگذاری کی حاجت ہوئی چنانچہ اس مقصد کی بہم رسانی کے لئے انواع و اقسام کے محصول اور لگان مقرر کئے گئے مثلاً محصولِ سر ۔ محصولِ جائداد ۔ آمدنی اشیاء اور بڑی بڑی سڑکوں پر سفر کرنے کا محصول ۔ اس طرح کی ایک سڑک دمشق اور ساحلِ بحر کے بیچ واقع تھی جو کفر ناحوم سے جاتی تھی ۔ گمان کیا جاتا کہ متّی کفر ناحوم میں محاصل تھا ۔ محصول کے متعلق لوگوں کے ناموں کی فہرست بنائی جاتی تھی اور اُس وقت ہر آدمی کو اپنے آبائی شہر کو جانا ہوتا تھا ۔ بعض موقعوں پر محصول کا ٹھیکہ نیلام ہوتا تھا اور کئی لوگ سرکار کو بھاری رقم دیکر کسی ضلع یا صوبہ کے حقوقِ محصول خرید لیتے تھے ۔ اُس وقت یہ لوگ حد سے زیادہ رقم لوگوں سے زبردستی لیا کرتے تھے یہی وجہ تھی کہ محصول لینے والے لوگوں سے یہودی نفرت رکھتے تھے کیونکہ اوّل تو وہ رومی حکومت کے نوکر ہوتے تھے ۔ دوسرے لوگوں پر ظلم کرتے تھے ۔

دہقان یا دیہاتی باشندے بالخصوص اپنی ملکی قومیت سے متعلّق تھے ۔ شہروں میں معزز اور اعلیٰ جماعت لوگ ، رومی اور یونانی تھے ۔ تمام بڑی بڑی تجارتی اور کاروباری جگہوں میں یہودی بکثرت تھے ۔ اُن کے اپنے عبادت خانے ہوتے اور وہ اپنے طریقِ عبادت پر عبادت کرنے کے لیئے آزاد تھے ۔ بت پرستوں میں سے بھی وہ بہت سے

مرید بنا لیتے تھے ؂

اڈریاٹک کے مغرب عموماً لاطینی زبان بولی جاتی تھی۔ مشرق میں نیچ درجہ کے لوگ اپنے ملک کی بولی بولتے تھے۔ یونانی علم ادب دلٹریچر تعلیم یافتہ اور تجارت پیشہ لوگوں کی زبان تھی ؂

شہروں کے گلی کوچے تنگ تھے۔ بازار یا منڈی ایسی جگہ ہوتا تھا جہاں لوگ لین دین کیا کرتے تھے۔ کھانے وقت وہ چارپائیوں پر جھکتے تھے۔ حمام رفاہ عامہ کی خاطر زر کثیر سے بنائے جاتے تھے۔ تفریح طبع اور دل بہلانے کے لئے تھیئٹر۔ گاڑیوں کی دوڑ۔ سرکس کی قسم قسم کی کھیلیں اور جنگلی جانوروں کو چارہ لگا کر پکڑنا ہوا کرتے تھے۔ ایسے دنگلوں کے لئے جنگلی جانور مختلف مقاموں سے لائے جاتے تھے۔ ریچھ اور بھیڑیئے شمالی یورپ سے۔ شیر ببر اور چیتے افریقہ سے اور ہاتھی اور تیندوے ایشیا سے آتے تھے۔ مجرم جیلخانہ سے لاکر خونخوار مقابلہ میں ان جنگلی جانوروں کے ساتھ لڑائے جاتے تھے۔ رُوسائے شہر بھی عوام کے منغّص و بدمذاق کی تفریح کے لئے علانیہ تماشہ گاہ میں اُتر کر اپنے اپنے کرتبوں کے جوہر دکھاتے تھے۔ مجروح گلے ڈی اے ٹر لوگوں کے رحم پر چھوڑا جاتا تھا جو اپنے ہاتھ بڑھا کر اپنے انگوٹھے نیچے جھکاتے یا اوپر اُٹھاتے تھے اس نشان سے فاتح سمجھ لیتا تھا کہ ناظرین کی منشا اپنے مجروح حریف کا کام تمام کردینے یا چھوڑ دینے کی ہے ؂

اگسٹس کا عہدِ حکومت رومی لٹریچر کا سنہلا زمانہ تھا۔ اُس

وقت کے مصنفوں میں سے ورجل - ہوریس - اووڈ اور سلیسٹ تھے -
ماسوائے اِن تمام باتوں کے اب وقت پورا ہوا کہ دُنیا کا نجات دہندہ
ظاہر ہو - خُداوند مسیح طبریاس قیصر کے عہد میں مصلوب ہوا - کالی گولا
اور کلادیس رسولی زمانہ میں قیصری تخت پر متمکن تھے ؛

اِس وقت بادشاہت کی عام اخلاقی حالت ادنیٰ پایہ پر تھی -
بیباکی کا زور تھا اور عقلمندوں اور داناؤں کے دلوں پر سے دیوتاؤں
کا اعتقاد اُٹھ گیا تھا اور اُس کی جگہ کے بھرنے کو اعلیٰ اعتقاد موجود نہ
تھا - جادوگری اور ضعیف الاعتقادی بڑھ رہی تھیں ؛

# ضمیمہ جغرافیۂ بائبل

ملک کنعان کی قدیم تواریخ جیسی کہ بائبل میں درج ہے بڑی دلچسپ ہے۔ یہ وہی ملک ہے جو خداوند نے بنی اسرائیل کو اپنے وعدے کے مطابق دیا۔ اس میں بنی اسرائیل ایک مدت تک سلطنت کرتے رہے۔ پر ایک حیران کن سبق جو اس کی تواریخ سے حاصل ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ اس چھوٹے سے ملک نے دُنیا کی قوموں پر کیسا اثر پیدا کیا ہے اور موجودہ بین الاقوامی حالات کے پیش نظر اس ملک کی تازہ تواریخ کے مطالعہ سے اب بھی ہمیں یہی معلوم ہوتا ہے کہ آج کل بھی اس ملک کا اثر دنیا کی قوموں کے سیاسی حالات پر پڑا ہے۔

موجودہ زمانہ میں ملک فلسطین کے تین دعویدار نظر آتے ہیں۔ اوّل یہودی جن کو یہ ملک خُدا کی طرف سے ورثہ میں ملا۔ جن کے باپ دادے اس ملک میں بودوباش کرتے رہے۔ بنی اسرائیل کی ساری تواریخ اِس ملک سے وابستہ ہے بلکہ خُدا کے کلام میں اس مُلک کے متعلق آئندہ زمانوں کے لئے بڑے بڑے وعدے پائے جاتے ہیں۔ دوئم مسیحی جو نہ صرف پُرانے عہدنامہ کے بزرگوں اور اُن کی تواریخ کے سبب اس میں دلچسپی رکھتے ہیں بلکہ یہ ملک ہمارے خُداوند مسیح کی اس

دنیا بھر کی زندگی کے تمام واقعات کا جائے وقوع ہے۔ وہ یہیں پیدا ہوئے۔ اسی ملک میں انہوں نے خدمت کی۔ یہیں دکھ اٹھایا۔ یہیں صلیب دیئے گئے۔ دفنائے گئے۔ جی اٹھے اور یروشلیم کے نزدیک ہی کی ایک پہاڑی پر سے صعود کیا۔ تمام مسیحی یادگاریں اس ملک میں ابھی تک موجود ہیں۔ سوئم مسلمان۔ جو حضرت اسمٰعیل کی معرفت حضرت ابراہیم کی اولاد ہونے کے باعث ملک فلسطین میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ دیگر یہ کہ مسلمانوں نے اس ملک کو فتح کیا تھا اور اسپر حکومت کرتے رہے

اسمیں کچھ شک نہیں کہ گذشتہ زمانوں میں ملک فلسطین دنیا کی تواریخ کے ساتھ ساتھ دنیا کی بڑی طاقتوں کے ماتحت آتا رہا ہے جن میں بعضوں نے تو یہودیوں کی امداد کی۔ اور بعضوں نے ان کو ان کے ملک سے باہر ہانک دیا۔ پھر انیسویں صدی کے آخر میں دنیا کے یہودیوں میں ایک عجیب تحریک پیدا ہوئی جو بعدازاں "صیحونی تحریک" کہلائی۔ اس تحریک کا بڑا مقصد یہ تھا کہ یہودی ملک فلسطین میں پھر آ کے بسیں اور ایک یہودی سلطنت قائم ہو۔ چنانچہ ۱۸۹۷ء میں ایک زمانہ حال کے رزوہابل جس کا نام ڈاکٹر تھیوڈور ہرزل تھا اس کے زیر صدارت اس صیحونی تحریک کی پہلی کانگریس منعقد ہوئی۔ اس کانگریس میں شریک ہونے والے یہودیوں میں بڑا جوش پیدا ہوا اور ان باتوں پر بہت غور کیا گیا کہ کس طرح دنیا کے یہودی پھر لا کے کنعان میں بسائے جائیں اور خدا کے دیئے ہوئے ملک کو جو ان

کے ہاتھ سے نکل گیا ہے پھر قبضہ میں لایا جائے۔ اس کانگریس کے اجلاس کے بعد جب اس کے شرکا اپنے اپنے ملکوں اور شہروں کو واپس گئے انہوں نے باقی یہودیوں میں سرگرمی اور جوش پیدا کیا۔ اس طرح خدا ایک طرح سے قوم یہود کو تیار کر رہا تھا۔

۱۹۱۴ء میں پہلی عالمگیر جنگ شروع ہوئی۔ یہ جنگ بابل کی اسیری سے پچاس جوبلیوں کے بعد ہوئی۔ اس موجودہ جنگ میں عام لوگوں۔ ملکوں اور شہروں کی وہ تباہی ہوئی کہ اس سے پہلے کبھی کسی کے خیال میں بھی نہیں آئی تھی۔ یہ ملک فلسطین کے متعلق ایک ایسا نتیجہ پیدا ہوا۔ جو اس ملک کی تواریخ میں جلی قلم سے لکھا جائیگا۔ ۱۹۱۷ء میں لارڈ ایلنبری کے زیر کمان برو تسلیم بغیر جنگ و خونریزی کے انگریزوں کے قبضہ میں آ گیا۔ اس پر جارج پنجم شاہِ انگلستان نے اعلان کیا کہ ملک فلسطین کو یہودیوں کا قومی گھر بنایا جائے گا۔ کہتے ہیں ایک یہودی ماہر سائنس تھا جس نے بڑے زور سے پھٹنے والا بارود اور بم ایجاد کئے تھے جس کی وساطت سے انگریز اور ان کے اتحادیوں نے عالمگیر جنگِ اول فتح کی تھی اور اس وقت کے وزیر اعظم انگلستان نے اس کے صلہ میں اس یہودی سائنس دان کو یہ وعدہ دیا تھا۔ ۱۹۲۰ء میں یہ ملک ایک عہد نامہ کی رو سے انگریزوں کی سرپرستی میں آ گیا۔ تب سے دنیا بھر کے یہودی اس ملک میں آ کر بسنے لگے۔ انہوں نے آ کر اس ملک میں بڑے بڑے قطعے زمین کے خریدے۔

نہایت ہی تازہ ترین طریقوں سے کاشت کاری اور باغبانی شروع کی۔ سینکڑوں گھماؤں میں پھل دار درختوں کے باغات لگ گئے۔ زمین سونا پیدا کرنے لگ گئی۔ پرانے شہر مرمت کئے گئے۔ نئے شہر بسائے گئے۔ حائفہ اور تل آویو دو بڑے بڑے بندرگاہ نہایت ہی اعلے پیمانہ پر تعمیر ہوئے جن میں ہزاروں یہودی بس گئے۔ عرب کے ریگستان میں سے زمین دوز نلوں کے ذریعے ملک میں تیل پہنچایا گیا جھیل گلیل کے آبشار سے جہاں اس کا پانی دریائے یردن میں گرتا ہے بجلی پیدا کی گئی اور بڑے بڑے شہروں میں پہنچائی گئی۔ مُردہ سمندر جو صدیوں سے بیکار پڑا تھا اس کی دلدل میں سے کیمیائی ترکیب سے کئی کئی قسم کی قیمتی دوائیاں بنائی گئیں۔ بڑے کارخانے برپا ہو گئے صنعت وحرفت کا کام بخوبی چلنے لگا۔ فصیل کے اندر کا شہر یروشلیم مرمت کیا گیا۔ پر باہر ایک شاندار یروشلیم بنایا گیا جس میں زیادہ تر یہودی آباد ہوئے۔ غرض ملک میں ہر طرح کے تروتازگی اور ترقی کے آثار نظر آنے لگے۔ کاروبار اتنا چل پڑا کہ ملک میں رہنے والے غریب یہودی اور عرب کافی پیسہ کمانے لگ پڑے اور فارغ البال ہو گئے۔ اسی اثناء میں ملک فلسطین سے باہر اسلامی ممالک میں ایک اور تحریک پیدا ہو گئی کہ ملک فلسطین پر مسلمانوں کا زیادہ حق ہے۔ اور فلسطین اور اس کے اردگرد کے عربوں میں ایک قومی تحریک پیدا ہو گئی کہ یہ ملک ہمارا ہے۔ چنانچہ آئے دن عربوں اور یہودیوں میں لڑائی فساد اور

خونریزی اور سخت قسم کی خانہ جنگی شروع ہوگئی۔ ہزاروں مارے گئے۔ شہر برباد کئے گئے ہزاروں عرب اور یہودی بے خانماں ہو گئے۔ اِس طرح اس ملک کی ترقی رُک گئی ۔

اسی اثنا میں دُوسری عالمگیر جنگ شروع ہو گئی۔ جس میں ہٹلر نے یہودیوں کو لُوٹا۔ چُن چُن کے قتل کیا۔ اور ہامان کی طرح اُس کا ارادہ تھا کہ اس قوم کو دنیا پر سے بالکل فنا کر دے۔ مگر ہٹلر کی شکست اور اتحادیوں کی فتح ہوئی اور ہٹلر اپنے ارادے میں کامیاب نہ ہوا۔ پر اس فتح کے بعد ایک اور عجیب نتیجہ ملک فلسطین کے متعلق پیدا ہوا۔ ماہ نومبر ۱۹۴۷ء میں یونائیٹڈ نیشنز ارگنیزیشن (مختصر یُو۔این۔او) نے یہودیوں اور عربوں کی باہم خانہ جنگی کو روکنے کی خاطر ملکِ فلسطین کی تقسیم کر دی اور فیصلہ ہوا کہ یہ تقسیم ایک سال کے بعد عمل میں آئے۔ اور یروشلیم آزاد شہر قرار دیا گیا جو سب قوموں کا مشترک ہو۔ اس تقسیم سے یہودی بہت خوش تھے۔ اور ہر کہیں وہ اِس خوشی کا اظہار کرتے تھے مگر عرب اس تقسیم سے خوش نہیں تھے۔ وہ اس سے بہت ناراض اور غمزدہ تھے۔ چنانچہ ماہ دسمبر ۱۹۴۷ء میں عربوں نے ہڑتال کا اعلان کیا اور جمع ہو کر اس فیصلہ کے خلاف زبردست مظاہرہ پیش کیا۔ عربوں اور یہودیوں کا آپس میں تصادم ہوا۔ یہودیوں کی دکانیں لوٹ لیں۔ مکان جلا دیئے۔ بہت یہودی مارے گئے غرض یہودیوں اور عربوں میں ایک زبردست خانہ جنگی شروع ہو گئی۔ ماہ مئی ۱۹۴۸ء میں اسی خانہ جنگی کے دوران میں اس ملک پر سے انگریزوں کی سرپرستی ختم ہو

گئی - اب کوئی گورنمنٹ نہیں تھی - اسی حالت میں اس ملک میں وہی حال ہوا جو یہاں ہندوستان میں ملک کی تقسیم کے وقت ہوا - قتل و غارت کا بازار گرم ہوا - اسی گڑبڑی کی حالت میں اسرائیل کے با اثر لیڈر جمع ہوئے اور ایک خود مختار ریاست اسرائیل کی تجویز تشکیل کی - چنانچہ ایک اخبار جو آج کل یروشلیم پوسٹ کہلاتا ہے اس کے ۱۴ مئی ۱۹۴۸ء کے اشورع میں یوں مرقوم ہے " انیس سو سال کے بعد اسرائیل کی خود مختار ریاست (مدینہ اسرائیل) شہر تل آدیو میں پیدا ہوئی - جونہی جمعہ کی آدھی رات کو انگریزوں کی سرپرستی ختم ہوئی - وہیں اسرائیلی سلطنت کا اعلان ہوا - پر اس سلطنت کو آگ میں سے گزرنا پڑا - یروشلیم میں ایک زبردست خونریز خانہ جنگی شروع ہو گئی جس میں یروشلیم کا بہت سا حصہ یہودیوں کے ہاتھ آیا - مگر جلد ہی مسلمانوں کی فوجیں شمال جنوب اور مشرق سے جمع ہو گئیں انہوں نے شہر پر دھاوا بول دیا - شہر تل آدیو پر ہوائی جہازوں سے بمب گرا کر اُسے بالکل مسمار کر دیا - ہزاروں مارے گئے - بے خانماں ہوئے - ہزارہا یہودی اور عرب بے ٹھکانا مارے مارے پھرنے لگے - جولائی ۱۹۴۹ء میں لبنان - مصر - ٹرانس جارڈن اور سیریا کا یہودیوں کے ساتھ صلح نامہ ہوا اور جنگ بند ہوئی - اب تمام دنیا سے یہودی لوگ ملک فلسطین میں آ کر بسنے لگے - اس طرح یہ ملک ایک وسیع پیمانہ پر مہاجروں کا کیمپ بن گیا " اب بھی حالت یہ ہے کہ اگرچہ مہاجرین میں سے ہزاروں عربوں نے سلطنت ہاشمی میں جا کر پناہ

لی ہے تاہم ہزاروں ہزار ابھی تک کیمپوں میں بے سرو سامان سخت ایذا برداشت کر رہے ہیں۔ یہودیوں کا بھی یہی حال ہے ۔

یہ ہے ملک فلسطین کی موجودہ حالت ۔ ملک یہودیوں اور عربوں میں تقسیم ہو ہوا ہے ۔ ملک کے مسیحی لوگ زیادہ قومی خیال کے ہیں وہ اس سیاسی اور قومی کشمکش میں عربوں کا ساتھ دیتے ہیں ۔ اس چار وجہ میں ہمانہ جنگی کی حالت میں ملک کوئی ترقی نہیں کر رہا ۔ کبھی کبھی یہودیوں اور عرب اور ان کے اتحادیوں میں آپس میں صلح اور امن ہو جاتا ہے پھر کسی طرح حسد اور دشمنی کا شعلہ بھڑک اٹھتا ہے ۔ اس طرح کبھی صلح کبھی باہمی جنگ و جدل جاری ہے ۔ ترقی اور بہبودی کے لئے جو پر امن حالت ہونی چاہئے پیدا نہیں ہوتی ۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ اس ملک کی آئندہ بحالی اور بہتری و بہبودی کے لئے کلام مقدس میں بڑے بڑے قیمتی وعدے ہیں ۔ اور خدا عجیب طور سے اس ملک کی تواریخ میں ان وعدوں کو پورا کر رہا ہے ۔ اسرائیل کی موجودہ تواریخ میں سلطنت اسرائیل کا برپا ہونا ایک عجیب واقعہ ہے ۔ اور جلد ہی یہ سلطنت یو ۔ این ۔ او کی ایک ممبر قرار دی جائے گی ۔ پھر بھی ہم مسیحیوں کو اس بات پر زیادہ غور کرنا چاہئے کہ ہزاروں ہزار یہودی جو ملک میں آباد ہو رہے ہیں بے اعتقادی اور مسیح سے ناواقف ہونے کی حالت میں آ رہے ہیں بلکہ صیحونی تحریک کے لوگوں کو تو مذہب سے کوئی واسطہ ہی نہیں ۔ ان کو خدا کے وعدوں کی نسبت اپنی دولت اور سامانِ جنگ پر زیادہ بھروسہ

ہے ۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ برکات جن کا وعدہ خدا نے اپنے کلام میں یہودیوں سے کیا ہے آیا وہ مسیح میں ہو کر ملیں گی یا مسیح کے بغیر۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ برکتیں انہیں مسیح میں ہو کر ملینگی ۔ لہذا ہمیں ان کے لئے زیادہ دعا کرنی چاہئے ۔ کہ وہ مسیح کو جسے اُنہوں نے چھیدا ہے دیکھیں ۔ توبہ کریں اور مسیح کو اپنا نجات دہندہ قبول کریں اور اس طرح اُن برکتوں کے وارث ہوں ۔ پولُس رسول رومیوں ۱۱ : ۲۵ میں فرماتا ہے ۔ اس لئے مَیں نہیں چاہتا کہ تم اس بھید سے ناواقف رہو کہ اسرائیل کا ایک حصّہ سخت ہو گیا ہے ۔ اور جب تک غیر قومیں پوری داخل نہ ہوں وہ ویسا ہی رہیگا ۔ اور اس صورت سے تمام اسرائیل نجات پائیگا ۔ چنانچہ لکھا ہے کہ چھڑانے والا صیون سے نکلیگا اور بے دینی کو یعقُوب سے دفع کرے گا اور ان کے ساتھ میرا یہ عہد ہوگا جب کہ مَیں انکے گناہوں کو دُور کردوں گا ۔ پھر رومیوں ۱۱ : ۱۲ میں آیا ہے ” پس جب انکی لغزش دنیا کے لئے دولت کا باعث اور ان کا گھٹنا غیر قوموں کے لئے دولت کا باعث ہوا تو اُن کا بھرپور ہونا ضرور ہی دولت کا باعث ہوگا ۔ آخر میں خُدا سے دُعا ہے کہ خُدا انہیں ایمان کی برکت بخشے تاکہ وہ مسیح پر ایمان لاکر خود برکت حاصل کریں اور اس طرح ابراہام کے حقیقی اور روحانی فرزند ہونے کے باعث دنیا کی قوموں کے لئے برکت کا باعث ہوں ۔ آمین ۔